707

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،23۔جون2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

ضمنی بجٹ برائے سال10-2009پر عام بحث

709

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا اٹھارھواں اجلاس

بدھ،23۔جون2010

(یوم الاربعاء،10۔رجب المرجب1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں صبح11بج کر40منٹ پر زیر صدارت
جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باالله من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ
وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ﴿١٧﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿١٨﴾
مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ ﴿١٩﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ ﴿٢٠﴾
فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٢١﴾ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَ
الْمَرْجَانُ ﴿٢٢﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٢٣﴾
وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنشَآتُ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ ﴿٢٤﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٢٥﴾ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿٢٦﴾ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ
ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ﴿٢٧﴾

سُوْرَۃُ الرَّحمٰن آیات17تا27

وہی دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا مالک (ہے)(17) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(18)اسی نے دو دریا رواں کئے جو آپس میں ملتے ہیں(19) دونوں میں ایک آڑ ہے کہ (اس سے) تجاوز نہیں کرسکتے (20)تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(21) دونوں دریاؤں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں(22) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(23) اور جہاز بھی اسی کے ہیں جو دریا میں پہاڑوں کی طرح اونچے

کھڑے ہوتے ہیں(24) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(25) جو (مخلوق) زمین پر ہے سب کو فنا
ہونا ہے(26) اور تمہارے پروردگار ہی کی ذات (بابرکت) جو صاحب جلال و عظمت ہے باقی رہے گی(27)

وما علینا الا البلاغ o

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

سبحان اللہ، سبحان اللہ، سبحان اللہ، سبحان اللہ
اج سک متراں دی ودھیری اے
کیوں دلڑی اداس گھنیری اے
لوں لوں وچ شوق چنگیری اے
اج نیناں لائیاں کیوں جھڑیاں
مکھ چند بدر شاہ شانی اے
متھے چمکدی لاٹ نورانی اے
کالی زلف تے اکھ مستانی اے
مخمور اکھیں ہن مدھ بھریاں
ایس صورت نوں میں جان آکھاں
جان آکھاں کہ جان جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں
جس شان توں شاناں سب بنیاں
سبحان اللہ مااجملک مااحسنک مااکملک
کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء
گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں
سبحان اللہ، سبحان اللہ، سبحان اللہ، سبحان اللہ

جناب سپیکر: ماشاءاللہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): پوائنٹ آف آرڈر۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

سرکاری کارروائی

بحث

ضمنی بجٹ برائے سال10-2009پر عام بحث

جناب سپیکر: ایک منٹ ذرا پہلے مجھے بات کرنے دیں، اُس کے بعد میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ اب ہم ضمنی بجٹ 10-2009 پر عام بحث شروع کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ میرے پاس اس وقت چھیالیس معزز اراکین کی فہرست موجود ہے۔

پیر محمد اشرف رسول: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: حضرت! میری بات سنیں۔ میں بہت دفعہ اسHouse میں یہ کہہ چکا ہوں کہ جب سپیکر بول رہا ہو تو اس وقت تمام ممبران کو اس بات سے احتیاط کرنی چاہئے۔ پیر صاحب! میں آپ کا بہت شکر گزار رہوں گا اور میں آپ کی بات بالکل سنوں گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

میں کہہ رہا تھا کہ آج ہم تمام ممبران کی بات انشاءاللہ مکمل سنیں گے اور اس بحث کے لئے ہر ایک کو ہم دس منٹ دینا چاہتے ہیں۔ جو صاحبان بجٹ پر عام بحث میں پہلے حصہ لے چکے ہیں اگر voluntarily وہ کہہ دیں کہ جب ان کا نام پکارا جائے تو وہ پانچ منٹ لے لیں لیکن جو صاحب پہلے نہیں بولے اُن کو میرا خیال ہے کہ دس منٹ دینا ضروری ہے۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! House کی یہ روایت رہی ہے کہ جو بجٹ پر پہلے بحث کر چکے ہیں عموماً ان کو وقت کی کمی کی وجہ سے ضمنی بجٹ پر بحث کی اجازت نہیں دی جاتی، آپ پچھلے سال کی روایت

دیکھ لیں ایسے ہی ہے۔ میری یہ request ہے کہ جنہوں نے بجٹ پر بحث کی ہے اُن سے درخواست کی جائے کہ وہ ضمنی بجٹ پر بحث میں حصہ نہ لیں۔ جن لوگوں کی باری نہیں آئی ان لوگوں کو آج کی بحث میں consider کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، میں پوچھ لیتا ہوں کیونکہ زیادہ تر اپوزیشن کے صاحبان نے اس میں بولنا ہوتا ہے۔ میں چودھری صاحب سے کہوں گا کہ وہ اس حوالے سے بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب محمد معین وٹو: پوائنٹ آف آرڈر۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: معین وٹو صاحب اور میاں صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔ جی، ملک صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! ہمارے minorities سے تعلق رکھنے والے معزز House کے ممبران باہر سیڑھیوں پر play cards اٹھا کر بیٹھے ہوئے ہیں جو احتجاج کر رہے ہیں۔ میری آپ سے request ہے کہ اُن کو House میں لایا جائے۔

جناب سپیکر: اس کے لئے ایک تو ہمارے سید حسن مرتضیٰ شاہ صاحب جائیں گے کیونکہ آپ کا تعلق بہ نسبت کسی اور کے اُن سے بہت زیادہ ہے۔ ساتھ رانا محمد ارشد صاحب اور خلیل طاہر سندھو صاحب بھی جائیں۔ یہاں جویلیئس صاحبہ بھی ہیں کہ نہیں؟

پیر محمد اشرف رسول: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پیر محمد اشرف رسول: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ 21۔جون کو ایک آرڈر Rule 210 کے ضابطے کے تحت آپ نے جاری کیا ہے جس میں آپ نے دو معزز ممبران کی اس اسمبلی کے اندر آنے پر پابندی لگائی ہے۔ میرے خیال میں Rule 210 یہ کہتا ہے کہ House میں اگر

کوئی ایسی indiscipline یا کچھ اور مسئلہ ہو تو آپ ruling دے سکتے ہیں لیکن اگر باہر کوئی دو معزز رکن لڑ پڑیں تو آپ ان کے یہاں آنے پر پابندی نہیں لگا سکتے۔ مجھے تو یہ بالکل عجیب لگ رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، اگر آپ اسمبلی کی definition پڑھیں گے تو آپ کو پتا چل جائے گا۔

پیر محمد اشرف رسول: جناب سپیکر! میری عرض سن لیں۔

جناب سپیکر: جی، اگر آپ اس میں ruling چاہتے ہیں تو میں ruling دوں گا۔

پیر محمد اشرف رسول: اب میں اس پر ruling چاہتا ہوں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ آرڈر بالکل غیر قانونی ہے۔

جناب سپیکر: میں اس پر ruling دوں گا۔

پیر محمد اشرف رسول: جناب سپیکر! اگر مال روڈ پر دو ایم پی اے آپس میں لڑ پڑیں تو آپ ان کا House میں داخلہ کیسے بند کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، میں اس کی ruling اپنے چیمبر میں دوں گا۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ کو میں نے جس کام کے لئے بھیجا ہے آپ اُدھر جائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! سید حسن مرتضیٰ صاحب کو ضرور بھیجا جائے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! Rules کے مطابق Chair کا conduct ہاؤس میں discuss نہیں ہو سکتا۔ اگر آپ کے کسی معاملے پر کسی صاحب کو کوئی ambiguity یا کوئی reservation ہے تو وہ آپ کے چیمبر میں آپ کے ساتھ بات کر لے اور آپ اس کے مطابق اُن کو satisfy کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، بالکل ٹھیک ہے۔

محترمہ صبا صادق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

محترمہ صبا صادق: جناب سپیکر! میں آپ کی شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے کافی عرصے بعد بولنے کا موقع فراہم کیا اور آپ کی نظر ہم پر بھی پڑی جس کے لئے میں آپ کا بہت شکریہ ادا کرتی ہوں۔ میں آپ کی اور اس House کی توجہ ایک اہم معاملے کی طرف مبذول کرانا چاہتی ہوں کہ آج کے ایک معتبر اخبار میں ایک بہت بڑی شہ سرخی تھی جس کو پڑھ کر میرا دل کافی پریشان ہوا اور مجھے اس چیز کا احساس ہوا کہ بطور مسلمان ہم سب لوگوں کا یہ فرض ہے کہ قرآن پاک کی حرمت یا نبی پاک ﷺ کی حرمت پر کسی قسم کا کوئی لفظ آئے تو من حیث القوم کیا، ہمیں اپنی جان بھی قربان کرنی پڑے تو اس میں ہمیں مضائقہ نہیں ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! آج لاہور ہائیکورٹ نے دس ایسی websites کو block کرنے کا حکم دیا ہے جن میں قرآن پاک کی تحریف کے حوالے سے معاملہ اٹھایا گیا ہے۔ اسی طرح کچھ websites ایسی تھیں جنہوں نے رسولِ پاک ﷺ کے گستاخانہ خاکوں کو عیاں کیا۔ کیا یہ ہم لوگوں کا بطور نمائندگان فرض نہیں ہے کہ ہم اس چیز کی آواز اس House سے بلند کریں اور بطور نمائندگان یہ آواز اُن تک پہنچائیں جنہوں نے اسلام کو target کیا ہوا ہے، جنہوں نے پاکستان کو اس لئے target کیا ہوا ہے کہ یہ ایک اسلامی فلاحی ریاست ہے؟ جس طرح سے ہمارے ملک میں ڈرون حملے ہو رہے ہیں اور ہمارے اسلام اور مذہب کو بدنام کیا جا رہا ہے میں چودھری ظہیر الدین صاحب سے درخواست کروں گی کہ وہ میری بات بڑے تحمل اور غور سے سنیں کیونکہ تین سال سے ہم نے اس House کو [***] بنایا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ یہ [***] والے الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

محترمہ صبا صادق: جی، آپ حذف کر دیں مگر روزانہ یہاں پر یہی چلتا ہے۔ میں آپ سے یہ درخواست کروں گی کہ اس معاملے پر ہمیں یہاں سے ایک قرارداد مذمت بھیجنی چاہئے اور ہمیں اس چیز کا notice لینا چاہئے تاکہ ہماری آواز اُن تک پہنچے۔

جناب سپیکر: آپ اسے قرارداد کی صورت میں لائیں جو سب کی طرف سے joint ہونی چاہیئے۔جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جس معاملے کی طرف معزز رکن نے توجہ دلائی ہے اس معاملے پر already ہائیکورٹ نے notice لیا ہوا ہے اس لئے یہ معاملہ subjudiced ہے۔میں on behalf of Government آپ کو اور اس معزز ایوان کو بھی یقین دلاتا ہوں کہ اس بارے میں ہائیکورٹ پورے معاملے کو thrash out کر کے سماعت کر رہا ہے۔ جو احکامات ہائیکورٹ کے ہوں گے اُن کو انشاءاللہ تعالیٰ implement کیا جائے گا۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی کریں اور House کو چلنے دیں۔ بحث شروع کرنی ہے۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! جس ruling کا پیر اشرف شاہ صاحب نے ذکر کیا ہے اس حوالے سے میں یہ کہوں گا کہ جس طرح رانا صاحب نے کہا ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ سب سے زیادہ موزوں ہے۔ اگر آپ حکم دیں تو آج کی اس sitting کے بعد آپ ہمیں وقت دیں اور میجر عبدالرحمٰن صاحب، میں اور پیر اشرف صاحب اس حوالے سے آپ کے ساتھ discuss کرنا چاہتے ہیں اور correction کرنا چاہتے ہیں کہ ہم کہاں غلط ہیں؟

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آج کی کارروائی کے متعلق مجھے نہایت اہم بات کرنی ہے۔ میرا mike ابھی تک on نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: اللہ کے فضل سے ویسے ہی on ہے۔ جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرے بھائی نوانی صاحب نے آج کی کارروائی سے متعلق جو بات کی ہے مجھے اس سے شدید اختلاف ہے۔ چار دن بجٹ پر بحث چلی اور جن لوگوں کو دلچسپی تھی وہ موجود رہے۔ میں چار دن آٹھ آٹھ گھنٹے سنتا رہا پھر ایک روز باری ملنے پر تھوڑا سا ٹائم ملا اور اپنی بات کی۔ جن لوگوں کو دلچسپی نہیں تھی اُن کے نام پکارے جاتے رہے اور وہ موجود ہی نہیں تھے۔ جنہیں دلچسپی نہیں تھی تو آج وہ کس طرح استحقاق رکھتے ہیں کہ انہیں بولنے کا حق دیا جائے؟

جناب سپیکر: جن صاحبان کے میرے پاس نام آ چکے ہیں تو میں ہر ایک کو موقع دوں گا don't worry

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب سعید اکبر خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میاں رفیق صاحب نے اس دن اصل تقریر کرنی تھی کیونکہ Leader of the House یہاں موجود تھے تو وہ all out change کر کے آج ضمنی بجٹ پر بات کرنا چاہتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: یہ کمالات ہیں جو کسی کسی کو آتے ہیں اور یہ ان کا کمال ہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: شکریہ۔ جناب سپیکر! مجھے اپنی بہن کے الفاظ سے سخت مایوسی ہوئی ہے۔ انہوں نے یہ کہا ہے کہ یہ ایوان تین سال سے [***] بنا ہوا ہے جو کہ پورے اس ایوان کی بے عزتی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے وہ الفاظ کارروائی سے حذف کروا دیئے ہیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: یہ insult ہے اور تماشا صرف ان کی وجہ سے بنا ہوا ہے۔ آپ کو کس نے کہا تھا کہ floor cross کریں، آپ کو کس نے کہا تھا کہ اپنے mandate کی توہین کریں۔ یہ اپنے الفاظ واپس لیں کیونکہ یہ ہماری اور اس ایوان کی توہین ہے۔

جناب سپیکر: مستی خیل صاحب! آپ تشریف رکھیں کیونکہ میں نے وہ الفاظ کارروائی سے حذف کروا دیئے ہیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! یہ آپ کی بھی توہین ہے اور ہم یہ برداشت نہیں کریں گے۔

محترمہ صبا صادق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ صبا صادق: جناب سپیکر! میں نے یہ بات اس لئے کی کہ یہاں پر کسی غریب آدمی کی بات نہیں ہوتی اور کسی ملکی مفاد کی بات نہیں ہوتی، بجلی کے بحران کی بات نہیں ہوتی، پانی کی کمی کے بارے میں بات نہیں ہوتی۔۔۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ وہ الفاظ میں نے حذف کروا دیئے ہیں۔ یہ House آپ کا ہے اور یہ عزت آپ کی ہے۔ اگر آپ اپنی عزت میں مزید اضافہ کرنا چاہتے ہیں تو ایک طریق کار کے مطابق چلئے گا اور پھر کوئی آپ پر انگلی نہیں اٹھائے گا۔ جی، چودھری ظہیر الدین صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں صرف چند منٹ آپ کے لوں گا۔ بجٹ کی ایوان میں رکھی گئی کتابوں میں 2009-10 Supplementary Budget Statement کے عنوان سے کوئی کتاب شامل نہیں ہے۔ اسے یا تو clerical mistake سمجھا جائے کیونکہ اس میں لکھا ہوا ہے کہ Supplementary Budget Statement 2010-11 یا پھر حکومت کو دوبارہ نئے سرے سے supplementary budget پیش کرنا چاہئے یا admission ہونی چاہئے کہ کتاب پر غلط شائع ہوا ہے اور یہ budget statement وہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر! صفحہ 170 پر آئٹم نمبر 41 میں district Additional allocation fund governments grants subsidize and write off loan then advances & others کے زمرے

میں خطیر رقم 11۔ارب99 کروڑ34لاکھ61 ہزار روپے رکھی گئی ہے جس کی تفصیلات ایوان سے پوشیدہ رکھی گئی ہیں۔ یہ معاملہ نہایت ہی حساس اور توجہ طلب ہے۔

(اس مرحلہ پر بطور احتجاج ایوان سے باہر بیٹھنے والے اقلیتی ممبران
ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

جناب سپیکر: جی، Welcome back

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! اگر House in order ہو جائے تو میں اپنی معروضات پیش کر سکتا ہوں۔ یہ اتنی بڑی رقم 11۔ارب روپے سے زائد کی ہے جس سے سارے صوبے کو یہ سمجھا رہا ہے کہ انہیں روٹی مہیا ہو گئی اور سارا مسئلہ حل ہو گیا۔ وہ صرف 5۔ارب روپے ہے اور یہ لوکل گورنمنٹ کے ڈسٹرکٹ کو آرڈینیشن آفیسر کو 11۔ارب روپے دے دیا گیا۔ پھر تو سب کچھ ہی ٹھیک ہو گیا لیکن اس کی تفصیلات معلوم نہیں ہیں اور میرا خیال ہے کہ اس قسم کے معاملات supplementary budget میں لے کر عوام کے taxes اور ضروریات کا ضیاع ہے۔

جناب سپیکر! 16 کروڑ20لاکھ روپے کی رقم ڈسٹرکٹ کو آرڈینیشن آفیسر کو چینی کی خرید کے لئے دی گئی ہے۔ ڈی سی اوز کو چینی کی خریداری کے لئے فراہم کی جانے والی رقم کو grant in aid کا نام دیا گیا ہے اور اس کی قطعاً وضاحت نہیں کی گئی ہے کہ یہ چینی کہاں خریدی، کیا کیا اور کیا کچھ نہیں کیا۔ یہ وہ چینی ہے جس کے لئے ڈی سی اوز کو یہ رقم grant in aid کے لئے دی گئی ہے اور میں اس معزز ایوان کے ساتھیوں کو گزارش کرنا چاہوں گا کہ ان کے حلقوں میں یہ چیز دیکھنے میں آئی کہ جس طرح چینی کو -/22 روپے سے لے کر -/90 روپے کلو تک پہنچایا تو کیسے لوگ گرمیوں میں لائنوں میں لگے اور وہ اپنے بچوں اور بچیوں کو لائنوں میں چھوڑ گئے کیونکہ غریب کی یہی nutrition ہے لیکن اس کی grant in aid میں اتنی بڑی رقم اور وہ بھی ڈی سی اوز کے ذریعے۔

جناب سپیکر! پولیس کی مد میں ٹوٹل 4۔ارب 3 کروڑ 67 لاکھ روپے کی اضافی رقم کی demand کی گئی ہے جبکہ پچھلے سال پولیس کو بجٹ میں 43۔ارب 22 کروڑ 30 لاکھ 93 ہزار روپے مہیا کئے گئے تھے۔ پولیس کی کارکردگی اور اس کا attitude سب کے سامنے ہے لیکن میں وہ بیان کرنے سے پہلے مانتا چلوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! ان کی شہادتیں بھی آپ کے سامنے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں مانتا چلوں گا لفظ میرا وہیں سے شروع ہونے والا ہے اور آپ کو کہنے کا استحقاق تھا جو آپ نے کہہ لیا ہے۔ میں اسے مانتا ہوں کہ یہاں پر جتنی sub served aversive activities ہوئی ہیں ان میں ہمارے پولیس کے نچلے کانسٹیبل، ہیڈ کانسٹیبل اور ASI طبقے نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے صوبہ پنجاب کے تحفظ کا تاثر دیا ہے لیکن اس کے علاوہ ہمارے دیہی علاقے جہاں ہم بستے ہیں کوئی wanderer کوئی شخص شام کو شہر کے قریبی دیہی علاقوں میں رہنے والے لوگ پہلے overtime لگا کر آجایا کرتے تھے جو شہر کے قریبی دیہی علاقوں میں ہیں اب وہ دن دہاڑے بھی اپنے گھروں کو آتے ہوئے لٹ جاتے ہیں۔ یہاں پر موبائل ہائی وے پوسٹیں اور تھانوں کو بند کر دیا گیا ہے، موبائل پوسٹوں کو بند کر دیا گیا ہے تو پھر یہ کس مد میں 4۔ارب 3 کروڑ روپے 43۔ارب روپے کی نسبت اضافی دیا گیا ہے؟

جناب سپیکر! یہ صفحہ 155 پر آئٹم نمبر 75 کے تحت ڈی.جی.پی آر کے لئے 47 پوسٹیں create کرنے پر 81 لاکھ روپے طلب کئے گئے ہیں۔ یہی ڈی.جی.پی آر پہلے بھی کام کر رہے تھے اور اب بھی کام کر رہے ہیں اور بعد میں بھی انہوں نے کام کرنا ہے تو یک دم بجٹ دیئے جانے کے بعد درمیان میں چھ ماہ گزرنے کے بعد ایسی کون سی قیامت آئی کہ 81 لاکھ روپے کی خطیر رقم سے 47 پوسٹیں create کی گئیں۔ ڈی.جی.پی آر میں ان 47 پوسٹوں پر انہوں نے کیا کرنا تھا؟ خبر تو وہی شائع ہونی ہے "من تراحاجی بگویم تو مراتوملا بگوئم" خبریں وہی ہیں اور 47 پوسٹیں یہ ظاہر کرتی ہیں کہ اس کے اندر کچھ اپنوں کو نوازے جانے کی بات ہے جو کہ supplementary budget میں cover کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ صفحہ 173 آئٹم نمبر 82 میں Purchase of Soft Wheel Diesel Operator Train for Muree کے لئے 3 کروڑ 98 لاکھ 42 ہزار کی grant in aid رکھی گئی جس کی کوئی تفصیل نہیں دی گئی۔ مری میں کس کے لئے یہ کام ہونا ہے، وہ کون سے گھر ہیں جن کے قریب کوئی اور چیز بھی ہوگی یا پارک ہوگا کہ جس کے لئے اتنی بڑی رقم رکھی گئی؟ اگر یہ تفصیل دی جاتی تو شاید ان گھروں کا بھی تعین ہو جاتا اور mark ہو جاتے اور وہ گھر کس کے ہوتے، عوام کو پتا چل جاتا۔ اب میڈیا اس تک پہنچ جائے گا کہ اتنی بڑی supplementary grant کہاں پہنچی ہے۔

جناب سپیکر! صفحہ 84 آئٹم نمبر 37 میں Development of public park باغ کشمیر، مری پوائنٹ کے لئے 6 کروڑ 68 لاکھ 50 ہزار روپے کی رقم رکھی گئی ہے مگر اس کی کوئی تفصیل نہیں بتائی گئی کہ اس پارک کی کیا اہمیت ہے اور اس کے گردونواح میں کون کون لوگ بستے ہیں جو اس پارک میں آئیں گے۔ مری جو خود اپنی ایک حیثیت کے ساتھ ایک پارک کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کی ہوائیں، اس کا طرز تعمیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے قدرتی ہے اور وہ ایک پارک کی حیثیت رکھتا ہے۔ جب لوگ خودکشیاں کر رہے ہیں، جب لوگ اپنے بچوں کو اسمبلی کے سامنے آکر فروخت کر رہے ہیں، جب ہر جگہ پر ایک آہ وبکا کا عالم ہو تو پھر supplementary budget میں اتنی اتنی بڑی رقم بڑے بڑے لوگوں کے گھروں کے قریب پارکوں میں واک کرنے کے لئے رکھی جائے تو یہ ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ اس پر غور کیا جائے اور اس supplementary budget کو مسترد کیا جائے۔ شکریہ

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ نے مجھے انہیں لینے کے لئے بھیجا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: جی، جی۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: ان کے جو مطالبات تھے، چیف منسٹر صاحب اتفاق سے تشریف فرما تھے انہیں چیف منسٹر صاحب سے ملایا گیا ہے، ان کے مطالبات سی ایم صاحب نے مان لئے ہیں اور وہ واپس آ گئے ہیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ کو مبارک ہو اور ہم ان کو بھی welcome کرتے ہیں۔ مہربانی

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جب آپ نے مجھے انہیں لینے کے لئے بھیجا تھا تو آپ نے کہا تھا کہ آپ ان کے بہت قریبی ہو۔ مجھے اس پر بڑا فخر ہے کہ میں ان کے قریبی ہوں۔

جناب سپیکر: میں آپ سے زیادہ ان کے قریبی ہوں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جو واقعہ کربلا ہوا تھا ان شہداء میں کرسچئن کا خون بھی شامل ہے۔ وہاں ایک کرسچئن بھی تھا جو شہید ہوا تھا اور مجھے فخر ہے کہ میں ان کے قریبی ہوں۔

جناب پرویز رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میں اقلیتی اراکین کی طرف سے آپ کا، وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور سینئر وزیر راجہ ریاض صاحب کا مشکور ہوں۔ ہم نے آج protest کیا تھا اور اسمبلیوں کی سیڑھیوں کے سامنے دھرنا دیا تھا اس میں ہمارا main مطالبہ یہی تھا کہ بجٹ میں حکومت نے پورے پنجاب کی ترقیاتی مد میں 193۔ارب 50 کروڑ روپے رکھا ہے اس سے کم از کم ہمیں ایک فیصد دیا جائے۔ وہ وزیر اعلیٰ صاحب نے commit کر لیا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ کو مبارک ہو۔ جی، نوانی صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! I am on a point of order

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: شکریہ۔ جناب سپیکر! کل ٹی وی پر ایک پروگرام چل رہا تھا باقاعدہ اس پر ایک talk show ہو رہا تھا جس میں ہمارے صوبے کے مالک، ہمارے صوبے کے وارث DMG گروپ کے گھروں کی renovation اور maintenance کے پیسوں کے بارے میں بات ہو رہی تھی جو تیس لاکھ سے شروع ہوتی تھی اور اسی اسی لاکھ روپے تک تھی۔

معزز ممبران: شیم، شیم، شیم۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جس میں ہمارے پولیس والے بھی پیچھے نہیں تھے لیکن ان پر ہمیں کوئی گلہ نہیں ہے۔ انہوں نے اپنے شہیدوں کا فنڈ کھایا ہے، انہوں نے اپنے شہیدوں کے کفن بیچے ہیں ہمیں اس پر کوئی گلہ نہیں ہے لیکن وہ بھی پنجاب کا پیسا تھا۔ جہاں بجٹ پر debate ہوتی ہے ان کے لکھے ہوئے ہم سارے پڑھتے ہیں اور کرتے ہیں۔ کتنے شرم کی بات ہے اگر کسی سیاست دان کو ننگا کرنا ہے تو ایک سیکنڈ لگتا ہے اور آج تیسرا دن ہے ہر روز اخباروں میں خبریں شائع ہو رہی ہیں کہ کسی حکومتی ارکان نے اس پر بات کی ہے اور نہ ہی notice لیا ہے۔ میں اس پر شدید احتجاج کرتا ہوں، یہ پنجاب کے غریب عوام کا پیسا ہے اور یہ وہ پیسا ہے کہ جس سے بنیادی سہولتیں دینا ہوتی ہیں۔ بنیادی سہولتیں ہمیں فراہم نہیں ہوتیں اور وہ کاٹ کر یہاں خرچ کیا جاتا ہے۔ انہوں نے دو دو ایکڑ کے دو دو گھر رکھے ہوئے ہیں۔ میں اس ظلم

میں حصہ دار نہیں بنتا جب تک ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہو گی، ان کی انکوائری پارلیمانی کمیٹی کرے کیونکہ پہلے آپ نے ایک دفعہ PCSافسران کے بارے میں کمیٹی بنائی تھی اس پر بھی کوئی عمل نہیں ہوا۔ اس کو بھی آپ نے ڈی ایم جی گروپ کو دے دیا کہ وہی انکوائری کرے، اس پر آج تک عمل نہیں ہوا۔ آج اخبار میں تھا کہ پی سی ایس والے بھی تالا بندی کر رہے ہیں اور ہڑتال پر جا رہے ہیں۔ صرف اور صرف ایک طبقہ ہے جو ہمیں دیمک کی طرح کھا رہا ہے اور جس وقت تک اس طبقے کو لگام نہیں ڈالی جائے گی اس پنجاب میں ترقی نہیں ہو سکتی۔ آپ دیکھیں آپ کے ضلع میں کتنی ترقی ہوئی ہے، کیا یہ پاکستان صرف ان کے لئے آزاد ہوا تھا؟ اگر دفتر بنے تو چیف سیکرٹری کا بنے اور اگر گھر بنیں تو جی او آر میں بنیں۔ اگر آپ نے انہی ملازموں کو پیسا دینا ہے تو پھر دیں ان ڈور مینوں کو یہ جو سارا دن ان کے دروازوں پر باہر بیٹھتے ہیں۔ انہیں اتنی اجازت نہیں کہ ایک بابو کا اے سی چل رہا ہے وہ اپنی کرسی برآمدے میں سے اٹھا کر اس کے کمرے میں ڈال کر اے سی میں بیٹھ جائے۔ اس نے وہ اچکن بھی پہنی ہوتی ہے، اس نے جناح کیپ بھی پہنی ہوتی ہے اور ان کے دروازوں پر بیٹھے ہوتے ہیں۔ جب تک اس پر کارروائی نہیں ہو گی میں ایوان سے واک آؤٹ کرتا ہوں اور اس وقت تک میں Houseمیں نہیں آؤں گا۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! ایسے نہ کریں، ابھی سننے کی ہمت رکھیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! ان کوminorities منا کر لائے۔

جناب سپیکر: ایسی بات نہیں ہے۔ یہاں سب برابر ہیں، majorityہے نہ کوئیminorityہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں، میں یہ عرض کرنی چاہوں گا کہ کسی بھی ملک میں، حکومت میں اور معاشرے میں تمام طبقات کا ایکpositive roleہوتا ہے۔ اسroleکے ساتھ ساتھ اگر کوئیnegative roleہوتا ہے توsingle outکر کے اس کو اس انداز سے ابھارنا کبھی بھی مناسب اورpositiveعمل نہیں ہوتا۔ انہوں نے جس بات کا تذکرہ کیا ہے کہ ان کے

گھروں پر ضرورت سے زیادہ خرچ کیا گیا ہے اور فرمایا کہ اس پر کوئی کارروائی نہیں ہو رہی ہے اور کسی نے کوئی notice نہیں لیا ہے۔ میرا ان سے یہ کہنا ہے اور میری گزارش بھی ہو گی کہ وہ اپنا walkout ختم کریں۔ اس پر already، جب یہ معاملہ سامنے آیا ہے اور اس House میں discuss ہوا ہے تو وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے CMIT کی ٹیم انکوائری کے لئے بٹھا دی ہے۔ وہ کمیٹی آئندہ دو دنوں میں اس کے متعلق رپورٹ دے گی۔ اگر کسی جگہ پر بھی یہ پایا گیا کہ یہ خرچ نامناسب اور غلط طریقے سے کیا گیا ہے تو جو آدمی ذمہ دار ہو گا اس کے خلاف سخت ترین کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں شاہ صاحب نے بات سن لی ہو گی۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! رانا ثناء اللہ صاحب نے جو کہا ہے کہ اس پر کمیٹی بٹھا دی گئی ہے وہ تو خود bureaucrat ہیں انہوں نے ان کا احتساب کیا کرنا ہے؟ اس House سے کمیٹی بنائی جائے وہ ان کا احتساب کرے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: CMIT میں bureaucrat کہاں ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! House کی اپنی powers ہیں۔ کسی بھی معاملے کی انکوائری اور probe کسی نہ کسی ادارے نے کرنی ہوتی ہے۔ CMIT کی جو رپورٹ آئے گی وہ رپورٹ اس ایوان میں پیش کر دیں گے اور یہاں پر discuss ہو جائے گی۔ اگر اس میں کوئی lacuna یا lapses ہوئے تو ان کو دیکھ لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ ٹھیک ہے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میری عرض سن لیں۔ جب سیاستدانوں کی بات آتی ہے تو کیا کبھی ہمیں یہ موقع دیا گیا ہے کہ ہم اپنا احتساب کریں۔ کوئی نہ کوئی ایجنسی ہمارا احتساب کرتی ہے۔ جب bureaucrat کے احتساب کی بات ہوتی ہے تو ان کے

حوالے سے اس ایوان سے کیوں نہیں کمیٹی بنائی جاتی اور وہ کمیٹی دیکھے کہ پیسے صحیح خرچ ہوئے یا غلط خرچ ہوئے؟(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: دیکھیں، CMIT میں آپ کے نمائندے بھی موجود ہیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): نہیں، نہیں۔ کوئی نمائندہ ہمارا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ کے پارلیمانی سیکرٹری CMIT کے موجود ہیں، آپ کیا کر رہے ہیں؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میری عرض سن لیں۔ آپ پہلے لسٹ منگوا لیں، یہاں House میں منگوا لیں اور ان کے نام پڑھ لیں۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں، اگر CMIT کی رپورٹ سے آپ کو اتفاق نہیں ہو گا، آپ کے House میں وہ پیش ہو گی، پھر جو آپ کہیں گے اس کے مطابق ہم عمل کر دیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہمارے House کی ایک کمیٹی ہے جس کا کام یہ ہے کہ ہمارے مالی وسائل کی جہاں بے ضابطگیاں ہوں ان کو دیکھے۔ ہمارے House کی دو پبلک اکاؤنٹس کمیٹیاں ہیں ان میں سے ایک اس معاملے کو دیکھے۔

جناب سپیکر: میں ruling دے چکا ہوں، ان کی رپورٹ آنے دیں۔

وزیر مال (حاجی محمد اسحاق): جناب والا! پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کی دو کمیٹیاں بنی ہوئی ہیں وہ کس مرض کی دوا ہیں؟

جناب سپیکر: جی، رانا ثناء اللہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں CMIT کی جو انکوائری رپورٹ ہو گی وہ جب اس معزز ایوان میں پیش ہو گی، یہ معزز ایوان اس کے لئے سپیشل کمیٹی بنا دے یا پی اے سی کے حوالے کر دے، یہ اس معزز ایوان کا اختیار ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، یہ رپورٹ آنے کے بعد کریں گے۔

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: دیکھیں، اب بات ہو چکی ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! اس House میں اس سے متعلقہ ایک سوال pending ہے اور وہ سرخ فیتے کی نذر ہو گیا ہے جس میں یہ کہا گیا ہے کہ سینئر بیورو کریٹ پنجاب سے واپس اسلام آباد چلے گئے ہیں یا دوسرے صوبوں میں چلے گئے ہیں لیکن انہوں نے لاہور کے اندر رہائشیں retain کی ہوئی ہیں اور وہاں پر بھی رہائشیں استعمال کر رہے ہیں۔ یہاں پر گاڑیاں بھی رکھی ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ وہ سوال لے آئیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! وہ سوال پچھلے ڈیڑھ سال سے pending ہے۔ میں آپ سے یہ بھی گزارش کروں گا کہ اس سوال کو بھی proceed کیا جائے اور کسی کو بھی قومی وسائل سے غیر قانونی طور پر استفادہ کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، آپ اس سوال کا نمبر نوٹ کروائیں اور سیکرٹری صاحب کو اس سوال کا نمبر دے دیں۔

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر! مجھے صرف ایک منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، ارتضیٰ صاحب!

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں ایک گزارش کروں گا کہ یہ جو ابھی بات ہو رہی تھی اور آپ جو بات کر رہے ہیں کہ CMIT کی رپورٹ آجائے تو میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ figures میں اس House میں اپنی تقریر میں لے کر آیا تھا اور آپ کے سامنے پیش کئے تھے۔ یہ set جو باہر بر آمدہ میں پڑا ہے اس کے اندر آپ development کی Volume No:2 Page:No:266 پر onward پڑھیں گے تو یہ ساری چیزیں ویسے وہاں درج ہیں اور یہاں پر جو چیزیں بن رہی ہیں اس کے figures اس کے اندر موجود ہیں۔ اگر ان figures کے لئے مزید ہمیں انکوائری کرنی ہے تو پھر جو

سارے figures اسمبلی میں آئے ہیں وہ جھوٹے ہیں۔ مجھے تو سمجھ نہیں آ رہی کہ CMIT کی انکوائری کی ضرورت کس بات کی ہے جبکہ figures اس Volume No:2 میں موجود ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے جو بات کر دی ہے اس کی رپورٹ آنے دیں اور اس کے بعد ہم یہاں House میں بیٹھ کر فیصلہ کریں گے۔

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر! پھر بجٹ کی بھی ساری رپورٹ منگوا لیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بس اب آپ کی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔ میرے نوٹس میں یہ بات آئی ہے کہ باہر کوئی جلوس آیا ہے تو میں جناب احمد علی اولکھ صاحب اور چودھری عبدالغفور صاحب کو کہوں گا کہ وہ جا کر ان سے بات کر کے معاملے کو یہاں House میں پیش کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! سید حسن مرتضیٰ صاحب کو بلوائیں۔

جناب سپیکر: راجہ ریاض صاحب! آپ ذرا مہربانی کر کے شاہ صاحب کو باعزت طریقے سے لے کر آئیں۔ جی، سعید اکبر خان نوانی صاحب!

جناب سعید اکبر خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا شکریہ۔ مجھے یہ علم ہے اور اس بات کا احساس ہے کہ آج میں ضمنی بجٹ کی بحث میں حصہ لے رہا ہوں اور مجھے اس بات کا بھی احساس ہے کہ main budget اور supplementary budget کی بحث میں بہت زیادہ فرق ہوتا ہے اور فرق یہ ہوتا ہے کہ ضمنی بجٹ وہ ہوتا ہے کہ main budget کے علاوہ ضمنی بجٹ کے وہ اخراجات ہوتے ہیں جو سال میں کر دیئے جاتے ہیں اس کے بعد ان کی منظوری اس House سے لی جاتی ہے کیونکہ وہ اخراجات ایسے نہیں ہیں کہ جن کی ہم منظوری دیں گے جیسا کہ ہم main budget میں دیتے ہیں۔ جس طرح یہاں پر بجٹ 2010-11 کا پیش ہوا تو ان میں منسٹر صاحب نے demand کیا ہے کہ یہ ہماری ضرورت ہے اور آپ ہمیں approval دیں لیکن ضمنی بجٹ میں یہ اخراجات کرنے کے بعد ہمارے پاس آتے ہیں اور یہ House ان کو پاس کرتا ہے لیکن اخراجات ہو چکے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: مطلب ہے کہ کچھ غلطیاں ہوئی ہیں وہ ہمیں معاف کر دیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! ایسا ہی ہے آپ جیسے فرما رہے ہیں۔اس ضمنی بجٹ میں 153۔ارب67کروڑ75لاکھ کے اخراجات ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر: میں سن نہیں پایا ہوں، کون سی مد؟

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں ٹوٹل بجٹ کی بات کر رہا ہوں جو اخراجات ہیں۔

جناب سپیکر: اچھا، ٹھیک ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! اس میں 81۔ارب روپے بنکوں کے جو قرضہ جات ہیں اس کے سود میں ادا کئے گئے ہیں۔اس میں جو main money ہے وہ purchase of wheat ہے اور گندم کی خریداری میں جو ٹارگٹ شروع میں گورنمنٹ نے 30لاکھ ٹن fix کیا لیکن عوام اور عام کاشتکار جنہوں نے گندم کاشت کی تو اس کی پیداوار بہت زیادہ آئی۔

(اس مرحلہ پر سید حسن مرتضیٰ واک آوٹ ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

MR SPEAKER: Shah Sahib! Welcome back and thank you.

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ نے عام کاشتکار کی تکلیف کو مد نظر رکھتے ہوئے اور اس کا احساس کرتے ہوئے کہ جن کاشتکاروں نے گندم کاشت کی ہے اور ان کے پاس اب گندم موجود ہے لیکن وہ گورنمنٹ کی خریداری کے ٹارگٹ میں نہیں آتی اور وہ ٹارگٹ پورا ہو چکا ہے اور وہ اس میں نہیں آتی تو انہوں نے کمال مہربانی کرتے ہوئے 28لاکھ ٹن کی اس میں enhancement کی اور اس وجہ سے یہ 81۔ارب روپیہ جو خرچ کیا گیا وہ عام کاشتکار کی بہتری کے لئے کیا گیا، عام کاشتکار کی گندم کو خریدنے کے لئے کیا گیا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس میں، میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک قابل ستائش بات ہے کہ جس ملک میں 80 فیصد لوگ کاشتکار ہوں اگر ان کی بہتری کے لئے بنکوں سے قرضے لئے جاتے ہیں اور اگر ان پر سود بھی دیا جاتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات پھر بھی منافع میں ہے اور خسارے میں نہیں ہے۔اس حوالے سے مجھے یہ بھی پتا ہے کہ جو بقایا سٹیٹ بنک کو سود میں دیئے گئے جو main budget

میں 13۔ارب اور something رکھے گئے تھے، بعد میں جب اس وقت اخراجات بڑھے اور اس میں 20۔ارب اور some things دینے پڑے۔ اگر آپ مجموعی طور پر اس بجٹ کو دیکھیں تو اس میں سب سے جو main اخراجات ہیں وہ گندم کی خریداری پر ہیں اور اسی کے لئے قرضے لئے گئے، اسی کا سود دیا گیا تو میں آئندہ بھی اس حکومت کو یہ گزارش کروں گا کہ اگر لوگوں کی اکثریت اور غریب لوگوں کی بہتری کے لئے اگر بنک سے قرضہ لے کر بھی اخراجات کرنے پڑیں اور ان کے مسائل کو کم کرنا پڑے تو میں ان کو یہ کہتا ہوں کہ یہ ضرور کریں اور بار بار کریں لیکن اس میں میری ایک تجویز ہے کیونکہ اس House نے بجٹ پاس کرنا ہوتا ہے اور یہ اس House کا ہی اختیار ہے کہ وہ اس بجٹ کو پاس کرے یا نہ کرے۔ اس میں میری ایک تجویز ہے کہ جب بھی کسی ڈیپارٹمنٹ کو ان کے allocated budget سے زیادہ خرچہ کرنا پڑے تو اس ڈیپارٹمنٹ کی جو سٹینڈنگ کمیٹی ہے تو ڈیپارٹمنٹ کو اس کمیٹی کے پاس آنا چاہئے اور اس کی منظوری لے کر پھر اخراجات کرنے چاہئیں۔ اس سے اس House کو جو خدشہ رہتا ہے کہ خرچے انہوں نے کر دیئے ہیں اور انگوٹھا لگوانے کے لئے لے آئے ہیں تو یہ میں سمجھتا ہوں کہ اس House کی نیک نامی بھی ہوگی اور اس House کا وقار بھی بڑھے گا کہ سٹینڈنگ کمیٹی اگر فوڈ یا ہوم ڈیپارٹمنٹ کی ہے تو اس وقت ان اخراجات کو لے کر ان کی approval لے لی جائے اور وہی سٹینڈنگ کمیٹی ان اخراجات کو یہاں پیش کرے کہ ہم نے ان کی approval دی تھی اور ہم House سے درخواست کرتے ہیں کہ یہ اخراجات لازمی تھے تو ان اخراجات کو پاس کر دیا جائے تو یہ میری تجویز تھی اس کو consider کر لیا جائے۔

جناب سپیکر! یہاں بہت بڑی بحث صحت اور تعلیم پر ہوئی اور مجھے اس بات کا بھی احساس ہے۔ میں نے پچھلے تمام ادوار کے پورے figure دیکھے اور پوری کتابیں بھی پڑھیں لیکن میں چاہتا ہوں کہ ہم figures میں نہ جائیں، ہم پورے اس بجٹ میں جائیں کہ عام آدمی اور غریب آدمی کی بہتری کے لئے ہم نے کیا کیا ہے؟ ہمیں یہ سوچنا چاہئے اور اس پر ہمیں discuss کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! اس House میں جو سستی روٹی کی سکیم ہے اس پر بہت بحث ہوئی۔ ہمارے گورنمنٹ بنچوں کے چند دوستوں نے discuss کی اور مجھے افسوس ہے کہ ان کا apologetic attitude تھا کہ ہم نے 5۔ارب روپیہ رکھا ہے، کوئی اتنی زیادہ رقم نہیں ہے۔ میں اس گورنمنٹ کے

سامنے احتجاج کرتا ہوں اور میرا یہ احتجاج چیف منسٹر صاحب کے سامنے بھی ہے کہ اگر غریب آدمی کے لئے کوئی سکیم رکھی گئی ہے تو اس میں آپ apologetic کیوں ہوتے ہیں؟ میں کہتا ہوں کہ 5-ارب کی بجائے 50-ارب رکھا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اگر عام آدمی کو ہم -/2 روپے کی روٹی دے سکتے ہیں تو اس سے بڑی ہماری کامیابی کوئی نہیں ہو سکتی۔ مجھے وزیر اعلیٰ کے ساتھ سرکاری دورے پر ایران جانے کا موقع ملا۔ وہاں ہمارے ساتھ جو Foreign Office کے لوگ protocol میں تھے میں نے ان سے سوال کیا کہ ایرانی انقلاب، اتنی مخالفت کے باوجود پوری دنیا کی طاقتیں ایران کے خلاف تھیں آپ نے اس انقلاب کو کیسے کامیاب کیا؟ آپ یقین کریں تین لوگ تھے تینوں لوگوں نے ایک ہی جواب دیا کہ ہمارا یہ انقلاب اگر کامیاب ہوا ہے تو ہم نے پورے ایران میں مفت روٹی رکھی ہوئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی تفریق نہیں ہونی چاہئے کہ ایک غریب آدمی اگر روٹی لینے جائے تو اس کو -/2 روپے کی روٹی ملے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ across the board ہو، ہر آدمی جو چاہے -/2 روپے کی روٹی لے سکے۔ اس طرح غریبوں میں احساس کمتری نہیں ہو گا۔ یہ نہ ہو کہ اگر کوئی غریب آدمی ہے تو وہ تنور پر -/2 روپے کی روٹی لے دوسرا نہ لے۔ یہ تو اس طرح کی سکیم ہے کہ اس کو Federal Government بھی adopt کرے اور باقی صوبے بھی adopt کریں۔ اگر کسی آدمی کے پاس دیانتداری کے -/5 روپے ہیں اور وہ -/4 روپے کی دو روٹیاں لے لے اور ایک روپے کا نمک اور مرچ لے لے تو وہ ایک ٹائم میں اپنا پیٹ بھر سکتا ہے۔ اگر ہم کسی غریب آدمی کو اس کا پیٹ بھرنے کے لئے مفت روٹی دے سکتے ہیں تو اس سے بڑا اور کام کوئی نہیں ہو گا۔ اس پر ہمارے حکومتی بنچوں کے ایم پی ایز کو قطعاً apologetic attitude نہیں اپنانا چاہئے۔ ان کو اس میں aggressive ہو کر گورنمنٹ سے کہنا چاہئے کہ آپ نے اس کا بجٹ کم رکھا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ضرور کچھ نہ کچھ خرابیاں ہوں گی لیکن میری آپ سے یہ رائے ہے کہ ہم ان خرابیوں کو دور کریں اور اس سکیم کو بہتر سے بہتر کریں۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ کوئی بھوکا نہ سوئے تو اگر ہم اسی سکیم کو بہتر طریقے سے چلا سکے تو ہم یہ کہہ سکیں گے کہ ہمارے صوبہ میں یا ہمارے ملک میں کوئی بھوکا نہیں سو سکتا۔ میں فیڈرل گورنمنٹ کے بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کو بھی appreciate کرتا ہوں کیونکہ وہ بھی غریبوں کی بہتری کے لئے ہے۔ کچھ نہ کچھ، کبھی نہ کبھی اور ہر بجٹ میں غریبوں کے لئے رکھنا چاہئے اور ان کی بہتری کے لئے کچھ کرنا

چاہئے، otherwise ایسا انقلاب آئے گا جو ہمیں چھوڑے گا اور نہ کسی اور کو چھوڑے گا۔ اس انقلاب کو روکنے کے لئے اور غریب عوام کو یہ احساس دلانے کے لئے کہ ہم اس ایوان میں ان کے لئے بیٹھے ہیں، ان کے لئے سوچتے ہیں اور ان کے لئے کام بھی کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: Time is over.، بہت شکریہ

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! ابھی تو میں بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! یہ تو بڑی زیادتی ہے، مجھے تو لگا کہ دو منٹ ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: میرے بھائی آپ کے دس منٹ مکمل ہو گئے ہیں۔ جی، میں کہتا ہوں کہ:

ڈھڈ نہ پئیاں روٹیاں تے سبھے گلاں کھوٹیاں

سید حسن مرتضیٰ: لکھ کر دے دیں۔

جناب سعید اکبر خان: نہیں، نہیں۔ میں لکھ کر دینے والا نہیں ہوں، میں بول کے دینے والا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ جلدی سے wind up کر لیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! اب آپ نے tempo توڑ دیا ہے میرے پاس دو چار اور points تھے۔ میں آپ کے حکم کو honour کرتا ہوں اور آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ اب ڈاکٹر اختر ملک صاحب ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا پارلیمانی سیکرٹری تقریر کر سکتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، کیوں نہیں کر سکتا؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! وہ finance کے پارلیمانی سیکرٹری ہیں۔ وہ تقریر کر رہے ہیں اور ممبران کو ٹائم نہیں دیا جا رہا۔

جناب سپیکر: ان پر کوئی قدغن نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! بہت شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب وزیر کی کرسی سے بول رہے ہیں، یہ بھی مناسب نہیں ہے، جب وزیر بنیں تو ضرور یہاں سے بولیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ اپنی سیٹ پر چلے جائیں۔ تصحیح کرنے کا شکریہ

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! انہوں نے ہی تو بجٹ بنایا ہے، یہ کیسے تقریر کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وہی تو بتا رہے ہیں کہ ہم نے کیوں بجٹ بنایا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! میں نے تقریر نہیں کرنی، میں نے جو باتیں یہاں پر note کی ہیں وہ point out کرنی ہیں۔ 2008-09 کا بجٹ، 2009-10 کا بجٹ اور 2010-11 کا بجٹ۔۔۔

چودھری محمد شفیق: جناب سپیکر! یہ پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ ہیں یہ کیسے تقریر کر رہے ہیں؟ یہ تقریر نہیں کر سکتے۔ یہ wind up speech کرنا چاہتے ہیں تو کریں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! اب وہ تقریر کر رہے ہیں۔ I'll be thankful. (شور و غل)

آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! میں صرف points دے رہا ہوں۔

جناب سپیکر: وہ آپ کو points دے رہے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! انہوں نے یہ بجٹ یہاں پیش کیا ہے۔ اگر یہ wind up کریں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ ہمیں ان کی بحث پر اعتراض ہے کہ یہ خود بجٹ بنا کر اسے پیش کر کے اس پر بحث کر رہے ہیں۔ یہ کیا بحث کریں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! میں نے credit دینا ہے۔ میں نے کوئی بحث نہیں کرنی۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! جنہوں نے بجٹ بنایا، جنہوں نے بجٹ ہاؤس میں پیش کیا، وہی بجٹ پر بحث کر رہے ہیں کیا ان کا بجٹ بنانے پر کوئی اتفاق نہیں تھا؟

جناب سپیکر: وہ کوئی hints دے رہے ہیں، کوئی points دینا چاہتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! یہ پوری تقریر کریں، پارلیمانی سیکرٹری کا right ہے کہ وہ winding up speech کرے۔ یہ wind up کر سکتے ہیں، بحث نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! اب رہنے دیں، میرے خیال میں بہتر ہے، آپ کے فائدے میں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ لوں گا۔

جناب سپیکر: وہ کہتے ہیں کہ میں بس ایک منٹ لوں گا۔ جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! میں نے کچھ points notes کئے ہوئے ہیں میں ان points کا جواب دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ 10-2009 اور 11-2010 کا بجٹ اس بات کا ثبوت ہے کہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے، جو پچھلے دِنوں سے جنوبی

پنجاب کا رولا پڑا ہوا تھا ان کے زخموں پر مرہم رکھا ہے۔ میں ان جنوبی پنجاب کے نمائندگان کو یہ credit دینا چاہتا ہوں جنہوں نے یہ معاملہ اُٹھایا۔ اگر آج بھی انسان اور جانور ایک گھاٹ پر پانی پیتے ہیں تو انہوں نے اپنے مسائل کو اجاگر کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا credit جنوبی پنجاب کے نمائندوں کو جاتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔ جی، محمد محسن خان لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ جو ہمارے اس ہاؤس کے نئے ممبران ہیں جن کی پہلی term ہے میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ ہر سال supplementary budget point out کیا جاتا ہے یہ منصوبہ بندی کی ناکامی کا نام ہے۔ جو بجٹ بنایا گیا ہے اس سے جو deviation یا variation ہوئی ہے وہ اس supplementary budget میں آئی ہے۔ ڈکشنری supplement کو ایسے بیان کرتی ہے کہ:

"Something added to complete a thing, make up for
a deficiency or strengthen the whole."

تو یہ جو supplementary budget آیا ہے، یہ جو غلطیاں ہوئی ہیں ان کو ٹھیک کرنے کے لئے ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس کے اندر خود بہت بڑی غلطیاں ہوں۔ میں وزیر خزانہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ منسٹر صاحب آپ کا بجٹ جو تھا اس کے اندر ایک بہت بڑی غلطی ہے کہ میرے حلقہ پی پی۔245 کا۔۔۔

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! یہ منسٹر صاحب کو کیسے address کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: آپ مجھے address کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ کے توسط سے میں منسٹر فنانس کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ہمارے 11-2010 اور اسی طرح 10-2009 کے بجٹ بلکہ پچھلے تین سال کے بجٹ کے اندر ایک بہت بڑی غلطی آرہی ہے کہ میرے حلقہ انتخاب کا ایک منصوبہ بھی مکمل نہیں کیا جارہا تو مہربانی کر کے supplementary budget کے اندر ان غلطیوں کا ازالہ کیا جانا چاہئے تھا۔ ہم یہ کہتے کہ supplement budget جو ہے یہ جو غلطیاں یا کوتاہیاں ہوئی ہیں ان کو پورا کر رہا ہے۔ میں پھر سے ان کی

خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ جب اگلا supplementary budget آئے تو جیسا کہ انہوں نے اعلان کیا ہے کہ میرے حلقہ کے hill station مری کے لئے ایک خصوصی package بنائیں گے تو میں اُمید کرتا ہوں کہ اگلے supplementary budget میں مجھے وہ نظر آئے گا۔ اسی supplementary budget کی کیونکہ ٹائم تھوڑا ہے جو چیزیں ہم منظور کر رہے ہیں اس میں مجھے جو چیز بہت عجیب و غریب لگی ہے اس میں صفحہ نمبر 142، اور Grant No.68 کے اندر لکھا ہے کہ ہم نے رائے ریاض حسین صاحب ایک مہینے کے لئے Consultant رکھے ہیں اور ان کو ایک مہینے کے لئے دس لاکھ روپے دیئے ہیں جو کہ میرے خیال میں مناسب نہیں تھا۔ پھر اس کے بعد supplementary budget میں مجھے ایک اور چیز بہت عجیب و غریب لگی Page No.176 and Grant No.152 میں لکھا ہے کہ کوئی عبدالرحمٰن صاحب ہیں ان کو گھر خریدنے کے لئے 31 لاکھ روپے دیئے گئے ہیں اور نمبر 170 ہے۔

Grant in aid in favour of Mr Abdul Rehman for the government fee for the registration of the sale deed for house, Walton road, Lahore.

پہلے ان کو گھر خریدنے کے لئے پیسے دیئے گئے اور پھر اس کی sale deed کی registration کے لئے دوبارہ پیسے دیئے گئے۔ مجھے یہ چیز سمجھ نہیں آتی کہ کیوں ایک خاص آدمی کو اس طرح نوازا جا رہا ہے؟ اس کی کوئی تفصیل آ جاتی۔ اس میں لوگوں کو بہت ساری grants in aid دی ہیں شاید وہ غریب لوگ ہوں گے لیکن ایک آدمی کے لئے، اس کو گھر دینے کے لئے پیسے اور پھر اس کی رجسٹریشن کے لئے بھی پیسے دیئے گئے۔ پتا نہیں چیف منسٹر صاحب کے ساتھ ان کا کیا خاص تعلق ہے؟ اس کے بعد ہم آتے ہیں یہاں پر بار بار کہا گیا ہے کہ چیف منسٹر ہاؤس کے اخراجات میں کمی کر دی گئی ہے۔ بجٹ کے دوران بھی یہ چیز point out کی گئی تھی کہ جو اس کے لئے پیسے رکھے گئے تھے اس سے 451 فیصد زیادہ خرچ ہوا ہے اور اس میں پھر ہم supplementary grant میں ہی دیکھتے ہیں، یہ صفحہ نمبر 204 ہے اور grant is LQ4058 Chief Minister Secretariat اس کے اندر new vacancies create کی گئی ہیں جن کے لئے اس کا خرچہ ہے۔

Total Item (6) = 120,274,000

اس کے بعد اگلا دیکھتے ہیں۔

(7) Additional appropriation to meet the excess expenditure.

Total Item (7) = 6,929,000

اس کے لئے 6.9 million rupees رکھے گئے ہیں۔ اس کے بعد بڑی مزیدار بات جو مجھے لگی ہے وہ ہمارے سادہ خادم اعلیٰ، وزیر اعلیٰ صاحب کا جو چیف منسٹر بلاک اسلام آباد میں ہے یعنی پنجاب ہاؤس کے اندر۔۔۔

جناب سپیکر: وہ کدھر ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! یہ صفحہ نمبر 269 ہے۔

جناب سپیکر: یہ چیف منسٹر بلاک کدھر ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! اسلام باد ہاؤس یعنی پنجاب House اسلام آباد۔

جناب سپیکر: اچھا پنجاب House۔

جناب محمد محسن خان لغاری: اس کے اندر دو chief رکھے گئے ہیں جن کی 40 ہزار روپے ماہانہ تنخواہ ہے اور 9 لاکھ 7 ہزار روپے ان اشخاص کی تنخواہوں میں دیا گیا ہے اور مزے کی بات یہ ہے کہ یہ جو مد ہے جس میں سے یہ پیسے لئے گئے ہیں economic affairs construction and building and transport. اور construction works building and structure میں چیف منسٹر صاحب کے لئے دو chief رکھے گئے ہیں۔ آگے چلیں تو تین اضافی waiters رکھے گئے ہیں یعنی جو موجودہ عملہ ہے sanctioned posts ہیں وہ کم پڑتی ہیں اور شاید وہ بناتے ہی سستی روٹی ہوں گے کیونکہ سستی روٹی ہی ہماری سب سے main چیز ہے۔ سستی روٹی کے لئے ہم نے مزید ارقسم کے chief رکھے ہیں۔

اس کے بعد آگے چلتے ہیں budget allocation کے متعلق میں نے اپنی بجٹ تقریر میں بھی واضح کیا تھا کہ 16۔ارب روپے سے زیادہ کی ہم نے blocked allocations رکھی ہوئی ہیں۔ یہ پچھلے سال والی blocked allocation کی بے انتہا سکیمیں ہیں جو ابھی اس کے اندر ڈالی گئی ہیں۔ خواجہ اسلام صاحب شاید وزیر اعلیٰ کے بہت خاص ہیں کیونکہ ان کی سکیموں کی ایک لمبی لسٹ ہے۔ ان کے بہت سارے صفحے ہیں صفحہ نمبر 310,311,312,313 اس کی تفصیل میں جانے میں بہت ٹائم لگے

گا۔ اس کے علاوہ ہم نے اس House سے ایک Resolution پاس کیا کہ فورٹ منرو کے لئے ایک کیڈٹ کالج بنایا جائے تو ہمیں وزیر قانون نے یہ بتایا کہ کیڈٹ کالج صوبہ نہیں بنا سکتا۔ ہم یہ منصوبہ وفاق کو بھیجیں گے۔ یہاں صفحہ نمبر 325 پر مجھے نظر آتا ہے کہ:

Establishment of Cadet College at Esa Khail Mianawali.

Establishment of Cadet College at Multan.

جناب! باقی جگہوں پر تو کیڈٹ کالج بنا دیئے گئے لیکن چونکہ میں شاید اپوزیشن کا ممبر ہوں تو میرے حلقہ کے لئے کہا گیا کہ یہ چیز نہیں بنائی جا سکتی۔

جناب سپیکر: ادھر آپ ہی نہیں ہیں، ادھر اور بھی ہیں مسلم لیگ (ن) کے بھی کافی لوگ ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! نہیں، وہ میرا حلقہ ہے، وہ totally Leghari tribes کا علاقہ ہے اس لئے اس کے ساتھ خاص محبت کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: ڈسٹرکٹ تو وہی ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ ضمنی بجٹ کے اندر جو کمی کوتاہی ہوتی ہے ان کو پورا کرنا چاہیئے تھا۔ جیسا کہ قائد حزب اختلاف نے بھی point out کیا کہ اس ضمنی بجٹ میں بہت ساری چیزیں مری کے لئے رکھی گئی ہیں۔ مجھے امید ہے میں توقع رکھتا ہوں کہ جو پارک بنائے گئے ہیں یا جو بجٹ رکھا گیا ہے ساری چیزیں مری کے لئے رکھی گئی ہیں۔ میں تو یہاں پر دیکھ دیکھ کر حیران ہوتا ہوں اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ اگلی دفعہ وہاں کے لئے بھی بجٹ مختص کیا جائے ۔ پھر اس کے اندر جو بار بار مالی امداد لوگوں کو دی جا رہی ہے میں اس چیز کو دیکھ کر بڑا حیران ہوا کہ بہت تفریق ہے۔ اگر ہمارے راجن پور کے کسی آدمی کو امداد ملی ہے تو اس کو پچاس ہزار روپے ملی ہے اور اگر لاہور کے کسی آدمی کو ملی ہے تو اس کو تین لاکھ، پانچ لاکھ، دس لاکھ کی ملی ہے۔ دکھ درد مشکل ہر آدمی پر آتی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: کیا لاہور پنجاب کا حصہ نہیں ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ آپ مہربانی فرما کر حکومت کی طرف سے جواب نہ دیں، آپ ریفری ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، میں ویسے پوچھ رہا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! آپ ریفری ہیں، آپ مہربانی کر کے جواب نہ دیں، حکومت کو جواب دینے دیں۔ آپ neutral ہیں۔

جناب سپیکر: وہاں کے اخراجات کم ہوتے ہیں، یہاں زیادہ ہوتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! اس میں مجھے ایک اور چیز نظر آئی کہ ہم نے رینجرز کو بھی بہت سارے پیسے دیئے ہیں۔.grant in aid for Ranger Institute ایک جگہ پر ہم نے اس کے لئے 25 ملین رکھے ہیں اسی طرح ایک اور جگہ پر بھی ہم نے رینجرز کے لئے پیسے رکھے ہیں۔ میری گزارش یہ تھی کہ رینجرز تو ایک وفاقی محکمہ ہے اس کو ڈیفنس منسٹری اور فیڈرل گورنمنٹ پیسے دیتی ہے ۔ حکومت پنجاب کا پیسے دینا مناسب نہیں ہے۔ ہمیں تو اپنی پولیس کو پیسے دینے چاہئیں ہم اپنی بارڈر ملٹری پولیس کو پیسے دیں، ہم اپنی levy force کو پیسے دیں جو forces ہمارے بارڈر کو defend کرتی ہیں ان کو پیسے دیں وہ ہمارے لئے زیادہ اہم ہونی چاہئیں۔ اس کے علاوہ اس سارے ضمنی بجٹ کی جو رقم ہے بلکہ میں تو یہ رقم دیکھ کر حیران ہوتا ہوں مجھے تو اتنا بڑا نمبر پڑھنا بھی نہیں آرہا۔ میں آپ کو بہر حال پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔1,536,77531000 تو یہ 153 billion 6 hundred and 77 million rupees ہیں اتنی بڑی نالائقی، اتنا بڑا ضمنی بجٹ ہم نے اتنا زیادہ خرچہ بغیر منصوبہ بندی کے کیا ہے اور یہ جو اتنی موٹی document ہمارے سامنے رکھی ہوئی ہے وہ اس کی نالائقی کا ثبوت ہے۔

جناب سپیکر: اس کا نمبر آپ دوبارہ بولیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: حکم جناب!

جناب سپیکر: یہ ساری رقم کتنی ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! میں آپ کو دوبارہ پڑھ کر سناتا ہوں۔1,536,77531000 یہ بنتی ہے 153 billion 6 hundred 77 million rupees اتنی بڑی رقم ہے کہ میرا حساب کتاب ادھر فیل ہو جاتا ہے۔ ہماری حکومت کی نالائقی کا یہ ثبوت ہے اس کو تو چھاپتے ہوئے good governance کے دعویداروں کو شرم آنی چاہئے۔ اس پر بھی 11-2010 لکھا ہے حالانکہ یہ ہونا

2009-10 چاہئے تھا۔ یہ وہ خرچے ہیں جو کہ اس House کی منظوری کے بغیر ہوئے ہیں۔ مخدوم ارتضیٰ نے point out کیا تھا وہ جو افسروں کے اوپر خرچ ہوئے ہیں۔ ایک ایک گھر ستر لاکھ روپے کا، کمپٹرولر پنجاب House کا بنا دیا۔ یہ سارے آخری صفحے ہیں وہ اسی چیز کے اوپر بھرے ہوئے ہیں۔ صفحہ نمبر 28,29,30,31 اور 527 یہ سارے کے سارے جی او آر کے افسروں کے خرچ ہیں۔ یہ House سے پہلے منظور ہونے چاہئیں یہ ایسی چیز نہیں ہے کہ پتا نہیں تھا کہ یہ خرچہ ہونا ہے۔ ہاں! اس میں ایسے بھی خرچے ہیں جو لوگوں پر کئے ہیں جیسے بد قسمتی سے دہشت گردی کے واقعات ہوئے ہیں اس میں جو لوگ زخمی ہوئے ہیں یا جو شہید ہوئے ہیں ان کو compensation کے لئے پیسے دیئے گئے ہیں وہ تو ایسی چیزیں تھیں جن کو ہم پہلے نہیں دیکھ سکتے تھے لیکن یہ گھر بنانا تو ہم پہلے دیکھ سکتے تھے۔ ان چیزوں کو تو یہاں سے منظور ہونا چاہئے۔ جیسا کہ سعید اکبر خان نوانی نے یہ مشورہ دیا ہے اور ان کی ایک تجویز ہے کہ یہ اخراجات ہونے سے پہلے ہم سٹینڈنگ کمیٹیوں سے پاس کروالیا کریں اور اس House کو budget making کے اندر involve کریں۔

جناب سپیکر: انہوں نے ایک اور تجویز بھی دی ہے اس سے اتفاق کریں گے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: پھر میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ ریفری کا role ادا کریں، آپ حکومت کی طرف سے جواب نہ دیں۔

جناب سپیکر: میں تو پوچھ رہا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! آپ کا کام سننا ہے۔

جناب سپیکر: میں آپ سے مشورہ لے رہا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! جواب دینا حکومت کا کام ہے۔

جناب محمد یٰسین سوہل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، سوہل صاحب!

جناب محمد یٰسین سوہل: جناب والا! لغاری صاحب نے جو بات کہی ہے میں اس کا جواب دینا چاہتا ہوں۔ وہ میرا حلقہ بنتا ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے 31 لاکھ کا جو گھر لے کر دیا ہے وہ deserving

family ہے، معذور بچے ہیں، ان کا کوئی پُرسان حال نہیں ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب خود ان کے گھر گئے اور ان کو جا کر 31 لاکھ روپے کا گھر لے کر دیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)
لغاری صاحب میرے ساتھ چلیں۔ میں ان کو دعوت دیتا ہوں کہ یہ میرے ساتھ چلیں اور جا کر ان لوگو ں کے حالات دیکھیں۔ ان کے علاج کے لئے پیسے دے رہے ہیں۔ ان کے دور میں تو عیاشیوں کے لئے دیئے جاتے رہے ہیں۔ یہ میرے ساتھ چلیں، پوری اپوزیشن میرے ساتھ چلے اور میں ان کو جا کر دکھاتا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: میرے حلقے میں بھی بہت سے غریب لوگ ہیں ان کو بھی دیئے جائیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: No cross talk. No comments ان کو بات کرنے دیں۔ آپ ان کی بات سنیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہر ضلع میں ایک ایک بندے کو گھر لے کر دے دیں۔ کیا غریب لوگ صرف لاہور میں ہی رہتے ہیں، 31 لاکھ روپے کا گھر صرف لاہور میں ہی لے کر دینا ہے؟ میرے علاقے میں پانچ لاکھ روپے دے دیں وہ غریب اس سے گھر بنا لے گا لیکن یہ وہاں پر نہیں دیں گے۔ وہاں انہیں کوئی غریب نظر نہیں آئے گا۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی۔ بہت شکریہ۔ پلیز اب تشریف رکھیں۔

محترمہ غزالہ سعد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر چھوٹی سی بات عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: پلیز بیٹھیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جیسے لغاری صاحب نے کہا کہ صرف لاہور کے لئے، میں ان کی یاد داشت درست کرنے کے لئے بتانا چاہتا ہوں کہ جو گوجرہ کا سانحہ ہوا ہے اس میں حکومت پنجاب نے دس کروڑ روپے کی گرانٹ جاری کی ہے۔ جہاں جہاں بھی deserving case سامنے

آئے گا اور ہم حکومت کو نشاندہی کریں گے تو ہم انشاء اللہ ان غریبوں کے لئے پنجاب حکومت کے تمام خزانے لٹادیں گے، ہم ان غریبوں کے لئے ہر قسم کے resources کے منہ کھول دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترمہ غزالہ سعد رفیق صاحبہ!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: دیکھیں، وہ آپ سے پہلے کھڑی ہیں۔یہ کیا طریقہ ہے؟

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! مجھے بھی موقع دیں۔

جناب سپیکر: آپ comments شروع کر دیتے ہیں کہ مجھے موقع نہیں ملتا ۔ آپ بتائیں کہ اگر یہ سارے پوائنٹ آف آرڈر چلتے رہیں تو پھر آپ کا کتنا ٹائم ضائع ہو گا؟ اگر آپ کی بات relevant ہو گی تو ضرور سنوں گا۔جی، محترمہ!

محترمہ غزالہ سعد رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! ابھی میرے بھائی یٰسین سوہل صاحب نے جو بتایا میں اس سلسلے میں چھوٹی سی تصحیح کرنا چاہتی ہوں کہ جو گھر لے کر دیا ہے وہ اس لحاظ سے deserving تھے کہ ایک شخص جس کے پانچ بچے ہیں اور وہ پانچوں اپاہج اور mentally retarded تھے وہ اس حوالے سے deserving تھے اس لئے انہیں وہ گھر لے کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی، شکریہ۔ چودھری علی اصغر منڈا صاحب! مجلس قائمہ برائے اریگیشن اینڈ پاور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

مسودہ قانون (ترمیم) ترقیاتی بورڈ پنجاب مصدرہ 2010 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے اریگیشن اینڈ پاور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"The Punjab Development Board (Amendment) Bill, 2010 (Bill No 8 of 2010)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے اریگیشن اینڈ پاور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔اگست 2010تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"The Punjab Development Board (Amendment) Bill, 2010 (Bill No 8 of 2010)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے اریگیشن اینڈ پاور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔اگست 2010تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"The Punjab Development Board (Amendment) Bill, 2010 (Bill No 8 of 2010)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے اریگیشن اینڈ پاور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔اگست 2010تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب محمد محسن خان لغاری: نہیں یہ کام نہیں کرتے اس لئے توسیع نہ کی جائے۔

جناب سپیکر: ہاؤس کی sense ہے کہ توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): کمیٹی کی دو میٹنگز ہوئی ہیں لیکن لغاری صاحب ان دونوں میٹنگوں میں تشریف نہیں لائے۔[********]

جناب سپیکر: نہیں۔ایسی بات مت کریں۔سردار قیصر عباس خان مگسی!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرائے جائیں۔

جناب سپیکر: ان کے الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے جائیں۔ سردار قیصر عباس خان مگسی مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتاہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

تحریک التوائے کار نمبر117/09 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

سردار قیصر عباس خان مگسی: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"Adjournment Motion No. 117/ 2009 moved by Sheikh Ala-ud-Din MPA, PP-181

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔جولائی2010تک توسیع کر دی جائے۔"

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"Adjournment Motion No. 117/ 2009 moved by Sheikh Ala-ud-Din MPA, PP-181

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔جولائی2010تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"Adjournment Motion No. 117/ 2009 moved by Sheikh Ala-ud-Din MPA, PP-181

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔جولائی2010تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: حاجی غلام جعفر سرگانہ صاحب مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اینڈ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنی تحریک پیش کریں۔

نشان زدہ سوال نمبر1619 اور2211 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

حاجی غلام جعفر سرگانہ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ

"نشان زدہ سوال نمبر 1619 پیش کردہ میاں نصیر احمد ایم پی اے اور نشان زدہ سوال نمبر 2211 پیش کردہ رانا محمد افضل خان ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔اگست 2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر 1619 پیش کردہ میاں نصیر احمد ایم پی اے اور نشان زدہ سوال نمبر 2211 پیش کردہ رانا محمد افضل خان ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔اگست 2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

""نشان زدہ سوال نمبر 1619 پیش کردہ میاں نصیر احمد ایم پی اے اور نشان زدہ سوال نمبر 2211 پیش کردہ رانا محمد افضل خان ایم پی اے کے بارے میں مجلس

قائمہ برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹیں ایوان
میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔اگست 2010تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: محترمہ ناظمہ جواد ہاشمی صاحبہ!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! Seating Plan بنایا جائے۔

جناب سپیکر: کس کا؟

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: ممبران کے بیٹھنے کا Seating Plan بنایا جائے۔

جناب سپیکر: میں نے Seating Plan بنایا ہوا ہے لیکن parties کے ساتھ۔ جہاں آپ کی parties ہیں ان کے مطابق میں نے Seating Plan بنایا ہے۔ آپ حکومت کو check کر لیں، اپوزیشن check کر لیں ایک اور گروپ کو بھی check کر لیں۔ میں نے اپنے حساب سے Seating Plan بنایا ہے لیکن اگر آپ check نہ کریں تو اس میں میرا قصور نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ اینڈ کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): منڈا صاحب اپنی جگہ پر نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: جس جس کی جگہ اسے allotted ہے وہ وہاں جا سکتا ہے۔ جی، محترمہ! Carry on

ضمنی بجٹ برائے سال 10-2009 پر عام بحث

(---جاری)

محترمہ ناظمہ جواد ہاشمی: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں سب سے پہلے تو جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب کو مبارکباد پیش کروں گی کہ انہوں نے tax free budget پیش کیا تھا جسے منظور کر لیا گیا ہے۔ محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) نے قربانی دے کر جو جمہوریت کا پودا بویا ہے اس کے ثمرات ہیں کہ چاروں صوبوں نے متفقہ طور پر این ایف سی ایوارڈ منظور کیا ہے اور جو اٹھارہویں ترمیم کا تحفہ ملا ہے اس پر وفاقی حکومت بھی مبارکباد کی مستحق ہے۔ بجٹ میں کچھ بہت اچھے کام کئے گئے ہیں جیسے سرکاری ملازمین کی

تنخواہیں پچاس فیصد بڑھائی گئی ہیں یہ ایک بہت احسن اقدام ہے لیکن کچھ باتوں کے بارے میں ہمیں شکایات ہیں کہ آپ نے پچھلی دفعہ 13-ارب روپے سے Food Subsidy Programme شروع کیا تھا اس وقت ہم لوگوں نے بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کے فارم بھی نہیں بنائے تھے-لوگوں نے پنجاب سے فارم لے کر پیسے لینے شروع کئے تھے لیکن اب پنجاب سے بھی پیسے بند ہو گئے ہیں اور وہ لوگ بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام سے بھی استفادہ حاصل نہیں کر سکے لہذا میری استدعا ہے کہ آپ ان کے لئے بھی کوئی حل نکالیں اور جو لوگ محروم رہ گئے ہیں ان کے لئے کچھ کیا جائے۔

جناب سپیکر! ہمارے ہاں Science Teachers جن کے پاس Math, Statistics and Economics کے مضامین ہیں انہیں Science Teachers کا status نہیں دیا گیا حالانکہ پنجاب یونیورسٹی نے اسے science teacher کا ہی status دیا ہے لہذا میری استدعا ہے کہ انہیں Science Teacher کے طور پر recognize کیا جائے اور انہیں تنخواہ بھی اسی حساب سے دی جائے۔ آپ نے پچھلے بجٹ میں کہا تھا کہ مختلف multi national companies ایک ہزار بسیں پنجاب میں چلائیں گی لیکن اس اعلان پر کوئی عمل نہیں کیا گیا لہذا میری گزارش ہے کہ اس پر بھی عمل کریں۔ بس میری یہی چند تجاویز تھیں جو میں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتی تھی۔بہت شکریہ

محترمہ دیبا مرزا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ دیبا مرزا صاحبہ!

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر بہت چھوٹی سی بات کرنی تھی۔

جناب سپیکر: آپ لمبی بات کر لیں۔

محترمہ دیبا مرزا: آپ کی بہت مہربانی۔ میں یہ بات کرنا چاہتی ہوں کہ میڈیا کی آزادی کسی حد تک تو ٹھیک ہے لیکن اتنی بھی زیادہ نہیں ہونی چاہئے کہ بغیر کسی تصدیق کے، بغیر کسی سے پوچھے، محکمے سے تصدیق کرائے بغیر، صبح سے ٹیلیویژن پر میرے خلاف ticker چلائے جا رہے ہیں کہ دیبا مرزا ایم پی اے مسلم لیگ (ن) کی تمام پراپرٹی عدم ادائیگی ٹیکس پر seal کر دی گئی۔ اس میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔

میرے ذمہ کوئی ٹیکس واجب الادا نہیں ہے۔میرے تمام واجبات آج سے ایک مہینہ پہلے سے بالکل clearہیں۔

جناب سپیکر: ماشاءاللہ آپ تو وکیل بھی ہیں۔آپ کا حق محفوظ ہے کہ ان کے خلاف کارروائی کریں۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ میڈیا کو کوئی خبر چلانے سے پہلے متعلقہ بندے سے تصدیق تو کر لینی چاہئے۔متعلقہ محکمہ Excise and Taxation سے ہی تصدیق کر لی جاتی کہ کیا اس کے ذمہ کوئی tax واجب الادا ہے یا نہیں؟ میری کوئی property seal ہوئی اور نہ ہی کوئی میرے ذمہ tax واجب الادا ہے۔اس کے باوجود ایسی خبریں دینا مناسب نہیں ہے۔میڈیا کی طرف سے کوئی ایسی بات نہیں ہونی چاہئے کہ جس سے کسی کو خواہ مخواہ تکلیف پہنچے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب سب نے آپ کی یہ بات سن لی ہے۔وہ ضرور اس کی تصحیح دے دیں گے۔میڈیا کو آپ کے حوالے سے تصحیح ضرور دینی چاہئے۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! جس طرح سے میڈیا ایسی خبریں دیتا ہے ویسے ہی پھر ان کو تردید بھی دینی چاہئے کہ یہ خبر غلط چھپ گئی ہے۔

جناب سپیکر: یہ اچھی بات نہیں ہے، جو بات ہوئی نہ ہو اس کو اس طرح سے شائع کرنا یا ٹیلیویژن پر دینا مناسب نہیں ہے۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! چونکہ میں نے بجٹ پر speech تو کر لی تھی اب میں ضمنی بجٹ کے حوالے سے صرف چند ایک باتیں کرنا چاہوں گی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! محترمہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں اور پوائنٹ آف آرڈر پر speech نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر: وہ پوائنٹ آف آرڈر پر نہیں بلکہ اپنی باری پر تقریر کر رہی ہیں۔جی، محترمہ! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! میں مختصر بات کروں گی۔ایسا نہیں ہے کہ میں کوئی لمبی چوڑی بات کروں گی۔وزیر اعلیٰ پنجاب، میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں پنجاب کا جو tax free بجٹ پیش کیا گیا

ہے اس میں غریبوں کو بہت زیادہ relief دیا گیا ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس حکومت نے غریبوں پر کسی قسم کا کوئی بوجھ نہیں ڈالا بلکہ غریبوں کے لئے سستی روٹی، لنگر کھانے، مفت ادویات کی فراہمی، free Dialysis Centres اور دوسرے بہت سارے فلاح و بہبود کے کام کئے ہیں اور آئندہ کے لئے بھی عوام کی بہتری کے کام کرنے کی تجاویز اس موجودہ بجٹ میں دی گئی ہیں۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب اور تنویر اشرف کائرہ صاحب کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے بہترین، متوازن اور tax free بجٹ پیش کیا ہے۔ میں وزیر اعلیٰ صاحب کو اس سلسلے میں بھی مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے دیہاتوں میں غریب کسانوں کو پانچ مرلے زمین دینے کی تجویز اس موجودہ بجٹ میں رکھی ہے۔ یہ بہت خوش آئند ہے۔ بہت سارے غریب کسان اس سے مستفید ہوں گے اور اس سے غربت میں بھی کمی آئے گی۔

جناب سپیکر! بجٹ کے حوالے سے میری ایک simple سی تجویز ہے کہ ہماری خواتین ممبران کی تجاویز کو بھی consider کیا جائے۔ ہم خواتین کی طرف سے pre-budget اجلاس میں جو تجاویز دی گئی تھیں اگر وہ بھی سالانہ بجٹ میں شامل کر لی جاتیں تو بہت بہتر ہوتا۔ میری گزارش ہے کہ سیالکوٹ میں Working Women Hostel کے قیام کو اس بجٹ میں شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر: محترمہ! بات سنیں۔ ماشاءاللہ آپ وکیل بھی ہیں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ آج ہم ضمنی بجٹ پر بحث کر رہے ہیں۔ آپ ضمنی بجٹ کے حوالے سے بات کریں۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! جب موقع ملتا ہے تو تب ہی بات کرنا ہوتی ہے۔ آج آپ نے موقع دیا ہے تو میں نے بات کر لی ہے۔

جناب سپیکر: چلو، آپ کی بڑی مہربانی۔ بہت شکریہ۔ محترمہ ماجدہ زیدی صاحبہ!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: Thank you very much جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک اخبار میں چھپنے والی خبر کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ یہ این۔ این۔ آئی کی طرف سے خبر ہے کہ "کل پنجاب اسمبلی میں علی حیدر نور خان نیازی کے پوائنٹ آف آرڈر کے بعد وزراء نے علی حیدر نور خان نیازی کی

سرزنش کی، اس کے بعد انہیں بُلا کر ڈانٹا گیا، میں نے بڑی شرمندگی محسوس کی اور معذرت کی۔" میں اپنے صحافی بھائیوں سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ابھی تک میرے اوپر اتنے بُرے دن نہیں آئے کہ مجھے کوئی ڈانٹے۔ میں جب بولتا ہوں تو بڑا سوچ سمجھ کر بولتا ہوں اور میں جو بولتا ہوں پھر اس پر قائم رہنا بھی مجھے آتا ہے۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو ہمارے صحافی بھائی یہاں گیلریوں میں بیٹھے ہوتے ہیں وہ اس طرح کی خبر دینے سے پہلے تصدیق کر لیا کریں۔ میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ اس اسمبلی کے اندر باقاعدہ طور پر پریس گیلری کے صدر اور جنرل سیکرٹری ہیں آپ ان کے notice میں یہ بات لائیں کہ اپنی self imagination کی خبریں اخبار میں چھاپ دینا یا کسی ممبر کی تضحیک کرنا کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے۔ یہ لکھ دینا کہ "مجھے کسی نے ڈانٹا ہے، میں نے کسی سے معافی مانگی ہے" اس طرح کی باتوں کا آپ notice لیں کیونکہ front page پر اس طرح کی خبریں چھاپنا کسی طور پر بھی مناسب نہیں ہے۔ اس سے ہمارا استحقاق بھی مجروح ہوتا ہے۔ اس طرح کی بات شائع کرنا کہ جس کی کوئی حقیقت ہی نہیں، کہاں کا انصاف ہے؟ میں نے کل جو کچھ کہا، آج بھی میں اس پر قائم ہوں اور مجھے کسی قسم کی کوئی شرمندگی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: یہ کون سا newspaper ہے؟

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! یہ "اوصاف" اخبار ہے اور اس کے front page کی news ہے۔ کیا یہ خبر دینے والے صحافی بھائی اُس وقت یہاں House میں ہمارے پاس بیٹھے ہوئے تھے، کیا وہ میری اور رانا صاحب کی گفتگو سن رہے تھے؟

جناب سپیکر: یہ اچھی بات نہیں ہے۔ پریس گیلری کے صدر صاحب اور سیکرٹری صاحب اجلاس کے بعد مجھے میرے چیمبر میں آج ملیں تاکہ اس حوالے سے بات کی جا سکے۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! کل آپ نے مہربانی کرتے ہوئے اپنے چیمبر میں ہمیں کچھ وقت دیا تھا۔ میں نے آج آپ کو proceeding کی کاپی بھی دی ہے۔

جناب سپیکر: میں نے آپ سے عرض کیا تھا کہ میں اس proceeding کو چیمبر میں بیٹھ کر پڑھوں گا تو پھر اس بارے میں بات کریں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر آپ نے مجھے floor دیا ہے تو ایک منٹ کے لئے میری بات سن لیجئے۔ بات یہ ہے کہ جو کچھ کل، پرسوں یا اس سے پہلے ہوا، سب کی میں نے complete proceeding کی کاپی آپ کو پیش کی ہے۔ میں نے کل آپ کے chamber میں یہ بات دعوے سے کہی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اس ایک بات کو بار بار کیوں دہراتے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ ابھی آپ نے نیازی صاحب کو floor دیا اور انہوں نے آج پھر یہ بات confirm کی ہے کہ میڈیا غلط طور پر خبریں دے رہا ہے۔ اس ساری proceeding میں میرا کوئی نام ہی نہیں ہے۔ میں نے صرف آپ کے کہنے پر "دلآزاری" کا لفظ استعمال کر کے معذرت کی تھی۔ آپ کے کہنے پر میں نے معذرت کی تھی۔ آج میں نے وہ ساری proceeding آپ کو دے دی ہے۔ الحمدللہ مجھے اللہ نے سرخرو کیا۔ مجھے یونیورسٹی کا وہ زمانہ یاد آ گیا، آپ کو بھی یاد ہو گا کہ نہر کے کنارے کچھ لفنڈر بیٹھے ہوتے تھے جو ہر آنے جانے والی لڑکی کا بھائی بن جاتے تھے۔ میں آپ سے یہ پوچھتا ہوں کہ جب میں نے یہ الفاظ بولے ہی نہیں تھے تو پھر میرے ساتھ کیوں منسوب کئے گئے؟ آپ نے مجھے حکم دیا کہ علاؤالدین ایسے کر دو، میں نے ویسے کر دیا۔ آج یہ proceeding آپ کے سامنے ہے۔ میڈیا والے ہمارے بھائی ہیں، وہ مجھے ایک لفظ بتا دیں، آپ بتا دیں کہ کیا میں out of the way بولتا ہوں؟ آپ کہہ دیں تو میں resign کر دوں گا۔ ساری proceeding آپ کے سامنے ہے۔ اب مجھے اس پر آپ کی ruling چاہئے۔

جناب سپیکر: نہیں، ہم آپ سے استعفیٰ کیوں مانگیں؟ ہمیں ایسا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، محترمہ ماجدہ زیدی صاحبہ!

سیدہ ماجدہ زیدی: بہت شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آج یہاں پر ضمنی بجٹ پر بحث ہو رہی ہے اس حوالے سے تھوڑی details میرے پاس ہیں وہ میں آپ کی خدمت میں پیش کرتی

ہوں۔Public Healthکی Demand No.11کے تحت یہاں15کروڑ61لاکھ22ہزار روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔یہ سب کو علم ہے کہPublic Healthکے شعبہ میں آج تک کوئی خاطر خواہ کام نہیں کیا گیااور اس شعبہ میں کوئی بہتری نہیں آئی ہے۔حکومت پنجاب کی شاید اس طرف کبھی توجہ ہوئی ہی نہیں۔

جناب سپیکر!Grant in aidکا کوئی حساب نہیں ہوتا،ہم اس کو ایک صوابدیدی فنڈ کہہ سکتے ہیں۔اسی طرحPHAکو9کروڑ47لاکھ اور76ہزار روپے دیئے گئے ہیں اور اس کی منظوری طلب کی گئی ہے حالانکہ یہاں پر اس کی کوئی justificationپیش نہیں کی گئی۔یہاں پر کوئی ایسی detailsنہیں دی گئیں کہPHAنے کیا کام کئے ہیں،یہ رقم کہاں خرچ کی گئی ہے،PHAکی کارکردگی بھی سب کے سامنے ہے۔چند ہزار کے پودے لگانے سے کروڑوں اور اربوں روپے اس طرح سے آپ wasteنہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر!اسی طرح واسا کے لئے5کروڑ روپے طلب کئے گئے ہیں جو کہ بالکل بلاجواز ہیں کیونکہ واسا کی کارکردگی بھی آپ سب کے سامنے ہے۔کئی سالوں سے ہم بجٹ میں واسا کے لئے پیسے رکھ رہے ہیں۔ہمارے ہاں کئی آبادیوں میںsewerageاور water supplyکے پرانے پائپ آپس میںjointہو چکے ہیں جن پر ابھی تک پورا کام نہیں کیا گیا جس کی وجہ سے ہیپاٹائٹس اور یرقان کے مریضوں سے ہمارے ہسپتال بھرے پڑے ہیں۔ٹوٹی ہوئی گلیوں اورsewerage systemکی drainکو ابھی تک الگ نہیں کیا گیا۔آپ دیکھیں کہ 15 کروڑ 61 لاکھ اور 22 ہزار کے مطالبے کو ہم نامنظور کرتے ہیں۔میں اس میں آپ کو تھوڑی سیdetailیہ بھی دوں گی کہ,public health environment سےrelatedہے اور پنجاب اسمبلی میں رہنے کے باوجود ہم environmentکے لئے کچھ نہیں کر سکے حالانکہ environment کی Standing Committee موجود ہے جس کا تین سال میں ابھی تک کوئی اجلاس نہیں ہوا کہ آپ فیکٹریوں کے دھوئیں اور ان کے گندے پانی سے لوگوں کی صحت کو کس طرح سے بے چار ہے ہیں اس پر یہاں پر کوئیdiscussionہوئی ہے اور نہ ہی کوئی کام ہو سکا ہے۔میں آپ کو یہ بھی بتانا چاہتی ہوں کہ ہم نے سات ماہ پہلے سپیشل بچوں کے کلب کے لئے ایک قرارداد منظور کی تھی جس میں یہ کہا گیا تھا کہ پنجاب کے تمام شہروں میں فی الحال سپیشل بچوں کے لئے ایک ایک کلب بنایا جائے

گا۔ مجھے انتہائی افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ اتنے بڑے بجٹ میں سپیشل بچوں کے لئے کوئی fund رکھا ہی نہیں گیا۔ میں دوسرے نمبر پر یہ بات کروں گی کہ اس بجٹ میں خواتین کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ حکومت ہم سے جو Development Schemes لیتی ہے اس پر بھی کوئی عمل نہیں کیا جاتا تو میں سمجھتی ہوں کہ 52 فیصد آبادی کو ہم یہاں پر represent کر رہے ہیں، ہم ان کی کیا خدمت کر سکتے ہیں جب اس ہاؤس میں خواتین کی تجاویز کو کوئی اہمیت ہی نہیں دی جائے گی۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر پنجاب حکومت کی Task Forces کے حوالے سے بات کرنا بڑا ضروری سمجھتی ہوں کہ صوبہ پنجاب اس وقت 90۔ارب روپے کا مقروض ہے اور overdraft پر چل رہا ہے کیونکہ اس صوبے کو دیوالیہ کرنے میں کوئی کمی نہیں رکھی گئی۔ یہاں پر اکتیس Task Forces بنائی گئی ہیں جن کا کوئی کام ہے، وہ فعال ہیں اور نہ ہی ان کا کوئی کردار ہے جن پر ماہانہ کروڑوں روپے خرچ کئے جا رہے ہیں۔ انہیں علیحدہ دفتر، گاڑیاں، ان کا پٹرول اگر اس پیسے کو development کے کام میں لگایا جاتا تو کیا ہی بہتر ہوتا۔ میں یہاں پر آپ کو تھوڑی سی detail بتانا چاہتی ہوں کہ Department Industry کی پانچ Task Forces کام کر رہی ہیں جبکہ ساری industry بند پڑی ہے ان پر کوئی check and balance نہیں ہے کہ ان Task Forces نے ان تین سالوں میں کیا کیا، کیا یہ industry کو کسی ترقی کی طرف لے گئے؟ اسی طرح محکمہ تعلیم کی دو Task Forces ہیں، زراعت کے لئے تین Task Forces ہیں۔ مجھے بہت ہی افسوس سے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ محکمہ جیل خانہ جات کی Task Force کے چیئرمین وزیر اعلیٰ کے بیٹے حمزہ شہباز ہیں۔

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! حمزہ شہباز شریف اس کام کے لئے کوئی مراعات نہیں لے رہے، کوئی گاڑی یا کوئی تنخواہ نہیں لے رہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں ان کی تنخواہ کو discuss نہیں کر رہی۔ میں یہ بات کر رہی ہوں کہ وزیر اعلیٰ کا بیٹا جس Task Force کا چیئرمین ہے اور وہ recommendations دیتا ہے اس پر بھی عمل نہیں ہوتا ہے تو دوسرے لوگوں کی recommendations پر کیا عمل ہوگا؟ حمزہ شہباز نے جیلوں کی بہتری کے لئے محکمے کو تیرہ recommendations دی ہیں تو وزیر اعلیٰ صاحب نے ان میں سے کسی ایک پر

بھی غور کیا اور نہ ہی اس کے لئے کوئی ایسے funds رکھے ہیں جبکہ اگر آج آپ جا کر ان تین سالوں میں جیلوں کے حالات دیکھیں کہ وہاں پر کیا ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر! S&GAD کی تین Task Forces ہیں اور اس محکمے کا role سب کے سامنے ہے۔ سرکاری ہسپتالوں کا یہ حال ہے کہ وہاں غریب مریضوں کا علاج کرنے کی بجائے انہیں دھکے مار کر نکال دیا جاتا ہے۔ اسی طرح ایک ناجائز قبضوں کی Task Force ہے جس کے وزیر اعلیٰ صاحب خود چیئرمین ہیں کیا اس Task Force کے ذریعے ناجائز قبضے ختم کروائے گئے ہیں؟ میرے پاس تمام Task Forces کی لسٹیں موجود ہیں جہاں ان کے دفتر ہیں اگر یہ چاہیں تو مجھ سے اس کی details لے سکتے ہیں۔ انہوں نے قانون سازی کے لئے بھی ایک Task Force بنائی ہے۔ میں یہاں پر دیو سماج روڈ پر ایک Vocational Institute کی بات کرتی ہوں، آپ کہتے ہیں کہ ہم Public Health کے لئے بہت کام کر رہے ہیں۔ اس انسٹیٹیوٹ میں پچاس teachers کی ایک training ہو رہی ہے، پورے پنجاب سے پچاس teachers وہاں پر آئی ہیں اور انہیں صرف دو کمروں میں ٹھہرایا گیا ہے، جس سے daily ایک دو خواتین گرمی کی وجہ سے بے ہوش ہو جاتی ہیں اور انہیں قریبی ہسپتالوں میں داخل کرایا جاتا ہے۔ اگر پنجاب حکومت لوگوں کو سہولتیں نہیں دے سکتی تو ایسی training کی کیا ضرورت ہے کہ خواتین کو گھروں سے بلا کر گرمیوں میں بیمار کرنا ہے؟ پنجاب حکومت خواتین اور سپیشل بچوں کے مسائل پر خصوصی توجہ دے اور یہاں جو قراردادیں منظور ہوتی ہیں انہیں اہمیت دی جائے اور بجٹ میں ان کے لئے funding کر کے ان پر عملدرآمد کرایا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ! آپ بڑی دیر سے point of order پر ٹائم مانگ رہی ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

ضلعی سٹیرنگ کمیٹیوں میں خواتین اراکین اسمبلی کی بجائے پرائیویٹ اشخاص کو ممبرز نامزد کرنا

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے ایک بات آپ کے علم میں لانا چاہ رہی ہوں کہ میرا تعلق ضلع بہاولنگر سے ہے وہاں پر Steering Committee کے ممبران

میں میرا نام نہیں ہے۔ کیا میں MPA نہیں ہوں؟ اس کمیٹی میں تین پرائیویٹ لوگوں کا نام ہے، اگر آپ نے پرائیویٹ لوگوں کو ہی Steering Committee کا ممبر بنانا ہے تو پھر MNA's MPA's & کی کیا اہمیت رہ گئی ہے اور یہ سب DCO کے کہنے پر ہوا ہے۔ میں نے وزیر اعلیٰ کو تین بار لکھ کر بھجوایا ہے۔ میں نے کل بھی message دیا ہے لیکن وزیر اعلیٰ نے اس بات پر کوئی action نہیں لیا اس کا مطلب ہے کہ آپ لوگ جان بوجھ کر ہمیں ignore کر رہے ہیں۔ آپ نے جب ووٹ لینا ہو تو آپ کہتے ہیں کہ میڈم! صبح آپ کا ناشتا ہے آپ نے آنا ہے، آپ کا کھانا ہے، آپ نے ٹائم پر پہنچنا ہے، آپ نے کورم پورا کرنا ہے۔ آپ اُس وقت بھی کہا کریں کہ آپ reserved seats پر ہیں، آپ کا ووٹ لینے کا ہمارا حق نہیں بنتا، جب ووٹ لینا ہوتا ہے تو سپیکر کو ووٹ دو، ڈپٹی سپیکر کو بھی ووٹ دو، وزیر اعلیٰ کو بھی ووٹ دو۔ جب funds کی بات ہوتی ہے یا دیگر حقوق کی بات ہوتی ہے تو آپ کہتے ہیں کہ آپ کا کوئی حلقہ نہیں ہے، آپ کا یہاں پر کوئی right نہیں ہے۔ جب development کی بات ہوتی ہے تب بھی آپ یہی کہتے ہیں کیا یہ خواتین کے ساتھ زیادتی نہیں ہے، آپ کم از کم یہ تو clear کر لیں کہ کیا ہمارا status ایک MPA کے برابر نہیں ہے؟ Law and order کی meetings میں بھی ہمیں ignore کیا جاتا ہے، میں نے پارلیمانی میٹنگ میں بھی یہ بات کہی تھی کہ ہمارا یہ پیغام وزیر اعلیٰ تک پہنچائیں۔ آپ ہمیں Law and order کی meetings میں نہیں بلاتے اور آپ پنجاب میں امن و امان قائم نہیں رکھ سکے اسی طرح سے اگر آپ MPA's کو ignore کریں گے اور meetings میں نہیں بلائیں گے تو پھر یہی سب کچھ ہونا ہے۔ نوکریوں کی بات ہو تو کہا جاتا ہے کہ آپ کا کوئی حلقہ نہیں ہے اگر ہمارا کوئی حلقہ نہیں ہے تو آپ کا ووٹ لینے کا بھی کوئی حق نہیں ہے۔

جناب سپیکر: بی بی! اگر یہ بات میرے اختیار کی ہوتی تو میں ضرور کرتا۔ بہر حال راجہ صاحب ابھی اس کا جواب دیتے ہیں۔ جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! محترمہ جو فرما رہی ہیں مسلم لیگ (ن) سے یہ طے ہے کہ پیپلز پارٹی کے اس ضلع کے تمام ممبران ہر District Development Committee کے ممبر ہوں گے۔ ابھی انہوں نے جو شکایت کی ہے اس کا جائزہ لے لیتے ہیں اور ان کی شکایت اگر جائز ہوئی تو اس میں ان کا نام انشاءاللہ ڈالا جائے گا اور انہیں مطمئن کریں گے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں محترمہ عظمیٰ بخاری صاحبہ بہت دیر سے بات کرنا چاہ رہی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت وامور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! میں نے پہلے تو کچھ اور بات کرنی تھی لیکن اس وقت ہاؤس میں جو بات چل رہی ہے میں نے اب اس پر بات کرنی ہے۔ پنجاب اسمبلی کے ممبران اور خواتین ممبران میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

جناب سپیکر: میرے نزدیک ممبران میں کوئی فرق نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت وامور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! یہ ثمینہ نوید صاحبہ کی دلیری ہے کہ اس نے پورے House میں یہ بات کر دی ہے۔ ہم اپنی پارلیمانی پارٹی میں تو بات کر رہے تھے، مجھے باقی خواتین کے بارے میں معلوم نہیں ہے لیکن میرا تعلق ضلع شیخوپورہ سے ہے میں اس House کی دوسری دفعہ ممبر منتخب ہوئی ہوں لیکن اس دو تین سال کے tenure میں مجھے کسی کمیٹی کی میٹنگ میں، کسی سٹیرنگ کمیٹی کی میٹنگ میں، کسی لاء اینڈ آرڈر کی میٹنگ میں کبھی نہیں بلایا گیا۔ یہ بڑا واضح فرق ہے۔ خواتین ممبران کے status اور مرد ممبران کے status میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اگر یہ فرق قائم رہا اور یہ disparity قائم رہی---

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر صاحب! آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ ابھی محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ نے ایک نکتہ اٹھایا تھا کہ جو مختلف سٹیرنگ کمیٹیاں ہیں یا لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے جو میٹنگز مختلف اضلاع میں ہوتی ہیں وہاں خواتین ممبران کو invite نہیں کیا جاتا۔ میرے ساتھ بیٹھی خواتین کا بھی یہی خیال ہے کہ ان کو بھی اپنے اپنے اضلاع میں نہیں بلایا جاتا۔ یہ بڑا critical issue ہے جس طرح جنوبی پنجاب کی disparity کے بعد نئے صوبے کی بات آ گئی تو مجھے پتا نہیں کیوں لگنے لگا ہے کہ اگر یہ disparity خواتین کے ساتھ رہی تو کل ہم نئی اسمبلی کا مطالبہ کر دیں گی، پھر ہمارے لئے نئی اسمبلی ہونی چاہئے جہاں پر ہمارے تقدس کا اور ہمارے استحقاق کا خیال رکھا جائے۔ ہم بجا طور پر پارٹی discipline کے تابع ہیں، بجا طور پر ہم treasury benches پر بیٹھے ہیں لیکن ہمارا کام صرف یہاں کورم پورا کرنا نہیں ہے۔ ہمیں

ملازمتوں میں کوٹا دیا جاتا ہے اور نہ ہمیں ڈویلپمنٹ فنڈز دیئے جاتے ہیں اگر یہ حالات رہے تو معذرت کے ساتھ کہ کوئی انتہائی قدم اٹھانے پر خواتین ممبران مجبور ہو جائیں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ضمنی بجٹ پر بحث ہو رہی ہے اگر اس طرح پوائنٹ آف آرڈر شروع ہو جائیں تو پھر وہ ساتھی جنھوں نے اپنے نام دیئے ہوئے ہیں ان کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہو گی۔ اب رانا تنویر صاحب کی باری ہے، وہ تشریف نہیں رکھتے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! آپ ہمارے point پر کچھ فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سپیکر کے لئے فوراً فرمانا ضروری نہیں ہوتا۔ وہ سوچ کر فرماتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) رانا تنویر صاحب موجود نہیں ہیں۔ جی، محترمہ شمیلہ اسلم صاحبہ!

ضمنی بجٹ برائے سال 10-2009 پر عام بحث

(---جاری)

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! شکریہ۔ سب سے پہلے تو میں یہ کہوں گی کہ مجھے بجٹ اجلاس میں چونکہ تقریر کرنے کا موقع نہیں دیا گیا تھا اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ میرے ضلع وہاڑی کی مکمل طریقے سے نمائندگی نہیں ہو سکی اور میں بہت سی باتیں نہیں کر سکی اس لئے میں اپنی تقریر میں آپ کی اجازت سے وہ باتیں بھی شامل کروں گی۔

جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں حکومت پنجاب کا عوام دوست، متوازن، ترقیاتی اور ٹیکس فری بجٹ پیش کرنے پر وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب اور ان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس بجٹ میں جہاں تعلیم، صحت اور زراعت کے شعبوں کو ترقی دینے کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں وہاں -/2 روپے کی سستی روٹی، لنگر خانوں کا قیام، غریب گھرانوں کو پانچ مرلہ زمین کی مفت فراہمی، دانش سکول سسٹم اور اس کے ساتھ ساتھ گورنمنٹ ملازمین کی پنشن، تنخواہوں میں اضافہ اور شمسی توانائی سے جو ٹیوب ویل چلیں گے ان کے لئے 16۔ارب روپے کی سبسڈی اور جنوبی پنجاب کی ترقی کے لئے جو 52۔ارب روپے کے فنڈز

مختص کئے گئے ہیں یہ ہماری حکومت کا ایک اہم کارنامہ ہیں۔ اس بجٹ کی خوبی یہ ہے کہ اس میں عوام پر ٹیکس لگانے کی بجائے حکومت نے اپنے اخراجات اور تنخواہیں کم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

(اس مرحلہ پر قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف ایوان میں داخل ہوئے)

جناب سپیکر! چونکہ موجودہ بجٹ میں وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزراء کی تنخواہوں اور دفاتر کے اخراجات کم کرنے کا جو فیصلہ کیا گیا ہے میں سمجھتی ہوں کہ وہ موجودہ حکومت کا ایک انقلابی قدم ہے۔ میں یہاں یہ بھی کہنا چاہوں گی کہ صرف وزراء کے دفاتر کے اخراجات کم نہ کئے جائیں بلکہ پنجاب حکومت کے ماتحت جتنے بھی ادارے اور دفاتر ہیں ان کے اخراجات بھی اسی طرح کم کئے جائیں۔

جناب سپیکر! خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے موجودہ بجٹ میں 15۔ارب روپے کے ترقیاتی فنڈز مختص کئے گئے ہیں جن میں اوکاڑہ میں shelter home بنایا جا رہا ہے اور ساہیوال میں Working Women Hostel بنایا جا رہا ہے۔ جہاں تک Working Women Hostel کی بات ہے تو میں پچھلے بجٹ اجلاس میں درخواست کر چکی ہوں کہ ضلع وہاڑی میں بھی اس کی اشد ضرورت ہے اور مجھے محکمے کی طرف سے جو letter موصول ہوا تھا اس میں مجھے بتایا گیا تھا کہ اس سال ضلع وہاڑی میں Working Women Hostel بنایا جائے گا جبکہ ساہیوال میں یہ Hostel پچھلے سال بننا تھا جو نہ جانے کس وجہ سے تعمیر نہیں ہو سکا؟ میری اتنی گزارش ہے کہ جو خواتین ضلع وہاڑی میں ملازمتوں پر دوسرے شہروں سے ٹرانسفر ہو کر آتی ہیں وہ رہائش کا مناسب انتظام نہ ہونے کے وجہ سے دوبارہ واپس اپنی ٹرانسفر کروا لیتی ہیں جس کی وجہ سے ہمارے ہاں اہم عہدوں پر خواتین کی سیٹیں خالی رہ جاتی ہیں۔

جناب سپیکر! یہاں پر وزیر خزانہ نے یہ اعلان بھی کیا تھا کہ تمام خواتین ممبران کو 80,80 لاکھ کے ترقیاتی فنڈز دیئے جائیں گے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہمارے یہاں پنجاب اسمبلی میں women welfare کی جو کمیٹی بنی ہوئی ہے جس کا آج تک کبھی اجلاس نہیں ہوا اگر اس کمیٹی کو فعال کیا جائے اور اس کا اجلاس بلایا جائے، آپ بے شک خواتین ممبران کو T.A/D.A مت دیں لیکن خدارا اس کی میٹنگ تو call کریں اور اس میں تمام خواتین کو موقع دیا جائے کہ وہ اس میں آئیں اور محکمہ social welfare کے ساتھ مل کر اپنے علاقے میں خواتین کے جو ترقیاتی منصوبے ہیں اپنے فنڈ سے ان کو مکمل کروائیں یا پھر ایسا منصوبہ لے کر آئیں جو خواتین کے لئے ہو کیونکہ اس وقت ہمیں سڑکوں اور گلیوں سے باہر

نکلنا ہے اور خواتین کی نمائندگی ظاہر کرنی ہے تو پھر خواتین کی فلاح کے منصوبے بنانے ہیں۔ یہاں وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف موجود ہیں۔ میری ان سے اپنی تمام بہنوں کی طرف سے درخواست ہے کہ ہم سیاسی جدوجہد میں مردوں سے کسی طرح کم نہیں ہیں بلکہ جب بھی پارٹی پر براوقت آیا ہم خواتین مردوں سے دو قدم آگے چلی ہیں۔ آج جبکہ ہر ضلع میں ملازمتوں کے کوٹے ممبران کو تقسیم کئے جا رہے ہیں تو کم از کم ان میں سے دس سیٹیں خواتین کو بھی دی جائیں تاکہ ہم بھی اپنا کردار ادا کر سکیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ میں ایک بات اور کہوں گی کہ ضلع وہاڑی میں D.H.Q ہسپتال تقریباً125 بستروں پر مشتمل ہے اور اس کے لئے سمری بھجوائی گئی تھی کہ اس کو300 بستروں کا ہسپتال بنایا جائے لیکن اس بجٹ میں اس کے لئے کوئی رقم مختص نہیں کی گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ جنوبی پنجاب میں جو موبائل سروس شروع کی جا رہی ہے میں چاہوں گی کہ اس کا آغاز ضلع وہاڑی سے کیا جائے۔ ملتان اور رحیم یار خان میں جو Burn Unit قائم کئے جا رہے ہیں ان میں ڈسٹرکٹ وہاڑی کو بھی شامل کیا جائے کیونکہ وہاڑی میں بھی جنوبی پنجاب کی طرح خواتین پر تشدد کی ratio میں دن بدن اضافہ ہو تا جا رہا ہے۔ فیصل آباد، ملتان اور راولپنڈی کی طرح ضلع وہاڑی میں بھی منشیات کے مریضوں کی بحالی کا سنٹر اور ٹیسٹ لیبارٹری بنائی جائے کیونکہ بے روزگاری کی وجہ سے منشیات کے مریضوں کی تعداد میں روزبروز اضافہ ہو رہا ہے۔ ایسے مریضوں کو علاج کے لئے ملتان اور بہاولپور بھیجنا پڑتا ہے جس سے مریضوں کے ساتھ ساتھ لواحقین کو بھی انتہائی دشواری کا سامنا ہوتا ہے اس لئے وہاڑی میں منشیات کے مریضوں کے لئے بحالی سنٹر بنانا بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر! دادکمیر ایونین کونسل وہاڑی میں تقریباً30 دیہات شامل ہیں لیکن وہاں پر صرف لڑکیوں کا ایک پرائمری سکول ہے جس کی وجہ سے لڑکیاں تعلیم حاصل کرنے سے محروم رہ جاتی ہیں۔ وزیراعلیٰ کا خواب ہے کہ تمام بچیوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا جائے میں چاہوں گی کہ یہاں پر لڑکیوں کا ہائی سکول بنایا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہوں گی کہ وہاڑی میں لڑکوں کے دو بڑے سکول ہیں ایک گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول ہے اور دوسرا گورنمنٹ ماڈل ہائی سکول ہے۔ یہاں پر

تقریباً پندرہ پندرہ کلو میٹر دور سے بچے پیدل چل کر آتے ہیں، سواری کا کوئی مناسب انتظام نہیں ہے، ان سکولوں کو دو دو بسیں بھی دی جائیں۔

جناب سپیکر! وہاڑی کی آبادی دو بڑے حصوں پر مشتمل ہے، 75ہزار کی آبادی ریلوے لائن کے ایک طرف اور 75ہزار کی آبادی ریلوے لائن کے دوسری طرف آباد ہے جو روزگار اور دیگر سلسلوں میں دائیں بائیں آتی جاتی رہتی ہے۔ ان کو ریلوے لائن روزانہ عبور کرنا پڑتی ہے جس پر کئی جگہ پھاٹک بھی نہیں ہے، بہتر ہے کہ آبادی کے اس بہاؤ کو کنٹرول کرنے کے لئے یہاں پر underpass بنایا جائے تا کہ کسی بھی ممکنہ حادثے سے بچا جاسکے۔

جناب والا! وہاڑی نے ہاکی کے کئی نامور کھلاڑی پیدا کئے ہیں جن میں سلیم شیروانی سرفہرست ہے یہاں پر میدان اور کھلاڑی بھی ہیں یہاں پر آسٹروٹرف کا بچھانا بہت ضروری ہے تا کہ وہاڑی کے ہاکی کے کھلاڑیوں کو ملک کے اندر اور ملک سے باہر خدمت کرنے کے بہتر مواقع ملیں۔

جناب سپیکر! زرعی گریجوایٹس اور ویٹرنری گریجوایٹس کو جو زمینیں لیز پر دی جارہی ہیں اور 9لاکھ روپیہ قرضہ بھی دیا جارہا ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ اس میں چیک اینڈ بیلنس کے سسٹم کو بہتر بنانا بہت ضروری ہے ورنہ زمین کوئی اور لے گا اور کاشت کوئی اور کرے گا۔

جناب والا! جنوبی پنجاب کو ترقی دینے کے لئے جو 52۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں اور اس پر کافی اعتراضات کئے گئے ہیں۔ میں یہاں یہ کہنا چاہوں گی کہ جنوبی پنجاب کا واقعی یہ قصور ہے کہ یہاں سے تین سپیکر قومی اسمبلی، ایک صدر، گورنر، وزیر اعلیٰ رہے اور موجودہ وزیر اعظم کا تعلق بھی اسی علاقے سے ہے مگر کسی نے اس علاقے کی ترقی کے لئے آج تک نہیں سوچا یہاں میں اپنے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف صاحب کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ جنھوں نے جنوبی پنجاب کی ترقی کے لئے لاہور بیٹھ کر اتنا بڑا قدم اٹھایا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! دانش سکول سسٹم جو کہ چشتیاں، حاصل پور اور رحیم یار خان بنائے جارہے ہیں اس کی ابتدا ضلع وہاڑی میں بھی کی گئی تھی مگر نہ جانے یہ منصوبہ کیوں ختم کر دیا گیا؟ اس میں ضلع وہاڑی کو بھی شامل کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ wind up کریں۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! اس بجٹ میں عوام پر کوئی ٹیکس نہیں لگایا گیا مگر ایک شکایت جو عوام کی طرف سے آرہی ہے کہ ہماری ملٹی نیشنل کمپنیوں اور مقامی کمپنیوں نے قیمتوں میں تو اضافہ نہیں کیا لیکن انھوں نے اپنی اشیاء کی مقدار میں کمی کر دی ہے جو عوام سے بددیانتی ہے۔ ایسی تمام کمپنیوں کو جرمانہ کیا جائے اور blacklist کیا جائے کیونکہ جب تک check and balance کا سسٹم بہتر نہیں ہوگا یہ بجٹ کبھی بھی متوازی قرار نہیں دیا جاسکتا۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محترمہ سیمل کامران صاحبہ!

چودھری احسان الحق نولاٹیا: جناب سپیکر! ان کے بعد میرا نام تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ جو لسٹ میرے پاس ہے میں اس کو follow کر رہا ہوں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! جو معاملہ ثمینہ نوید صاحبہ نے فنڈز کے متعلق اٹھایا تھا اس پر آپ ruling دیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): یہ بہت اہم معاملہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے جو issue raise کیا تھا وہ آپ نے on the floor of the House کر دیا ہے۔ Let me go through اور میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ ہم اس کا آپ کو جواب دیتے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر بالکل پابندی لگائی ہوئی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! اس میں کون سی ایسی مشکل ہے، جو ابھی حل نہیں ہو سکتی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: مشکل صرف اتنی سی ہے کہ جن ممبران نے اپنا ٹائم لکھوایا ہوا ہے اُن کو بات کرنے دیں۔ آپ کی بات رجسٹر ہو گئی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! میں نے تو بالکل مختصر بات کرنی ہے، کوئی تقریر نہیں کرنی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی یہ بات پہنچا کر ابھی ہم اس کا response لیتے ہیں۔ بہت شکریہ۔ جی، محترمہ سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش ہو گی کہ House in order کر دیجئے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! لسٹ میں 9 نمبر پر میرا نام ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نولاٹیا صاحب! جب آپ کا نام آئے گا تو آپ کو بلا لیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! ہماری بات کو سنا کیوں نہیں جا رہا؟ ہمیں اُس issue پر ruling چاہئے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ کے سینئر منسٹر صاحب کھڑے ہیں وہ بات کریں گے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! معزز خواتین جس issue پر بات کر رہی ہیں۔ اتفاق سے وزیر اعلیٰ صاحب House میں موجود ہیں تو میری گزارش ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب اس جانب توجہ دلائیں کہ ہماری معزز خواتین فنڈز اور نوکریوں کے حوالے سے کہنا چاہ رہی ہیں، چاہے اُن کا تعلق پیپلز پارٹی، (ن) لیگ یا (ق) لیگ سے ہے اُن کی یہ demand ہے اور اسی پر وہ بات کر رہی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب خصوصی مہربانی فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سینئر منسٹر صاحب! میں نے ان کو یہی فرمایا ہے کہ انہوں نے on the floor of the House یہ بات کی ہے، ان کا یہ point رجسٹر ہو گیا ہے، وزیر اعلیٰ صاحب موجود ہیں وہ اس پر notice لیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! اگر آپ ہمیں بولنے کا موقع نہیں دیتے اور ہماری بات نہیں سنتے تو ہم House سے باہر چلے جاتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے on the floor of the House بات کر لی ہے اس پر آپ کو reply آجائے گا بلکہ ابھی آئے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! تمام ممبران اس بات کا جواب لینا چاہتے ہیں۔

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، اب بات سن لیں۔

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ میری بہن نے جو فنڈز کے حوالے سے بات کی ہے اور سینئر منسٹر محترم راجہ ریاض صاحب نے اس بارے میں یہاں پر فرمایا ہے۔ آپ یقیناً اس حوالے سے House کمیٹی constitute کر دیں اور اس کی روشنی میں جو کمیٹی کہے گی میں اس کو انشاء اللہ منظور کروں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: اس حوالے سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج جب اجلاس ختم ہوتا ہے تو رانا ثناء اللہ صاحب اور راجہ ریاض صاحب کے مشورے سے ہم ایک کمیٹی بنا دیں گے اور وہ کمیٹی بیٹھ کر اس پر کوئی فیصلہ کر دے گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہاؤس کی کمیٹی میں قائد حزب اختلاف کو بھی شامل کریں کیونکہ وہ already ہوتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف already اس میں شامل ہیں۔

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے اس ہاؤس کے دو منٹ لینا چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! انتہائی قابل احترام قائد حزب اختلاف نے آج یہاں پر ضمنی بجٹ پر اپنے جو ارشادات فرمائے میں ان کا مشکور ہوں کہ انہوں نے House کو اپنی رائے سے نوازا۔ انہوں نے مری کے حوالے سے فرمایا تو یقیناً اللہ تعالیٰ نے مری جیسا ایک قدرتی اور انتہائی عظیم تحفہ پاکستان کو اور پنجاب کو پاکستان کے باقی خوبصورت علاقوں کی طرح عطا کیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ماضی قریب میں مری کو جس طرح تباہ و برباد کیا گیا اور ایک کبوتروں کے کھڈے کی طرح بنایا گیا وہ

انتہائی قابل افسوس مقام ہے۔ میں آپ سے عرض کروں کہ 1997 میں Privatization Commission نے مری کا جو Cecil Hotel ہے اُس کو 20 کروڑ روپے میں بیچ دیا۔ اس House کے بعض انتہائی معزز ممبران جو اس زمانے میں بھی عوام کے ووٹوں سے منتخب ہو کر آئے تھے وہ اس بات کے گواہ ہیں خاص طور پر مری کے ممبران اور راولپنڈی کے بعض معزز ممبران بھی گواہ ہیں کہ جب پنجاب حکومت کو approach کیا گیا تو اُس وقت چیئرمین P&D طارق سلطان تھے جو انتہائی قابل اور اچھے افسر تھے جو اب ریٹائر ہو گئے ہیں کہ Cecil Hotel کو 20 کروڑ روپے کے عوض ہم نے Privatization Commission سے خرید لیا ہے لہذا ہمیں مری کے اس ہوٹل میں مزید توسیع اور نئی تعمیرات کی اجازت دی جائے۔ اب میں آپ سے یہ عرض کرتا ہوں کہ آپ مری تشریف لے جائیں، ہاؤس کے معزز ممبران تشریف لے جاتے ہیں بلکہ پورا پاکستان وہاں پر جاتا ہے۔ آپ دیکھیں کہ آئے دن وہاں پر landslides ہوتی ہیں۔ میں نے 1998 میں باہر کے experts کو بُلا کر اُن landslides کو ٹھیک کرنے کے لئے ان سے رپورٹ منگوائی۔ اس وقت کے Switzerland کے سفیر کا میں شکر گزار ہوں کیونکہ انہوں نے دو experts کو مری بھجوایا اور ہم نے صرف اُن کے tickets اور رہائش کے اخراجات برداشت کئے باقی انہوں نے کوئی fees وغیرہ charge نہیں کی۔ انہوں نے جو رپورٹ تیار کی اُس میں لکھا کہ .Murree is sitting on a time bomb یعنی مری ایک ticking time bomb ہے جس طرح سے یہاں پر تعمیرات کا بوجھ پڑا ہے اِس وقت مری تباہی کے دہانے پر کھڑا ہے۔ وہ رپورٹ آج بھی حکومت پنجاب کے پاس موجود ہے۔ چنانچہ میں نے اُس دور میں مری میں کسی بھی نئی تعمیر کے لئے مکمل طور پر پابندی عائد کر دی۔ Cecil Hotel کے جو نئے مالکان تھے میں نے اُن سے کہا کہ آپ بڑے شوق سے جو نقشہ موجود ہے اُسی کے اندر رہ کر ہوٹل کو خوبصورت بنائیں، indoor سیاحوں کے لئے جو آپ نے خدمات بنانی ہیں like tennis court, swimming pool بنانا ہے یا جس طرح سے بھی سیاحوں کو facilitate کرنا ہے، میں اس کی اجازت دوں گا لیکن کوئی ایک نیا درخت کاٹ کر کسی نئے apartment کی یا گھر کی تعمیر کی اجازت بالکل نہیں دوں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے محترم لغاری صاحب سے کہوں گا کہ وہ مہربانی کریں اور متوجہ ہوں کیونکہ یہ ہاؤس کے لئے بہت important issue ہے۔ میں بلاخوف تردید انتہائی انکساری اور عاجزی کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ اُس دور میں بلاامتیاز کہ کون کوئی وزیر اعلیٰ ہے، کون کوئی وزیراعظم ہے، کون کوئی صدر ہے، کون کوئی عام شہری ہے، کون کوئی جرنیل یا جج ہے لیکن میں نے مری میں کسی کو ایک اینٹ لگانے کی بھی اجازت بالکل نہیں دی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں بہت شکر گزار ہوں کہ قائد حزب اختلاف تشریف لے آئے ہیں۔ انہوں نے یہ point اٹھایا تھا اس لئے میں facts پر اُن کی خدمت میں یہ گوش گزار کر رہا ہوں۔ جس Cecil Hotle کی میں بات کر رہا ہوں اُن سے میں نے پھر یہ بھی کہا کہ اگر آپ نے یہ ہوٹل لینا ہے اور ان شرائط پر کام کرنا ہے تو بڑے شوق سے کریں لیکن میں آپ کو مری کے اندر اس ہوٹل میں ایک بھی نئی اینٹ لگانے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ انہوں نے بڑی کوشش کی بلکہ بعض لوگوں کو بہلایا پھسلایا، آپ میری مراد سمجھ رہے ہیں کہ بہلائے پھسلائے سے کیا مراد ہے؟ اس میں بعض بیوروکریٹس بھی شامل تھے اور بعض ممبران بھی شامل تھے لیکن یقین کیجئے گا کہ میں نے ایک نہیں سنی اور ساتھ یہ بھی کہا کہ اگر آپ نے 20 کروڑ روپے کے عوض لینا ہے، منافع کمانا ہے اور کاروبار کرنا ہے تو بڑے شوق سے کریں لیکن اس کے علاوہ آپ کو مری کی خوبصورتی کے لئے اور مری میں بہتر سہولتیں مہیا کرنے کے لئے مزید پانچ کروڑ روپے دینے ہوں گے۔ انہوں نے اس چیز کو مان لیا اور ایک قسط جمع کرائی پھر اس کے بعد وہ رفوچکر ہو گئے۔ Privatization Commission نے ان کی bid cancel کر دی اور معاملہ ختم ہو گیا۔ میں یہ ریکارڈ کی بات بتا رہا ہوں۔ وہ جو ایک قسط انہوں نے جمع کرائی تھی وہ شاید حکومت پنجاب نے مری کے راستے میں بنائے گئے toll tax میں automatic اس میں اور وہاں کی سڑکوں کے لئے ہم نے خرچ کیا۔ میں آپ کو کیا بتاؤں کہ:

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! وہی Cecil Hotel جب ایک آمر نے ایک منتخب حکومت کا خاتمہ کیا اور برس ہا برس یہ ملک آمریت کے سائے میں تڑپتا رہا، مرتا رہا اور تباہی کے دہانے پر پہنچ گیا تو مجھے اچھی طرح یاد نہیں کہ وہی Cecil Hotel شاید 20 کروڑ روپے کے عوض واپس دیا گیا اور اس زمانے کے شاہوں نے اس کا افتتاح کیا۔ تمام قانون توڑ دیئے گئے اور نئی تعمیر کو جائز و ناجائز نیلام عام کیا گیا۔ آپ جائیں اور دیکھیں کہ وہ سینکڑوں اور ہزاروں دوسری عمارتوں کی طرح جو مری میں آج بنی ہیں، وہ Cecil Hotel آج تباہی کا منظر پیش کرتا ہے۔ وہاں پر اگر ہزاروں نہیں تو سینکڑوں نئے کبوتروں کے کھڈے بن گئے ہیں اور آپ یقین کیجئے گا کہ وہ پہاڑ جو کہ اس وقت مزید بوجھ برداشت کر سکتا تھا اور آج بھی وہ رپورٹ موجود ہے اور valid ہے۔ وہاں پر سینکڑوں پلازے بنائے گئے جنہیں اب دوبارہ ایک ایسی unpleasant ذمہ داری مجھے لینی پڑی اور وہاں پر میں پلازوں کو گرا رہا ہوں۔ ظاہری بات ہے کہ جب کوئی پلازہ بنا لیتا ہے یا کوئی ہوٹل بنا لیتا ہے تو ایک we set interest legal یا illegal تو create ہو جاتا ہے۔ وزیر قانون بڑے قابل، ذہین و فطین اور فہیم ہیں اور یہ بہتر جانتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میری یہ گزارش ہے کہ وہ پہاڑ آج ہزاروں ٹن بوجھ تلے دب چکا ہے اور آپ یقین کیجئے اور پورا House گواہی دے گا کہ آپ اگر آج مال روڈ کی سیر کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے، دونوں اطراف گاڑیاں کھڑی ہیں، وہاں پر دکانیں بن چکی ہیں کہ اب اس انتہائی غیر قانونی اور illegal طریقے سے مری کی بربادی کی گئی اور اسے اب دوبارہ ٹھیک کرنا جان جوکھوں کا کام ہے۔ ہاں! وہ میں نے بتایا کہ اسے دوبارہ بنا کر ہزاروں نہیں تو سینکڑوں گھر بن چکے اس Cecil Hotel میں اور وہ ایک راستہ ہے کہ سیمنٹ، اینٹیں اور گارے کا یہ علاقہ پہاڑ، درخت سب ختم ہو چکے ہیں اور یہی صورتحال مری کے باقی علاقوں کی ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے پھر توفیق دی نہ صرف میں نے مری میں آتے ہی دوبارہ یہ غیر قانونی اور بڑے بڑے پلازوں اور ہوٹل کے کاروبار کو ایک ہی جنبش میں ختم کر دیا پرانی مری کی حالت زار ہے، نیو مری تباہی کا حال دیکھنا چاہتی تھی اور خدائے بزرگ و برتر سے پکار پکار کر کہہ رہی تھی کہ اے اللہ تعالیٰ! مجھے ان حکمرانوں سے بچا کہ جہاں پر خوبصورتی درخت اور آکسیجن اور تمام قدرتی وسائل ختم ہو جائیں گے، میں نے اس کو بھی ختم کیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وہاں پر جو پلازے ابھی کچھ گرے وہ کلی طور پر غیر قانونی تھے اور وہاں پر قوانین کی دھجیاں اڑائی گئیں اور قانون کی بے دریغ خلاف ورزی کی گئی۔ میں آپ کو یہ ایک بات مری کی بتاتا ہوں اور اگر میں پنجاب کی دکھتی داستان سناؤں تو یہ سارا ہاؤس زار و قطار روئے گا۔ کرپشن اور لوٹ کھسوٹ کا جو بازار گرم ہوا، میں نے اس مرتبہ آکر نہ مری کے اندر تعمیر کو مکمل طور پر ban کیا اور وہ شعر ہے کہ:

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

(نعرہ ہائے تحسین)

اور جس پانچ یا چھ کروڑ روپے کے حوالے سے جناب قائد حزب اختلاف میرے بھائی چودھری ظہیر الدین صاحب نے اس ہاؤس کو بتایا ہے تو پی آئی اے کا مری میں ایک پلاٹ تھا۔ پی آئی اے اور ایک ساتھ ہی باغ شہیداں، وہاں پر پی آئی اے کا پلاٹ جو کہ decade سے خالی پڑا تھا اور خالی اس پلاٹ کو خوبصورت بنانے کے لئے نہیں، میں عرض کرتا ہوں کہ مری کی ٹوٹی پھوٹی سڑکیں جو اسی غیر قانونی کاروبار کی وجہ سے، حرص اور لالچ کی وجہ سے وہاں پر landslides ہوئیں اور خدانخواستہ وہاں پر سیاح گر سکتے ہیں اور آپ جائیے آج بھی، ادھر پی سی ہوٹل کی طرف بھوربن میں جائیے جہاں سارا راستہ تباہی کا منظر پیش کرتا ہے اسے دوبارہ کروڑوں روپے لگا کر پنجاب حکومت ٹھیک کروا رہی ہے تاکہ پورے پاکستان سے سیاح جائیں اور باہر سے بھی دوبارہ واپس آئیں تو یہ کیا ہے؟ یہ وہ بوجھ جو مری آج برداشت نہیں کر سکتا، یہ پچھلی حکومت کا شاخسانہ ہے جو اس غیر قانونی، لالچ، لوٹ کھسوٹ اور بے دریغ قانون

کی خلاف ورزی کے سنگین جرم کی مرتکب ہوئی ہے۔ یہی نہیں وہاں پر ایک کوآپریٹو بنک کی بلڈنگ بنی ہے جو سالوں سے بند پڑی تھی آٹھ دس کروڑ روپے کی اس جائیداد کو حکومت نے اپنی books میں score of کیا اور اللہ کے فضل و کرم سے میں دعوت دیتا ہوں کہ ستمبر میں ہمارے طلباء کی پنجاب کی بہترین لائبریری وہاں پر بنے گی جہاں پر I.T Lab ہو گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں نے وہاں پر پلازے نہیں بنوائے، نیو مری کے درخت میں نے نہیں کٹوائے اور میں نے غیر قانونی بلڈنگز کا اجراء نہیں کیا بلکہ میں نے اس گھناؤنے کاروبار کو ختم کیا جس پر مجھے فخر ہے اور میں اس ہاؤس سے کہوں گا کہ اگر یہ جرم ہے تو میں سو بار یہ جرم کروں گا انشاءاللہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا اور میں Chief Executive of the Province کا بھی مشکور ہوں کہ انہوں نے ٹیلیویژن پر میری معروضات جو میں یہاں پر کر رہا تھا، جو باتیں میں کر رہا تھا وہ سننے کے بعد یہاں پر تشریف لائے اور بیان فرمایا۔Supplementary Budget کے اندر دو چیزیں درج تھیں، میں نے جو پانچ چھ عرض کیں ان میں سے یہ بھی دو درج ہیں اور میں نے extra اپنے پاس سے نہیں کہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں نے یہ نشاندہی کی ہے کہ ساری چیزیں planning کی ہوتی ہیں اور یہ بجٹ میں اگر ہوتیں تو میں اس کا ذکر نہ کرتا۔ یہ تیسرا بجٹ آیا ہے، ہاؤس بھی سن رہا ہے اور چیف ایگزیکٹو صاحب بھی تشریف فرما ہیں۔ اس سے پہلا جو بجٹ تھا اگر اس میں planning کی ہوتی، یہ ساری planning کی باتیں ہیں۔ ایک کروڑ ہو یا دو کروڑ ہو کہا یہ جاتا ہے This House is governed by precedents and traditions precedents یہ ہیں کہ جتنی بھی supplementary grants ہوتی ہیں ان کو ایک bad governance سمجھا جاتا ہے۔ یہاں پر majority جو ہوتی ہے وہ نمبروں کی game ہے، پاس تو وہ پھر بھی ہو جاتی ہیں۔ میں نے صرف نشاندہی کی تھی، ہم کبھی ذاتیات کی سیاست نہیں کرتے چونکہ اس کی تفصیل اس کے اندر نہیں تھی اس لئے جب تفصیل کسی چیز کی نہ ہو وہ خواہ میں کروں یا میرے سے پہلے والے لوگ کر رہے ہوتے تو ان کے لئے الفاظ آتے۔ یہاں کہا گیا تھا کہ ہم نے وہاں پر کوئی تعمیر نہیں کروائی۔ میں آپ اور ایوان کی توجہ صفحہ نمبر 528 کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ:

Construction of Comptroller residence at Punjab House, Murree.

اس کے اندر 70 لاکھ روپے لگائے گئے ہیں۔ میں کہنا چاہتا ہوں کہ یہ گورنمنٹ کا right ہوتا ہے جو اس نے حاصل کر لیا ہے لیکن اس کی نشاندہی کرنا کہ اس سے بہتر طریقہ بھی ہو سکتا ہے یہ کہنے کا ہمارا right ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں جو مرضی کہا جائے ہمارے ماتھے پر کبھی شکن نہیں آئے گی۔ جو بھی شکوے کرنے ہوتے ہیں planning کے بارے میں یا کسی سیکرٹری کے بارے میں تو چیف ایگزیکٹو کے سامنے ہی کرنے ہوتے ہیں لیکن اگر صورتحال یہ ہو کہ:

ہم نے تو سوچا تھا کہ منصف سے کریں گے شکوہ
لیکن وہ بھی تیرا چاہنے والا نکلا

اب ہم کس سے شکوہ کریں؟ انہی سے بات کرنی تھی اور یہیں پر ہی کرنی تھی۔ اگر یہ بھی ان کو چاہنے والے ہیں تو پھر ہم نے تو یہی سوچا تھا کہ منصف سے کریں گے شکوہ۔ میں یہ بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کہا جانا کہ پچھلے دور میں مری کے لئے کچھ نہیں کیا۔ ایکسپریس وے اس بات کا مظہر ہے کہ پہلے چند فٹ کی سڑک پر جایا جاتا تھا اب اس سڑک کو شروع کرنے کے بعد تکمیل بھی کر دی گئی۔ جو بات انہوں نے فرمائی ہے میں اس بات سے متفق ہوں کہ weight bearing capacity جو on the rocks ہو چکی ہوتی ہیں ان کی ایک حد ہوتی ہے۔ اسی weight bearing capacity کو share کرنے کے لئے کہ weight مری پر نہ پڑے۔ پچھلی حکومت کے چیف ایگزیکٹو چودھری پرویز الٰہی نے فورٹ منرو کو develop کرنے کا plan بنایا تھا۔ اس کے لئے وہاں Chair Lift بھی منظور کی گئی تھی اور اس کے لئے فنڈ رکھا گیا تھا۔ واٹر سپلائی کے لئے تھا کہ gradually اس کو improve کیا جانا چاہئے۔ میری استدعا ہو گی کہ اگر اس کی weight bearing capacity کو بچانا ہے تو پھر اور بھی جگہیں ہیں۔ آپ کے پاس سون سکیسر ہے، فورٹ منرو ہے۔ آپ کے پاس موقع ہے آپ اس کی طرف توجہ دیجئے۔ میں نے تو یہ بھی نشاندہی کی تھی کہ آج جو صفحہ چھپا ہے اس پر بھی غلط پرنٹ ہو گیا ہے۔ یہ تمام نشاندہیاں صرف بہتری کے لئے کی گئی ہیں کسی کے طبع نازک پر گراں گزرنے کے لئے میں نے قطعاً نہیں کیں۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں فرمایا گیا کہ دس سال تک آمر رہا۔ پہلے تین سال کے ہم حصہ دار نہیں ہیں۔ (قہقہہ)

پہلے تین سال ان کو مہلت دی گئی، پہلے تین سال کی مہلت ان کو جوڈیشری کی طرف سے دی گئی جس میں۔۔۔(شور وغل)

MR. DEPUTY SPEAKER: No cross talk, no cross talk

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پہلے میری بات سن لیں۔۔۔(شور وغل)

MR. DEPUTY SPEAKER: No cross talk, no cross talk

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! ہم نے چیف ایگزیکٹو صاحب کی تحمل سے بات سنی ہے اس لئے میری معروضات بھی سن لیجئے۔ اگر نہیں سننا چاہتے تو ہم زبردستی آپ کو سنا تو نہیں سکتے۔ میں گزارش کر رہا تھا کہ ہم نے تو نامزدگی لینا بھی پسند نہیں کی۔ ہم نے 1977 سے لے کر 1988 تک کوئی نامزدگی نہیں لی تھی اور اب بھی کوئی نامزدگی نہیں لی۔ ہم پولیٹیکل لوگ ہیں، آپ بھی پولیٹیکل لوگ ہیں اور جناب چیف ایگزیکٹو بھی پولیٹیکل آدمی اور پولیٹیکل لیڈر ہیں لیکن جب الیکشن آتا ہے تو پھر یا تو الیکشن کرانے والے کے سسٹم سے اختلاف کیا جائے کہ ہم اس کو نہیں مانتے۔ اس کے الیکشن سسٹم کو ہم نے بھی مانا، آپ نے بھی مانا، پیپلز پارٹی نے بھی مانا اور اس میں حصہ لیا، حصہ لینے کے بعد آپ کے حصے میں آگئے یہ بنچ اور ہمارے حصے میں آگئے وہ بنچ۔ اسی آمر نے دوسرا الیکشن کروایا جس کو آپ نے پھر مانا۔ آپ نے حصہ لیا ہمارے حصے میں عوام نے ہمیں یہ بنچ دیئے اور آپ کو وہ دے دیئے۔ کون سی چیز ہے جو اس نے کہا اور وہ آپ نے نہیں کی۔ آپ نے لوکل باڈیز میں elect کیا، راجہ ریاض صاحب تشریف فرما ہیں انہوں نے ڈسٹرکٹ ناظم کے لئے الیکشن لڑا اور یہاں پر علیٰ ہذالقیاس تمام لوگوں نے الیکشن لڑا۔ اس کے کرائے ہوئے الیکشن کو تو جائز مانا جائے، یہاں پر کالی پٹیاں باندھ کر خواجہ سعد رفیق سے لے کر دوسرے وزراء نے جا کر اسی سے حلف لیا اور اسی آمر سے حلف لیا۔

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم، شیم۔۔۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے گزارش کروں گا کہ مجھے آپ کی بڑی عزت ملحوظ خاطر ہے۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ جو چھوٹے چھوٹے bottlenecks تھے یہاں پر بھی تھوڑی courage دکھائی جاتی کہ ہم ان سے oath نہیں لیں گے۔ کالی پٹی سے بھی oath ہوتا ہے اور سفید پٹی سے بھی oath ہی ہوتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہاں، ہم پولیٹیکل لوگ ہیں جب پولیٹیکل لوگ ٹکر مار کر اسمبلیوں اور سسٹم کو توڑ کر چلے جائیں گے تو جو بھی الیکشن کرائے گا اس میں، میں بھی حصہ لوں گا، اس میں رانا ثناء اللہ بھی حصہ لے گا، اس میں میاں محمد شہباز شریف صاحب بھی حصہ لیں گے اور چودھری پرویز الٰہی صاحب بھی حصہ لیں گے۔ پھر اس میں فرق کیا ہے؟ اس کے سسٹم میں ہم حصہ لے رہے ہیں۔ یہاں پر میں صرف اتنی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کے پاس بہتری کے مواقع ہیں جس چیز کو آپ اچھا کریں گے اسے ہم یہاں appreciate کریں گے لیکن جب کوئی اچھی چیز نہیں ہو رہی ہو گی تو ہمارا یہ فرض ہے اور ہماری مجبوری بھی ہے کہ ہم اس کی نشاندہی کریں گے۔ آپ کے احکامات اور ارشادات کا ہم بالکل بُرا نہیں مانیں گے لیکن ہماری طرف سے جو ہو، "خوگر ہم سے تھوڑا سا گلا بھی سن لے" یہی گزارش کرنی تھی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! میں اپنے انتہائی قابل احترام بھائی اور Leader of the Opposition کا بڑا مشکور ہوں۔ میں نے جتنی بھی باتیں کیں۔ مری کی تباہی، مری کے حوالے سے کرپشن، مری کے حوالے سے غیر قانونی کام اور قانون کی جو دھجیاں اڑائی گئیں۔ کاش! کہ اس حوالے سے میرے بھائی صاحب ایک بھی جواب دے دیتے تو میں بہت مطمئن ہوتا۔ وہ مجھے اگر کہیں correct کرتے تو میں ان کا شکر گزار ہوتا۔ بہر کیف کالی پٹیوں اور سفید پٹیوں سے میں سمجھتا ہوں کہ عوام کا پیٹ بھرے گا نہ ان کا حوصلہ بلند ہو گا۔ ہاں، ہمیں دو سالوں میں جو کالے کرتوت اس آمر کی چھتری میں اس ملک میں ہوئے ہمارا زیادہ وقت انہی کو سفید کرنے میں، صاف کرنے میں اور اس گند کو صاف کرنے میں دن رات لگا ہوا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

رہی بات فورٹ منرو کے حوالے سے تو Leader of the Opposition نے جو فرمایا میں ان کا بہت شکر گزار ہوں کہ اس کو point out کیا گیا اور یہاں سے شاید لغاری صاحب نے اس کا ذکر کیا مگر treasury benches سے اس کے بارے میں یقین دلایا گیا کہ ہم انشاء اللہ اس تجویز کو نہ صرف appreciate کرتے ہیں بلکہ انشاء اللہ ہم اس کو improve کریں گے۔ یہاں ہمارے بھی ساتھی

بیٹھے ہیں وہ بھی فورٹ منرو کے حوالے سے بات آپ کو بتائیں گے۔ میں صرف دو باتیں کرکے اپنی بات کو ختم کروں گا اور میں اس بات کو زیادہ طول دینا نہیں چاہتا کہ "بات نکلی تو بہت دور تک نکل جائے گی۔"(نعرہ ہائے تحسین)

ایک بات یہ ہے کہ مری کا جو ایکسپریس وے ہے ریکارڈ درست کردوں کہ اس کا بھی اللہ تعالیٰ نے یہ خاصا1997 میں میاں نواز شریف کی حکومت کو دیا تھا۔ یہ ریکارڈ کی بات ہے اور میں بالکل ریکارڈ کی بات کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

رہی اس کی تعمیر، تو اس کی تعمیر کا اس کی زبوں حالی وہی ہے، یہاں میں ہی نہیں کہہ رہا بلکہ پورے ہاؤس میں سے دس، پندرہ، بیس، پچاس میرے انتہائی محترم بھائی اور بہنیں ایسی ہوں گی کہ وہ ایکسپریس وے کے ذریعے مری گئی ہوں۔ وہ پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ جتنی لوٹ کھسوٹ مجھ پر ہوئی ہے خدا میرے حال پر رحم کرے۔ آج جو ایکسپریس وے بنی ہے وہ دوبارہ ٹوٹ رہی ہیں۔70 لاکھ روپے کے حوالے سے پنجاب ہاؤس کے اخراجات کی بات کی ہے۔ میں بڑے ادب سے، آپ سے اور آپ کے ذریعے لیڈر آف دی اپوزیشن کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میں اس ہاؤس کے سامنے ذمہ داری قبول کرتا ہوں کہ میں 70 لاکھ خرچ کا پورا جائزہ لوں گا اور انشاء اللہ اس ہاؤس میں پیش کروں گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

آخری بات یہ ہے کہ جہاں پر مری کی خوبصورتی کے لئے جو پانچ یا چھ کروڑ روپے رکھے گئے اور supplementary budget کے حوالے سے آپ دے رہے ہیں کاش! آپ اس لائبریری کا بھی ذکر کر دیتے جس میں ہزاروں بچے اور بچیاں آکر پڑھیں گی، بیٹھیں گی، خوبصورت مناظر دیکھیں گی، IT کے ذریعے اپنی کتابیں download کریں گی، اخبارات پڑھیں گی، نیویارک کے رسالے دیکھیں گی، قرآن کریم کا نسخہ دیکھیں گی اور حدیث شریف پر اپنی عرق ریزی کریں گی۔ اپنے کالج اور کلاسوں کے lessons یاد کریں گی۔ کاش! آپ وہ سڑکیں جو اس لوٹ کھسوٹ کے بوجھ کی وجہ سے تباہ ہو گئیں ان کو جو repair کیا ہے اس کا بھی ذکر کر دیتے۔ آپ کا بہت شکریہ

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! یہ پھر جواب الجواب کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں آخری بات کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں چند جملے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! معذرت کے ساتھ آپ کی بات سے پہلے میں یہ کہہ دوں کہ میں نے پوائنٹ آف آرڈرز پر پابندی لگائی تھی۔ یہ بات کر کے ہم دوبارہ اپنے issue پر آجائیں گے۔ اس کے علاوہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو گا۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! یہ تو پھر شکوہ جواب شکوہ شروع ہو گیا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): نہیں، شکوہ جواب شکوہ والی بات نہیں ہے۔ یہ دونوں چیئرز کا right ہے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جو چیف منسٹر صاحب نے ارشاد فرمایا وہاں پر اگر کوئی غیر قانونی کام ہوئے ہیں تو آپ کے پاس اور آپ کی ٹیم کے پاس پورا وقت ہے، آپ اس کے خلاف کارروائی کیجئے گا۔ ہمیں اس پر کسی قسم کی کوئی رکاوٹ ہے نہ کوئی عار ہے۔ میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ تین بجٹ گزر گئے ہیں آپ کے پاس ٹائم بہت تھوڑا ہے۔ آپ تین سال سے فرما رہے ہیں کہ ابھی گند کو صاف کرنا ہے، میں تو پچھلے پانچ سال سے مری نہیں گیا۔ ہمیں اپنے مسائل سے وہاں جانے کی فرصت ہی نہیں ہے۔ میں یہ چاہوں گا کہ آپ نے فرمایا کہ 1997 میں ایکسپریس وے plan کی گئی تھی۔ میرے علم میں ہے کہ جب ائرپورٹ لاہور جو کہ آپ کے دور میں شروع ہوا تھا تو اس کا افتتاح اس وقت کے President نے آکر کیا۔ اس نے ایک بات کہی تھی اس وقت جو وہاں تھے ان میں سے کچھ یہاں بھی ہوں گے، اس نے کہا تھا کہ افتتاح اس کا میں کر رہا ہوں لیکن یہ پچھلی قیادت نے شروع کرایا تھا۔ کاش! آپ یہ بھی فرما دیتے کہ جو شروع آپ نے کیا تھا اس سڑک کو complete چودھری پرویز الٰہی صاحب نے کیا تھا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

یہ ہم مانتے ہیں کہ اگر اس وقت شروع ہوا تھا تو complete اس کو ہم نے کیا لیکن جو کچھ بھی ہے ہم آپ کے ارشادات کو، آپ کے کہے کو اس ایوان اور اس صوبہ کی بہتری کی جانب ایک قدم سمجھتے ہیں اور اپنی معروضات اور اپنی تجاویز بھی اسی سلسلے میں پیش کر رہے ہیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر!۔۔۔

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سوہنا صاحب! ایک منٹ سردار صاحب نے floor مانگا ہے تو اس کے بعد میں آپ کو بھی floor دوں گا اور میں آپ کی تقریر کی طرف باقاعدہ آتا ہوں۔ جی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! آپ کچھ grace کا مظاہرہ کیا کریں۔ جی، سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب!

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! آپ نے قائد ایوان کو کچھ وضاحت کرنے کے لئے وقت دیا لیکن آپ کس روایت کے تحت بار بار قائد حزب اختلاف کو ان الزامات کا جواب دینے کے لئے وقت دے رہے ہیں، مجھے یہ سمجھ نہیں آئی۔ چیف منسٹر صاحب نے تو ان issues پر وضاحت کی تھی جو وہاں سے raise کئے گئے تھے اب وہ حقائق ہیں جو وہاں بدعنوانی ہوئی ہے اور لاقانونیت کی گئی ہے وہ تو حقائق ہیں اور قائد حزب اختلاف بار بار اٹھ کر اس کا جواب دینا چاہتے ہیں تو براہ مہربانی یہ نہیں ہونا چاہئے اور جو بجٹ پر بحث چل رہی تھی اس کو جاری رکھا جائے۔

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سوہنا صاحب! میں آپ کو floor دوں گا کیونکہ اب ہم بحث کی طرف آجائیں جو کہ ضمنی بجٹ پر کی جارہی ہے۔

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میں ذاتی طور پر تکلیف میں ہوں اور مجھے نہیں پتا کہ بطور وزیر میں نے یہ گفتگو کس طرح کرنی ہے لیکن ایک بات میں نے کرنی ہے اور میں اس House کے سامنے سستی روٹی کے منتظمین اور ناقدین کے لئے ایک بڑا سوال لے کر آیا ہوں، خون بہتا دیکھ کر آیا ہوں اور قتل ہوتا ہوا دیکھ کر آیا ہوں اور مجھے وقت چاہئے کہ میرے چیف منسٹر صاحب بیٹھے ہیں تو میں اپنا دکھ انہیں سنا سکوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ان کی کابینہ کا حصہ ہیں، میرے خیال میں آپ کو House کے decorum کا خیال کرنا چاہئے۔

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میں House کا حصہ ہوں اور اگر بطور وزیر بات نہیں کر سکتا تو resign کرتا ہوں اور بطور ایم پی اے بات کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میں اپنی آنکھوں سے خون دیکھ کر آیا ہوں۔ ایک چار افراد پر مشتمل کنبہ جھنگ سے لاہور کاہنہ میں روزگار کی تلاش میں آیا، اس کے والد نے ایک فیکٹری میں کام کرنا شروع کیا اور عورت نے دوسری فیکٹری میں کام شروع کیا اور چودہ سال کے بچے نے ایک اور جگہ کام شروع کیا۔ رات کو کیا ہوا، کل دوپہر کو کیا ہوا؟ وہ 14 سال کا بچہ اپنے گھر آیا اور اس نے اپنی 13 سال کی چھوٹی بہن سے کہا کہ کھانا دو۔ اس کے پاس کھانا نہیں تھا اس کے ہاتھ میں ایک روٹی کا ٹکڑا تھا اس ٹکڑے پر اور اس کی تقسیم پر دونوں بہن بھائی لڑے ہیں۔ بھائی چونکہ مرد تھا اس نے پاس پڑا ہوا ڈنڈا اٹھا کر اپنی بہن کے سر میں مارا اور بہن وہیں پر مر گئی اور انسانیت مر گئی۔ میں اس لڑکے سے حوالات میں مل کر آیا ہوں اور ایک نیوز چینل نے مجھے بتایا۔ میں اس کے پاس گیا اور میں نے کہا کیوں انسانیت کو قتل کیا ہے تو اس نے کہا کہ انسانیت کو اس لئے قتل کیا ہے کہ مجھے چار ماہ سے تنخواہ نہیں ملی اور اس نے کہا کہ پرسوں رات میرا طوطا مجھ سے دوستی چھوڑ گیا کیونکہ میں نے تین دن سے اس کو بھی کچھ نہیں دیا۔ سستی روٹی کے منتظمین اور ناقدین کہاں ہیں اور وہ میری اس بیٹی کے قتل کا جواب کیسے دیں گے؟

(اس مرحلہ پر وزیر محنت وانسانی وسائل جناب محمد اشرف خان سوہنا اشکبار ہو گئے)

یہ ایوان کیسے اس بات کا جواب دیتا ہے کہ اس کو چار ماہ سے تنخواہ نہیں ملی، میں نے تفتیشی افسر سے پوچھا کہ اصل بات بتاؤ کہ کیا ہے؟ اس تفتیشی نے کہا کہ صرف اس کو چار ماہ سے تنخواہ نہیں ملی بلکہ اس کے باپ کو بھی چار ماہ سے تنخواہ نہیں ملی اور یہ مجھے پولیس افسر بتا رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں نے کہا کہ میں فیکٹری میں جاتا ہوں اور میں فیکٹری کے accounts چیک کرتا ہوں کہ کہیں یہ بچہ جھوٹ تو نہیں بول رہا۔ مجھے لیبر افسر نے کہا کہ پرویز مشرف اور پرویز الہیٰ کے بنائے ہوئے قانون کے تحت فیکٹری کی inspection نہیں ہو سکتی اور وہ آپ کو اجازت نہیں دیتا کہ آپ اس کے accounts چیک کر سکیں اور آج کا قانون بھی مجھے اجازت نہیں دیتا کہ میں اس بچے کی بات کی صداقت کے لئے اس فیکٹری کے مالک کو پوچھ سکوں۔

جناب سپیکر! یہ لوگ خود کشیاں نہیں کر رہے بلکہ یہ سسٹم خود کشی کر رہا ہے اور یہ سیاسی جماعتیں خود کشی کر رہی ہیں اور آپ کے توسط سے چیف منسٹر صاحب سے عرض کروں گا کہ 86دن ہوئے یہاں چیئرنگ کراس پر108 خاندان احتجاج کرنے کے لئے بیٹھے ہیں، صرف اس لئے کہ ان کو انہوں نے نوکریوں سے نکال دیا ہے کیونکہ انہوں نے چیف منسٹر صاحب کے حکم کے تحت اپنے آپ کو مستقل کرنے کا مطالبہ کیا تھا اور University of Health Sciences کے وائس چانسلر نے ان کو نکال دیا ہے۔

جناب سپیکر! آپ کے توسط سے جناب وزیر اعلیٰ سے ان چوکیداروں اور ان مالیوں کی طرف سے میں آپ سے معافی مانگتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر وزیر محنت و انسانی وسائل جناب محمد اشرف خان سوہنا
ہاتھ جوڑتے ہوئے اشکبار ہو گئے)

میں آپ سے معافی مانگتا ہوں کہ انہیں بحال کر دیں۔ ایک سو آٹھ خاندان خدا کی قسم خود کشی کرنے جا رہے ہیں(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ تشریف رکھیں۔ چیف منسٹر صاحب فرما رہے ہیں ۔جی، میاں محمد شہباز شریف صاحب!

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! میرے انتہائی قابل احترام جو لیبر منسٹر ہیں انہوں نے جس قانون کی بات کی انہوں نے قانون کے بارے میں درست کہا کہ وہ ماضی کی حکومت میں بنا تھا کہ Labour Inspector جو ہیں وہ فیکٹریوں کا دورہ نہیں کر سکتے اور یہ اشرف سوہنا خان صاحب نے

ٹھیک کہا ہے اس کے بارے میں میری ان سے گفتگو ہوئی فوراًagainst arguments ہوں گے یقیناًاس بارے میں انشاءاللہ نوٹس لوں گا اور رہی بات University of Health Sciences کی توجو اشرف خان سوہنا صاحب نے 108 خاندانوں کے افراد کے بارے میں کہا ہے کہ ان کو وائس چانسلر نے نکال دیا ہے تو میں انشاءاللہ فوری طور پر اس کا نوٹس لوں گا اور اسی ہاؤس میں رپورٹ پیش کروں گا۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر /وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ محترم اپوزیشن لیڈر صاحب نے ایک چیز کی نشاندہی کی تھی کہ ہم مشرف آمر کے سسٹم میں الیکشن لڑتے رہے ہیں، بالکل ہم اس چیز کا اقرار کرتے ہیں کہ ہم اس آمر کے دور میں الیکشن لڑتے رہے ہیں لیکن وہ الیکشن ہم اس لئے لڑتے رہے ہیں کہ ہم اپنی آواز اس آمر کے خلاف اسمبلیوں کے اندر بلند کر سکیں۔ آپ ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں کہ پچھلے پانچ سال رانا ثناءاللہ صاحب اس چیز کے گواہ ہیں کہ اسمبلی میں اس آمر کے خلاف اور اس اسمبلی کی دیواریں بھی گواہی دیں گی کہ ہم نے اس کے خلاف یہاں ایوان میں آوازیں اٹھائیں، ریکارڈ پر موجود ہے لیکن اس آمر کے کچھ ساتھی ضرور یہ چاہتے تھے کہ ہم سسٹم سے آؤٹ ہوں۔ وہ مشرف جو ملک کو لوٹ رہا تھا اور اس ملک کو تباہی کی طرف لے جا رہا تھا اس کے خلاف کوئی آواز نہ اٹھائے لیکن وہ لوگ ناکام ہوئے اور ہم نے اسمبلیوں میں چاہے وہ صوبائی اسمبلیاں تھیں یا قومی اسمبلی تھی مشرف کے خلاف ہمیشہ نعرے لگائے اور ہمیشہ اسے کہا کہ یہ آمر ہے، یہ لٹیرا ہے اور یہ ڈاکو ہے اور اس ملک کو تباہی کے دہانے کی طرف لے کر جا رہا ہے لیکن میں آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں اور کیونکہ وزیر اعلیٰ صاحب اس ہاؤس میں موجود ہیں میں ان سے درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ اس آمر کے کچھ لٹیرے ساتھی ابھی تک چاہے وہ ضلعی ناظمین ہوں، چاہے سابق وزراء ہوں اس کے لٹیرے ساتھی آج تک جو موجود ہیں میں ان سے گزارش کروں گا کہ ان کا احتساب کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے NRO,NRO کے ایوان میں نعرے)

جناب سپیکر! اگر آج پھر ایک دفعہ احتساب ہو گا تو اس جگہ سے کوئی آواز نہیں آئے گی کیونکہ یہ اس کالے کرتوتوں والے کے ساتھی رہ چکے ہیں اور اس لوٹ مار میں اس کے ساتھی رہ چکے ہیں۔ میں وزیر اعلیٰ صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ہر ضلعی ناظم، کرپٹ وزراء چاہے وہ صوبائی ہوں یا قومی ہوں مشرف کے جو یار تھے وہ غدار ہیں ان کا احتساب ہونا چاہئے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے
"مشرف کا جو یار ہے، غدار ہے، غدار ہے" کی نعرہ بازی)

MR DEPUTY SPEAKER: Order in the House, order in the House.

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

سیدہ ماجدہ زیدی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ملے گا۔ اب ہم بجٹ کی بحث کی طرف واپس آتے ہیں۔

محترمہ غزالہ سعد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کو تھوڑی دیر میں floor دیتا ہوں۔

محترمہ غزالہ سعد رفیق: جناب سپیکر! میں ان کی بات کا جواب دینا چاہتی ہوں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ ذرا آخری پوائنٹ آف آرڈر ہے اس کے بعد آپ بات کر لیں۔ جی، فرمائیں!

محترمہ غزالہ سعد رفیق: جناب سپیکر! بہت شکریہ (شور و غل)

MR DEPUTY SPEAKER: This is no way.

محترمہ غزالہ سعد رفیق: اب آپ تسلی سے بات سنیں ہم آپ کی باتیں بہت تسلی سے سُنتے ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! آپ نے ان کو کس طرح floor دے دیا؟

محترمہ غزالہ سعد رفیق: اسی طرح دیا جس طرح آپ کو ملتا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! یہ زیادتی ہے ابھی تھوڑی دیر پہلے آپ نے کہا کہ اب کسی کو پوائنٹ آف آرڈر نہیں ملے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! میں آپ کو تھوڑی دیر میں floor دیتا ہوں، ذرا بجٹ کی بحث کو چلنے دیں۔

محترمہ غزالہ سعد رفیق: جناب سپیکر! میرے اور میرے خاندان کی ذات پر حملہ کیا گیا ہے۔ میں صرف ایک جواب دینا چاہتی ہوں۔ اس ہاؤس میں میرے بھائی راجہ ریاض نے ان کو بہت اچھا جواب دے دیا ہے لیکن میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہ اور ہم کس طرح برابر ہو سکتے ہیں؟ آئیں یہ ہمارے ساتھ مقابلہ کر لیں ان دس سالوں کا جب یہ اقتدار کے مزے لوٹ رہے تھے اور ہم جیلوں میں قید تھے، ہم ہسپتالوں میں مر رہے تھے، ہم اور یہ برابر کیسے ہو سکتے ہیں؟ یہ اپنی تصحیح کر لیں، یہ وہ وقت تھا۔۔(شور و غل)

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! ہاؤس کی کارروائی روک کر ان کو پوائنٹ آف آرڈر دیا گیا ہے۔

(قطع کلامیاں)

محترمہ غزالہ سعد رفیق: Mr. Speaker! This is not the way. یہ آپ کا فرض ہے کہ House in order کرائیں۔ (قطع کلامیاں)

MR DEPUTY SPEAKER: What is this way?

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! آپ نے کہا تھا کہ میں اب کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ Chair کی اپنی مرضی ہے اگر ایک پوائنٹ آف آرڈر دیا ہے تو اس کے بعد ان کا floor ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! مجھے بات کرنے دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں، بس مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ میں ابھی آپ کو floor دیتا ہوں۔ اب کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ سیمل کامران اپنی بجٹ تقریر کا آغاز کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو آج جو ہوا میں اس کو strongly condemn کرتی ہوں کہ اتنی important بات جو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ کے دس منٹ شروع ہو گئے ہیں۔ (شور و غل)

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! Rules سب کے لئے برابر ہونے چاہئیں۔ آپ ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو میں rules کے مطابق ہی بات کر رہا ہوں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ پہلے House کو in order کروائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: .Order in the House, order in the House آپ بات شروع کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں کسی خواجہ، کسی میر، کسی ڈار کی بیٹی یا بیوی نہیں ہوں لیکن اس ہاؤس کی ممبر ہوں۔ مجھے دس دفعہ کھڑا کر کے دس دفعہ بٹھایا گیا ہے، یہ کون سا قانون ہے؟ دوسری بات یہ کہ یہاں پر جب باتیں ہوں گی تو بہت دور تک جائیں گی کہ کس کا خاندان جیلوں میں رہا ہے اور کن لوگوں نے اپنے آدھے خاندان کے بہن بھائی بنا کر پرویز الٰہی کی خدمت میں پیش کئے تھے۔ میں اس بحث میں نہیں جانا چاہتی لیکن آج آپ نے میرے ساتھ discrimination کی ہے simple for the reason کہ میں یہاں opposition benches پر بیٹھی ہوں۔ سی ایم صاحب اس ہاؤس کے قائد ایوان ہیں ان کے احترام میں، میں سو دفعہ بیٹھنے کے لئے تیار ہوں۔ the Opposition Leader of کے احترام میں سو دفعہ بیٹھنے کے لئے تیار ہوں لیکن جتنے ممبر وہ ہیں اتنی ہی ممبر میں ہوں جو discretion ان کا ہے وہی میرا ہے۔ آج اس Chair کی طرف سے ہمارے ساتھ discrimination ہوئی ہے، اس کو میں strongly condemn کرتی ہوں۔

محترمہ نسیم ناصر خواجہ: یہ اپنی بجٹ بحث پر تقریر کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ کوئی political points scoring کرنے کی جگہ نہیں ہے جو میرے بھائی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: .Order in the house اب آپ بجٹ پر آجائیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میری اس وقت جو mental state ہے کیا وہ اس قابل چھوڑی گئی ہے کہ میں بجٹ پر بات کر سکوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پھر آپ نے بات کرنی ہے یا نہیں کرنی؟

محترمہ سیمل کامران: کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو پھر کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! مجھے اس طرح ڈرا دھمکا کے نہیں بٹھایا جا سکتا، میں نے جو بات کرنی ہے میں کروں گی۔ میں غلط بات نہیں کر رہی، میں اصول کی بات کر رہی ہوں اور مجھے کوئی ڈرا، دھمکا نہیں سکتا۔ مجھ پر کوئی shout نہیں کر سکتا کیونکہ میرے ساتھ زیادتی کی گئی ہے جو کہ اس House میں ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر آپ Chair کو grace show نہیں کریں گی تو اس House کو چلانا بڑا مشکل ہو جائے گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ یہ کیوں بھول جاتے ہیں، مجھے کیوں بار بار آپ کو یہ یاد کروانا پڑتا ہے کہ آپ اس House کے Hon'able Speaker ہیں اور میں اس House کی Hon'able member ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری بات سُنیں، ان حالات کے اندر جس طرح آپ بات کر رہی ہیں۔ اس House کے decorum کا خیال رکھیں اور decorum کو ذہن میں رکھ کر بات کریں۔ اب آپ اپنی بات کا آغاز کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! With due apology سینئر منسٹر صاحب نے جس قسم کی گفتگو فرمائی ہے، کیا اتنی painful بات سُننے کے بعد اس وقت House کے decorum کا خیال رکھا گیا تھا؟ میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتی، ہم political لوگ ہیں۔ براہ مہربانی یہ ذاتیات کی سیاست بعد میں کی جائے۔

جناب سپیکر! اب supplementary budget کی یہ جو book میرے ہاتھ میں آئی ہے اس کو کھول کر سب سے پہلی بات میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ:

تازہ ہوا کے شوق میں اے وارثان شہر
اتنے نہ در بناؤ کہ دیوار گر پڑے

اور یہ بات میں اس لئے کہنا چاہتی ہوں کہ کل کو پھر ہماری figures کو غلط کہہ کر رد کر دیا جائے گا۔ میں page No.138 آپ کو refer کرنا چاہتی ہوں۔ اس کا serial No. 37,41 اور اس کے بعد again in serial No. 64, میں لکھا ہے کہ:

Funds and grants in favour of both for advancement of literature. Sir! I have never seen this word on the soil of the Punjab. I have never heard about this word. Sir! House is not in order.

جناب ڈپٹی سپیکر: کیبنٹ ممبران بیٹھے ہوئے ہیں جو پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ ہیں وہ جا رہے ہیں۔ آپ ان کو House سے باہر جانے پر نہیں روک سکتیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ایک دفعہ جانے دیں۔ House in order ہو جائے گا پھر میں اپنی بات کر لوں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جو ممبران باہر جانا چاہتے ہیں وہ باتیں نہ کریں وہ سیدھا باہر نکل جائیں۔ جی، فرمائیں!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جو میرا ٹائم ضائع ہوا ہے، براہ مہربانی اس کو دیکھ لیجئے گا۔ میں یہ کہہ رہی تھی کہ یہ جو انہوں نے word لکھا ہے جس کے لئے انہوں نے 29 لاکھ 70 ہزار روپے کی ایک رقم، 5 لاکھ 73 ہزار روپے کی ایک رقم، پھر 1 کروڑ 20 لاکھ روپے۔ یہ بورڈ جب پنجاب کی زمین پر exist ہی نہیں کرتا وہ میں اس لئے کہہ رہی ہوں کہ پچھلے پورے سال کا آپ track record دیکھ لیجئے کہ اتنے کروڑوں روپے خرچ کئے گئے ہیں مگر صوبہ پنجاب میں کوئی ادبی مشاعرہ نہیں ہوا، کوئی ادبی شاہکار شائع نہیں کیا گیا، کسی شاعر کے درمیان کوئی مقابلہ نہیں ہوا، پھر یہ بورڈ کیا کر رہا ہے، پھر یہ کروڑوں روپے جو

خرچ کئے گئے ہیں یہ کہاں پر خرچ کئے گئے ہیں؟ supplementary budget میں خرچ کئے گئے ہیں۔ یہ after thought کس لئے آئی ہے جب ایک چیز exist ہی نہیں کرتی ہے۔ اس کے بعد

Page No. 142, serial No. 69, 71, 81 and 87. Funds for publicity campaign for the clearance of outstanding dues of media.

اس کو جب آپ total کر لیتے ہیں تو یہ 2 کروڑ 60 لاکھ 77 ہزار روپے کی رقم بنتی ہے۔ پچھلی گورنمنٹ پر جن issues پر سب سے زیادہ تنقید کی گئی تھی یہ ان میں سے ایک ہے، کہا گیا تھا کہ سابق حکومت نے کروڑوں روپے اپنی ذاتی تشہیر کے لئے خرچ کئے ہیں تو یہ جو کروڑوں روپے کے پرانے dues جو اس سے پچھلے سال کے تھے ان کو clear کریں۔ Again اسی صفحہ پر جو میں نے ایک چیز دیکھی ہے۔ in serial No. 80.

Funds for various publicity campaigns ایک کروڑ 65 لاکھ 83 ہزار، اگر آپ اس کو calculate کرتے ہیں تو یہ 3 کروڑ 26 لاکھ 60 ہزار روپے بنتے ہیں جو خرچ کئے گئے اور اب اس کی approval مانگی جا رہی ہے۔ بڑے افسوس کی بات یہ ہے کہ ایک وہ صوبہ جس پر ہمارے بھائی نے جو ابھی بات بیان کی ہے جس کا یہ عالم ہے اور ایک وہ چیز جس کو ہم already criticize کرتے ہیں کہ پچھلی گورنمنٹ نے یہ غلط کیا تو کیا ہم پچھلی گورنمنٹ کی وہی چیزیں repeat کرتے جائیں گے؟ میں یہاں پر صرف ایک بات انہیں کہنا چاہوں گی جو اس department کے انچارج ہیں شاعر سے انتہائی معذرت کے ساتھ میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ:

حضور خود اپنی ہی اداؤں پر ذرا غور کیجئے
ہم کہیں گے تو واویلا ہو گا

جناب سپیکر! Again serial No. 70 دیکھ لیں، 72 دیکھ لیں اس کے بعد serial No.75 دیکھ لیں۔ then 5 posts Funds for upgradation and creation of 47 posts اس کے بعد انہوں نے adhoc پر لوگوں کو رکھا ہے اور contract basis پر لوگوں کو رکھا ہے۔ DGPR ایک بہت بڑا Department ہے جس میں already بہت سارے لوگ موجود ہیں۔ اس میں پھر یہ نئی post

createکرنے کا کیا مقصد ہے اور یہ کن لوگوں کے لئے createکی گئیں؟ کن لوگوں کو ان postsکے throughنوازا گیا ہے؟ اس کے بعد میں page No. 144 پر دیکھ رہی تھی serial No. 71 and 82ہے۔

Appointment of Mr Rauf Hassan as Media Consultant and Communication Consultant in IC&YA department.

مجھ سے تو یہ صفر پڑھے بھی نہیں جاتے 4,135,000روپے میں اس بندے کو hireکیا گیا اسی department میں ایک اورConsultantرکھا گیا ہے۔ Mr. Aurangzeb s/o Nabi Bakhsh Consultant in IC&YA department, Rs. 406,000ان کوtotalکر لیں۔ اتنےConsultantsجو آپnew postsبھیcreateکر رہے ہیں، جو پہلے بھی رکھے ہیں یہ آپ کو کیاconsultancyدے رہے ہیں، کون سا یہ ایساextraکام کر رہے ہیں جوDGPRکے پہلے لوگ ہیں وہ نہیں کر سکتے ہیں؟ پھر ایک جو figure serial No 68, page No. 142پر دی گئی ہے۔

Funds in favour of Rai Riaz Hussain Consultant Public Relation for a period from 21-5-2009 سے 30-06-2010 on account of remuneration of the Consultant. اس کے بعد پھر یہ consultantصاحب ہیں لیکن میں یہ سمجھتی ہوں کہ2009-05-21سے لے کر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اعجاز احمد خان صاحب گیلری میں بیٹھے افراد سے بات نہ کریں۔ باہر جا کر بات کریں۔

محترمہ سیمل کامران:2009-5-21 سے لے کر2009-6-30تک کا جوtime periodہے اس کی approval Houseکو نہیں دینی چاہئےbecauseیہ پچھلے ضمنی بجٹ میں آپ کو grant demandکرنی چاہئے تھی۔ اسfinancial yearمیں یہdemandنہیں آ سکتی۔ یہ غلط ہے اور اس کی approval Houseکو نہیں دینی چاہئے۔ اگر ہماری کوئی بات سن رہا ہے تو مہربانی فرما کر اسے نوٹ فرمالیں کیونکہ اس اسمبلی سے یہ ایک غیر قانونی کام ہو جائے گا۔ میں یہ ضرور پوچھوں گی کہ یہ جو DGPRپر اتنے پیسے خرچ کئے جا رہے ہیں یہ کس کی تشہیری مہم ہے، کس کے قصیدے بیان کرنے کے

لئے اتنے پیسے خرچ کئے گئے ہیں، یہ کون ساچلہ کاٹتے رہے ہیں جن کو اتنے اربوں روپے دیئے گئے ہیں؟ پنجاب کے غریب لوگوں کی کمائی اس طرح بے دریغ لٹائی گئی ہے۔ میں یہ ضرور پوچھنا چاہوں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وٹو صاحب اور منسٹر صاحب! آپ کے پاس اگر کوئی کام ہے تو لابی میں جا کر کر لیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس کے بعد میں page No 158 serial No. 8 and 9 کے متعلق عرض کروں گی کہ funds as cost of Atta provided to the Government of the Punjab to the internally displaced persons IDPs of NWFP. اسی طرح Again in serial No 9 یہی بات repeat ہوئی ہے 47124000/- روپے دوسری دفعہ which comes to Rs. 23562000/- سات کروڑ چھ لاکھ 86ہزار اور ہمارے صوبے کا یہ حال ہے کہ لوگ روٹی کے ٹکڑے کے لئے مر رہے ہیں۔ یہ IDPs جو ہیں according to my information یہ صرف دو مہینے کے لئے کیمپوں میں رہے تھے۔ جناب House کا یہ حال ہو مجھے بتائیں میں اپنی بات کیسے کروں؟ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: ایوان کے تقدس کا خیال رکھا جائے Order in the House.

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کے بعد ویسے بھی آپ کا نمبر آرہا ہے۔ پوائنٹ آف آرڈر پر میں نے پابندی لگائی ہے ان کو اپنی بات ختم کرنے دیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب والا! میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ محترمہ کو تقریر کرتے ہوئے 17منٹ ہو گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تشریف رکھیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! مالاکنڈ اور سوات سے ہمارے جو بے گھر بہن بھائی تھے ان کے لئے حکومت پنجاب نے اخوت کا مظاہرہ کیا تھا It is a great gesture and I really appreciate. لیکن اس کے لئے جو 7کروڑ 6لاکھ 86ہزار روپے رکھے گئے ہیں اس کی مجھے justification اس لئے سمجھ نہیں آرہی کہ یہ IDPs صرف دو مہینوں کے لئے کیمپ میں رہے تھے

اور ان کو فیڈرل گورنمنٹ بھی aid بھجوا رہی تھی، civil society NGOs مخیر حضرات اور international aid ہر جگہ سے آ رہی تھی اور جتنا آٹا اس ضمنی بجٹ کی statement کے مطابق NWFP میں بھجوایا گیا ہے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ پورے صوبہ خیبر پختون خواہ کے لئے کم از کم چھ ماہ کے لئے کافی ہے۔ مجھے اس بات کی وضاحت چاہئے کہ کیا IDPs جو ہیں پنجاب گورنمنٹ کے co-ordinator کا نام change کر کے کہیں IDPs تو نہیں رکھ دیا گیا؟ اگر ایسا ہے تو پھر تو justified ہے کیونکہ وہ سات کروڑ کا ہی نہیں، 7۔ارب کا آٹا بھی کھا سکتے ہیں اور 8۔ارب تو وہ سستی روٹی میں کھا گئے ہیں اس لئے .Khana pina is not a big deal for them لیکن I am just failed to understand کہ NWFP میں صرف صوبہ پنجاب کے نام سے جو اتنے کروڑوں روپے خرچ کئے گئے ہیں یہ کہاں گئے ہیں، کیا یہ سمگل ہو گئے ہیں، کیا یہ آٹا افغانستان چلا گیا ہے؟ مجھے پلیز اس کی بھی وضاحت فرمائی جائے۔ دوسرا page No. 71, item No 36 میں تقریباً 8 کروڑ روپے کی رقم مرکز طیبہ مرید کے کو دی گئی ہے جس کی کوئی وضاحت نہیں ہے۔ مرکز طیبہ مرید کے کیا ہے اس کو کون چلا رہا ہے یہ کیا کرتا ہے اس کو یہ رقم کیوں دی گئی ہے؟ اس کی بھی وضاحت فرمائی جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ میں پنجاب کی معیشت کے بارے میں سابقہ دو سالوں میں یا چند سالوں میں جو پوزیشن ہے اس کی طرف توجہ دلاؤں گا۔ گزشتہ سال ہم نے یہ estimate کیا تھا کہ ہم صوبہ کے معاملات کو 490۔ارب روپے کے ساتھ چلائیں گے اور بد قسمتی سے جب ہم نے سال پورا کیا تو ہمیں پتا چلا کہ ہم 154۔ارب اپنے estimate سے زیادہ خرچ کر چکے ہیں۔ پوری دنیا میں کبھی بھی ضمنی بجٹ قابل ستائش نہیں بلکہ کسی بھی حکومت پر ایک liability اور non good governance کا concept develop کرتی ہے۔ اب ایسی معیشت جس کا اپنا حجم 583۔ارب روپے ہو اور 485۔ارب روپے کا صوبہ مقروض ہو جو بجٹ کے حجم کا 83 فیصد ہے۔ کیا ایسی معیشت جس کا 80 فیصد حصہ Federal divisible pool سے آتا ہو اور اس کے اپنے وسائل صرف 20 فیصد ہوں کیا ایک ایسی معیشت جس کا انحصار 70 فیصد indirect taxes پر ہو اور صرف 30 فیصد direct taxes کے

ذریعے اس صوبہ کو چلانے کی planning کی گئی ہو کیا ان تین چار قباحتوں کی موجودگی میں کوئی صوبہ اس چیز کا متحمل ہو سکتا ہے کہ اس کے لئے 154۔ارب روپے planning and estimates سے زائد خرچ کر دیئے جائیں۔ حضرت علامہ اقبال جو ہماری قوم کے روح رواں ہیں انہوں نے بڑے خوبصورت لفظوں کے اندر ایک بات کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ:

مے خانہ یورپ کے دستور نرالے ہیں
لاتے ہیں سرور اول دیتے ہیں شراب آخر

جناب سپیکر! میں Islamic Republic of Pakistan کے آئین کے آرٹیکل 124 کی طرف توجہ دلاؤں گا۔ اس آرٹیکل کی روح یہ ہے کہ مجبوری کے حالات میں چند روپے ایسے اگر خرچ کر دیئے جائیں جن کی ہم نے ایوان سے اجازت نہ لی ہوئی ہو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ سال گزرنے کے بعد آپ ان کی منظوری لے لیں۔

جناب سپیکر! گزشتہ دور کے پرویزی ٹولہ نے اس رعایت کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے اسے بجٹ کا ایک بہت بڑا حصہ بنا دیا۔ چونکہ اس سے پہلے ضمنی بجٹ کبھی بھی نو دس فیصد سے زیادہ نہیں ہوا کرتا تھا لیکن ان پانچ سالوں کے اندر یہ ضمنی بجٹ 25 فیصد، 30 فیصد اور بعض سالوں کے اندر 35 فیصد تک بھی utilize کیا گیا۔ میں محکمہ خزانہ اور پلاننگ ڈویژن سے استدعا کرتا ہوں کہ بُرے ادوار کی بُری روایات کو کبھی بھی دھرانا نہیں چاہئے بلکہ ان کو ختم کرکے اچھی چیزوں کو آگے لانے کی کوشش کی جانی چاہئے۔ میں مانتا ہوں کہ موجودہ حکومت نے 154۔ارب روپے میں سے شاید 54۔ارب روپے ایسے تھے کہ جن کے بغیر گزارہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اس کے اندر میں نے کچھ figures اکٹھے کئے ہیں کہ 37۔ارب روپے کی رقم جو گندم کی خریداری کے لئے رکھی گئی یہ خوش آئند ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ سستی روٹی، گندم، سستا آٹا، سستی چینی اگر یہاں غریبوں کے لئے کوئی رقم رکھی گئی ہو تو شاید اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر! چند لاکھ روپے کا وہ حصہ جو expenditure imposed by the statute or order of the court ان پر بھی اگر کوئی رقم خرچ کی جائے تو شاید اس میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن آرٹیکل 124 کی definition کے اندر جہاں پر Manual Punjab Budget کی

financial book No 4 کے اندر یہ section 15 اور sub section 6 کے اندر ضمنی بجٹ کی definition کے لئے جو باتیں انہوں نے لکھی ہیں وہ انتہائی قابل غور ہیں اور ان کے لئے budget book کے اندر لکھا ہے کہ supplementary budget objectionable in principle بحیثیت اصول یہ کبھی بھی خوش آئند یا قابل ستائش نہیں رہا اور اس کو bad estimation of the finances کہا گیا in provident administration of your finances کہا گیا اور in case the proper management of provincial finances کہا گیا۔ ضمنی بجٹ کا concept یہ ہے کہ اگر flood کے آنے کی وجہ سے کوئی پل گر جاتا ہے، اگر کوئی اچانک سکول گر جاتا ہے، کوئی سڑک ایسی جو دو بڑے شہروں کو disconnect کرتی ہو اور وہ اچانک خراب ہو جائے تو وہاں پر اگر کوئی چند روپے کی ضرورت ہے اور اس پر تھوڑی سی زاید رقم خرچ کر دی جائے تو rules اس بات کی اجازت دیتے ہیں جس کے لئے انہوں نے sudden need unexpected need, urgent demands کے الفاظ ان rules کے اندر استعمال کئے ہیں اور وہاں سے اس بات کی justification اور explanation انتہائی ضروری ہوتی ہے کہ جب ہم نے بجٹ کے estimate کئے تو اس وقت ہماری نظر سے یہ چیزیں کیوں رہ گئیں جو ہماری فکر میں نہ آ سکیں جنہیں ہم درج نہ کر سکے یا یہ اتنی انتہا درجے کی ضروری چیزیں ہیں کہ اگلے بجٹ تک انتظار نہیں کیا جا سکتا اس لئے ان کو ضمنی بجٹ کے اندر ڈال دیا جائے۔ رولز ضمنی بجٹ کے لئے پھر ایک وضاحت کرتے ہیں کہ اگر آپ ایک روپیہ بھی ضمنی بجٹ کے لئے رکھتے ہیں تو earliest session میں اس demand کی منظوری لینا انتہائی ضروری ہے۔ اگر ایسے circumstances سامنے آ جائیں جو کہ exceptional ہوں، جن کو avoid نہ کیا جا سکتا ہو، اگر ایسے معاملات ہوں تو شاید supplementary grant or demand کو دیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر! اگر supplementary grant کے لئے تین چیزیں absent ہوں تو rules کہتے ہیں کہ supplementary grants drop کی جانی چاہئیں وہ درج ذیل ہیں serious inconvenience of any financial or any project کہ جس کے اندر کوئی serious inconvenience ہو یا جس کے اندر کوئی serious loss ہو رہا ہو کہ اگر زاید grant نہ دی جائے تو اس project کو serious loss ہونے کا خطرہ ہے یا اس کے اندر کوئی serious damage ہو، اگر ان تین چیزوں میں سے کوئی چیز absent ہو تو ایسی

supplementary grants جو administrative department فنانس اور P&D سے طلب کرتا ہے تو rules کہتے ہیں کہ اس کو drop کر دیا جانا چاہئے اور اسے وہ grant نہیں دی جانی چاہئے۔ ان rules کے اندر ایک بات بڑی اہم ہے جس پر کافی توجہ کی ضرورت ہے کہ آپ کبھی بھی supplementary grant کے طور پر نئے پراجیکٹ کو اس وقت تک پیسا نہیں دے سکتے جب تک ADP کے پیسے نہ ہونے کی وجہ سے، releases نہ ہونے کی وجہ سے ADP کی grant کو پیچھے چھوڑ کر آپ supplementary کے طور پر کوئی نیا پراجیکٹ شروع کر دیں۔ چونکہ supplementary grant اس پراجیکٹ کو نہیں دی جا سکتی جو اصل بجٹ سے پہلے ڈیپارٹمنٹ سے competent forum سے منظوری نہ ہو چکی ہو۔ یہاں پر دیکھا گیا ہے کہ ADP کی ہزاروں سکیمیں پیسے کی کمی کی وجہ سے pending پڑی ہوئی ہیں اور ہم نے 154۔ارب روپیہ ADP کو چھوڑ کر supplementary grant کے طور پر development کی مد میں خرچ کیا ہوا ہے جو کہ serious violation of Punjab Budget Manual ہے، آپ ایسے پراجیکٹ کو کبھی بھی اس میں شامل نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر! rules نے ایک چیز کی طرف بڑی اچھی توجہ دلائی ہے کہ اگر آپ کے سامنے urgent necessity آتی ہے تو آپ اس پر رقم خرچ کریں گے۔ میں اپنی بہنوں، بھائیوں اور اراکین اسمبلی کی ایک بات کی طرف بڑے افسوس کے ساتھ توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ضمنی بجٹ جسے bad governance جسے non estimation, wrong decision کہا گیا ہے اس پر بھی اس معزز ایوان کے کافی معزز ممبران نے بلکہ شاید ایک دو وزراء نے بھی ان کی تعریف کی ہے کہ قائد ایوان، پلاننگ ڈویژن، فنانس ڈیپارٹمنٹ اور فنانس منسٹر نے کتنا خوبصورت ضمنی بجٹ پیش کیا ہے۔ اگر ہم ممبران اس طرف توجہ نہیں دیں گے تو حیرت انگیز بات ہے کہ ہم وہ باتیں کر رہے ہوتے ہیں جو ہمارے اصل بجٹ کی روح کے ساتھ contradictory ہوتے ہیں۔ بس آپ کے نام ایک شعر ہی کیا جا سکتا ہے کہ آپ تیسری دفعہ رکنے کا اشارہ کرتے ہیں۔ دراصل ضمنی بجٹ پر بحث کرنے کے لئے کم از کم دو گھنٹے درکار ہوتے ہیں۔ میں ان اشعار کے ساتھ اجازت چاہوں گا کہ:

عذر سننے میں بھی ہے اور سناتے بھی نہیں
باعث ترک سوالات بتاتے بھی نہیں

کیا کہا پھر تو کہو ہم نہیں سنتے تیری
نہیں سنتے تو ہم ایسوں کو سناتے بھی نہیں

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔سید احمد مجتبیٰ گیلانی!

سید احمد مجتبیٰ گیلانی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔میں اس معزز ایوان کے توسط سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مجھے آج فخر ہے کہ میں اس ہاؤس میں بطور ممبر آیا ہوں۔میں کچھ past میں جانا چاہتا ہوں۔میرے دو بزرگ ایک میرے دادا اور دوسرے ان کے بھائی یہاں پنجاب میں ایم ایل اے رہے ہیں۔اس کے علاوہ میرے چار تایا اور والد بھی یہاں اس معزز ایوان میں ممبر اور وزیر رہے ہیں۔1922 سے لے کر اس وقت تک ہمارے خاندان میں کوئی نہ کوئی directly or indirectly مختلف ایوانوں میں کام کرتے رہے ہیں اور مجھے فخر ہے کہ میں آج یہاں بات کر رہا ہوں۔میں یہ کہوں گا کہ انشاءاللہ جہاں جمہوریت کی بات ہے، جہاں good governance کی بات ہے تو میں rule of law کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہوئے اس ہاؤس کے تقدس کو کبھی پامال نہیں کروں گا اور اس کا ساتھ دوں گا۔جہاں تک بجٹ کا تعلق ہے اتنے hindrances کے باوجود دکائرہ صاحب نے اس پر بھرپور محنت کی ہے وہ خراج تحسین کے مستحق ہیں، آپ اور یہ معزز ہاؤس بھی خراج تحسین کا مستحق ہے اور میں وزیر اعلیٰ صاحب کو بھی مبارکباد دینا چاہتا ہوں۔بہت بہت شکریہ۔مہربانی

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔جناب شیر علی خان!

جناب شیر علی خان: شکریہ۔جناب سپیکر! یہاں ضمنی بجٹ کے متعلق بہت ساری explanations دی گئیں کہ یہ bad governance کی مثال ہوتا ہے۔ہر دفعہ ضمنی بجٹ ختم کرنے کی بات کی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ اگلی دفعہ ضمنی بجٹ نہ ہو یا بہت کم ہو۔میں صرف دو points پر بات کرنا چاہوں گا۔پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم نے اس سال اس ضمنی بجٹ میں بنک کو سود دینے کے لئے جو رقم رکھی ہے اس کی تفصیل صفحہ نمبر187 پر commercial banks funds for payment of mark up to the یہ رقم 4۔ارب 50 کروڑ روپے ہے اور اسی طرح funds for payment of mark up to banks اس میں 9۔ارب 92 کروڑ روپے ہے۔یہ ٹوٹل تقریباً 14۔ارب 50 کروڑ روپے ہے۔ہم نے اس صوبہ کا 14۔ارب

روپیہ overdraft یا کمرشل بنکوں سے جو قرضے لئے اس پر سود دے رہے ہیں- یہ روایت چل نکلی ہے کہ ہم loans لے کر اسے خرچ کہاں کرتے ہیں؟ یہاں پر سستی روٹی کے حق اور مخالفت میں بہت باتیں کی گئیں میں اس کی تفصیل میں جائے بغیر صرف یہ کہوں گا کہ جب پچھلے ڈیڑھ دو سال سے یہ سکیم چل رہی ہے اور اس پر یہ expenditure نہیں تھا- ایک سستی روٹی اتھارٹی بنائی گئی ہے جس کے لئے اس ضمنی بجٹ میں 50 لاکھ روپے صرف اسے چلانے کے لئے دیا گیا- شاید یہ رقم اس سستی روٹی سے منہا کر دی جائے گی کہ 50 لاکھ روپے سیکرٹریٹ میں بیٹھے ہوئے افسران کو extra دیئے جائیں گے جبکہ ہر ضلع میں ایک پورا mechanism موجود ہے جس کے ذریعے اس سے پہلے یہ سستی روٹی تقسیم کی جا رہی تھی- اس کی کوئی ضرورت نہیں تھی اور اتنے بھاری markup پر پیسے لے کر اگر اس قسم کی چیزوں پر خرچیں گے۔ یہاں پر سعید اکبر خان نے کہا کہ پنجاب حکومت نے بنکوں سے پیسے لے کر زمیندار سے گندم خریدی۔ یہ بہت اچھی بات ہے کہ پچھلے سال زمیندار سے گندم خریدی گئی اور وہ ایک اچھا precedent set کیا گیا۔ یہ کہا گیا کہ ہر زمیندار سے اس کی گندم کا دانہ دانہ خریدا جائے گا لیکن ultimately ہوا کیا؟ وہ گندم تو خرید لی گئی لیکن اس کی storage کے لئے کوئی بندوبست نہیں کیا گیا۔ جتنی گندم خریدی گئی پنجاب حکومت کے پاس اتنی storage capacity نہیں تھی۔ اس میں سے بہت ساری گندم خراب ہو گئی۔ اب بھی پنجاب حکومت کے پاس بہت ساری گندم ذخیرہ ہے جس کی وجہ سے اس سال اس طرح گندم نہیں خریدی گئی، جو enthusiasm پچھلے سال show کیا گیا تھا وہ die down ہو گیا اور اس مرتبہ کوشش کی گئی کہ زمیندار سے کم از کم گندم خریدی جائے۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ جیسے آپ گندم خریدنے کے لئے رقم مختص کرتے ہیں اسی طرح اس کی storage capacity بڑھانے کے لئے بھی رقم مختص کی جائے۔ جب آپ گندم خریدنے کے لئے سالانہ بجٹ اور ضمنی بجٹ میں اتنی زیادہ رقم رکھتے ہیں، اتنے بھاری interests بنکوں کو دے رہے ہیں تو پھر storage capacity بڑھانے کے لئے بھی کوئی بندوبست کیا جائے۔ یہاں پر کہا گیا ہے کہ silos کا جو design ہے ابھی ہم اس کے لئے consult کر رہے ہیں کہ اس کا design کیا ہو گا؟ جس قسم کے چاہیں silos بنا لیں لیکن یہ جلد از جلد بننے چاہئیں۔ اگر آپ ڈی ایف سی کے پرانے گوداموں کی حالت جا کر دیکھیں تو معلوم ہو گا کہ ان میں گندم رکھنے کے کوئی حالات ہی نہیں ہیں۔ اس دفعہ بارشیں کم ہوئی ہیں جس کی وجہ سے ابھی تک وہ گندم

گیلی نہیں ہوئی ورنہ جو گندم باہر کھلے آسمان کے نیچے پڑی ہے وہ اب تک خراب ہو چکی ہوتی۔ آپ جس ضلع میں بھی چلے جائیں ایسے ہی حالات ہیں، یہ کوئی ایک ضلع کی بات نہیں ہے، It crosses the Punjab جب آگے بارشیں ہوں گی، ساون کا مہینہ آ رہا ہے۔ اللہ کرے بارشیں ہوں تو اس season کے اندر اس گندم کو بچانے کے لئے حکومت نے کیا اقدامات کئے ہیں؟

جناب سپیکر! یہاں پر کہا گیا کہ نئی گاڑیاں نہیں خریدی جائیں گی۔ ضمنی بجٹ کے صفحہ نمبر 8 پر 7 کروڑ 84 لاکھ 50 ہزار روپے کی 50 single cabin vehicles, Urban Immoveable Property Tax کے لئے خریدی گئیں۔ اسی طرح آگے صفحہ نمبر 31 پر 36 کروڑ 80 لاکھ روپے کے Funds for replacement of transport for Punjab Police کا ذکر کیا گیا ہے۔ آگے صفحہ نمبر 33 میں 13 کروڑ 94 لاکھ روپے کی گاڑیاں خریدی گئی ہیں۔ اس میں لکھا ہے کہ:

> Purchase of 34 Nos. Toyota Pick Ups, double cabin, equipped with strobe light and wireless at an approximate cost of Rs.4.100 million each for Punjab Police.

یعنی 13 کروڑ 94 لاکھ روپے کی یہ گاڑیاں خریدی گئی ہیں۔ اسی طرح صفحہ نمبر 37 میں Funds for purchase of vehicles for Police کا ذکر ہے یہ بھی 3 کروڑ 56 لاکھ 40 ہزار روپے کی گاڑیاں خریدی گئی ہیں۔ اس طرح کے بہت سارے heads ہیں میں سب کا ذکر کر کے ایوان کا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ اگر نئی گاڑیاں خریدنے پر پابندی ہے تو یہ اربوں روپے کی گاڑیاں کہاں سے خرید لی گئیں؟

جناب سپیکر! آج مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے، یہاں پر نعرے تو ہم بہت لگاتے ہیں کہ "مشرف کا جو یار ہے وہ غدار ہے" غداری کا certificate کس نے دینا ہے؟ یہ عوام نے دینا ہے۔ گزارش صرف اتنی ہے کہ ہمارے پاس economic team ہی نہیں ہے۔ میں نے پچھلی دفعہ بھی اپنی بجٹ تقریر میں کہا کہ شوکت ترین صاحب کون ہیں، حنا ربانی کھر صاحبہ کون ہیں اور اب عبدالحفیظ شیخ صاحب کون ہیں؟ یہ سب مشرف کی کابینہ کے وزیر ہیں۔ یہ ریکارڈ کی بات ہے۔ آج انہی لوگوں کو دوبارہ لا کر ان سے بجٹ بنوائے جا رہے ہیں۔ آج Abdul Hafeez has the cheek

کہ جن وزراء کے پاس چھ چھ گاڑیاں ہیں، ان کو شرم آنی چاہئے۔ میں کہتا ہوں کہ شرم تو to say عبدالحفیظ شیخ کو آنی چاہئے کہ انہوں نے اس طرح کی غلط بات کی ہے۔ گاڑیاں تو بیوروکریٹس کے پاس بھی ہیں، وہ ان کی بات کیوں نہیں کرتے؟ جس اخبار میں عبدالحفیظ شیخ صاحب کا یہ بیان چھپا ہے اسی اخبار میں نیچے لکھا ہوا ہے کہ بیوروکریسی کی گاڑیوں کی مرمت کے لئے اور POL کی مد میں اس دفعہ بجٹ میں 20 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ ہمیشہ سیاست دان ہی تنقید کا نشانہ کیوں بنتا ہے؟ ایسا ہمارے آپس کے جھگڑوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔ میری تمام سیاست دانوں سے گزارش ہے کہ اس بات کی ہرگز اجازت نہ دی جائے کہ اس طرح سے سیاست دانوں کو کوئی تنقید کا نشانہ بنائے۔ اگر اخراجات کم کرنے ہیں تو وہ بیوروکریسی کے کم کئے جائیں۔ میں نے سالانہ بجٹ پر تقریر کرتے ہوئے کہا تھا اور آج بھی کہتا ہوں کہ انگریز اتنی زبردست buildings بنا کر گیا ہے لہذا سیکرٹریٹ کے اندر ان کے air conditioners بند کروائیں وہاں پر پنکھے لگوائیں۔ ان کے دروازوں کے باہر چکیں لگوائیں، انہوں نے دروازوں کو تالے لگائے ہوئے ہیں اور باہر چھ چھ دربان کھڑے کئے ہوئے ہیں۔ وہ پوچھتے ہیں کہ آپ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں؟ بھئی! جہاں سے بھی آئے ہیں پنجاب کے رہنے والے ہیں۔ سیکرٹریٹ میں جانا ہمارا حق ہے۔ یہ روش ختم ہونی چاہئے کہ ہمیشہ سیاست دان کو ہی تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ احتساب ہوتا ہے تو وہ بھی سیاست دان کا ہوتا ہے۔ اگر اخراجات کے حوالے سے تنقید ہوتی ہے تو سیاست دان پر کی جاتی ہے۔ اب یہ روش ختم ہونی چاہئے۔ یہ اخراجات بیوروکریسی نے کئے ہوتے ہیں اور کتابیں بنا کر ہمیں بدنام کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر! یہ دیکھیں کہ اس Supplementary Budget Statement پر 2010-11 لکھ دیا گیا ہے حالانکہ یہ 2009-10 کا ضمنی بجٹ ہے۔ اس پر انہوں نے اتنا موٹا موٹا 2010-11 لکھ دیا ہے تاکہ حکومت کی سبکی ہوتی رہے۔ یہ سب کچھ سیاست دانوں کو خراب کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ جب تک آپ بیوروکریسی کو لگام نہیں دیں گے اس وقت تک یہ نظام ٹھیک نہیں ہو سکے گا۔ اگر حکومت یہ سمجھتی ہے کہ بیوروکریسی کے ذریعے یہ سیاست دانوں کو دبا لیں گے تو میں ان کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ ایسا ہونے والا نہیں ہے۔ انہیں چاہئے کہ تمام ممبران کو اپنا input دیں اور کوشش کرنی چاہئے کہ اس طرح کی موٹی موٹی ضمنی بجٹ کی کتابیں نہ چھاپیں، جہاں پر بہت اشد ضرورت ہو وہاں ضمنی بجٹ

کے لئے رقم رکھی جائے۔یہ جو نئی گاڑیوں کے لئے اربوں روپے اورinterest کے لئے 14۔ارب روپے کی منظوری طلب کی گئی ہے تو ایسی چیزیں ختم ہونی چاہئیں۔

جناب سپیکر!انہوں نے کہا ہے کہ ہمیں 98۔ارب روپے extra این ایف سی ایوارڈ کے تحت ملے ہیں۔اگر ہم نے یہ 98۔ارب روپے بنکوں کو دے دینے ہیں تو پھر ہمیں اس این ایف سی ایوارڈ کا کیا فائدہ ہوا ہے؟ ہمیں اس رقم سے اس صوبے کی خوشحالی کے لئے نئیschemesلانی چاہئیں۔

جناب سپیکر!میں تنویر اشرف کائرہ صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔انھوں نے اس دن اپنی winding up speech میں میرا نام لے کر ذکر کیا۔انھوں نے وضاحت کی کہ 200 dams کے لئے جو 20 کروڑ روپے رکھے ہیں وہ dams نہیں بلکہ ponds ہیں۔انہوں نے یہ تسلیم کیا ہے کہ یہdams نہیں ہیں۔واقعی10لاکھ روپے میں ڈیم نہیں بنتا بلکہ pondہی بنے گا۔میری یہ گزارش ہو گی کہ ان ponds کے علاوہ دوسو dams بھی لازمی طور پر بنائے جائیں اور کالا باغ ڈیم بنانے کے لئے بھی اپنی جدوجہد جاری رکھیں۔Thank you very much.

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جناب اعجاز احمد خان صاحب!

جناب اعجاز احمد خان: بہت شکریہ۔جناب سپیکر!یہ ضمنی بجٹ پورے مالی سال کے دوران جو ناگزیر اخراجات ہوتے ہیں ان پر مشتمل ایک document ہے۔ابھی میرے ایک بھائی نے آرٹیکل 124 کے حوالے سے بڑی تفصیلات بیان کیں اور کہا کہ وہ اخراجات ہونے چاہئیں جو کہ بہت ناگزیر ہوں۔میں یہاں پر قائد ایوان،وزیر خزانہ اور تمام معزز ممبران کو مبارکباد دیتا ہوں۔آپ کو یاد ہو گا کہ جب موجودہ حکومت اپنا پہلا بجٹ پیش کر رہی تھی اور اس کے ساتھ supplementary budget دے رہی تھی تو اس وقت آرٹیکل 124 کی requirement کو پورا کرنے کے حوالے سے میں نے بات کی تھی اور اس پر وزیر خزانہ صاحب نے assurance دی تھی اور کہا تھا کہ آئندہ ہم کوشش کریں گے کہ غیر ضروری اخراجات نہ کئے جائیں چونکہ یہ پچھلی حکومت کے اخراجات تھے۔۔۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: یہ تیسرا بجٹ ہے،پہلا نہیں ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: میں پہلے بجٹ کے حوالے سے بات کر رہا ہوں۔ I would appreciate if interference is not made. Consistency کے ساتھ بات سنی جائے اور بات کرنے کا موقع فراہم کیا جائے۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ اس میں انہوں نے کہا کہ آئندہ ہم جو ضروری اور ناگزیر اخراجات ہوں گے ان تک محدود رہیں گے۔ جب میں نے اس supplementary budget کو تنقیدی زاویے کے ساتھ دیکھا تو اپوزیشن کے ایک معزز ممبر نے یہاں پر کہا کہ دو ویٹر رکھ لئے ہیں، دوسرے ممبر نے کہا کہ public welfare کے لئے ایک پارک بنا لیا ہے تو میں ناگزیر اخراجات کی تفصیلات آپ کے سامنے رکھنا چاہوں گا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! 10-2009 کے Supplementary Budget کے اندر جو رقم خرچ کی گئی ہے اس میں 36.810 بلین روپے wheat procurement کے لئے ہیں۔ یہاں پر کسان کی اور ہاری کی بات ہوتی ہے کہ ان کے حقوق کا کون تحفظ کرے گا تو یہ اعزاز موجودہ صوبائی حکومت کو ہے کہ انہوں نے کسان سے گندم کا ایک ایک دانہ خریدا اور پنجاب کا ریکارڈ ہے کہ 20 لاکھ ٹن گندم سے زیادہ کبھی خریداری نہیں کی گئی تو پچھلے سال 60 لاکھ ٹن گندم procure کی گئی اور ایک ایک دانہ کی خریداری کی گئی۔ 294.547 ملین روپے NWFP اور ہنزہ کے IDP's کے relief کے لئے خرچ کئے گئے۔ مشکل وقت بتا کر نہیں آتا اس وقت humanity basis پر IDP's کی مدد کرنا prompt response کی ضرورت تھی، ایک وطن کے رہائشی ہونے کے حوالے سے پنجاب حکومت کی یہ اخلاقی ذمہ داری تھی جس کو اس نے باحسن پورا کرتے ہوئے یہ رقم خرچ کی ہے۔ 1006.970 ملین روپے TEVTA میں شروع کی جانے والی evening classes پر خرچ کیا گیا ہے۔ آپ کو پتا ہے کہ اس سے پہلے self financing کے تحت امراء کا یہ حق تھا کہ وہ admissions لیتے تھے تو education for all and technical education for all کی promotion کے لئے یہ رقم خرچ کی گئی۔ 4036 ملین روپے پولیس کو فراہم کئے گئے اور آپ کو پتا ہے کہ law and order کے نامساعد حالات سے نمٹنے کے لئے یہ انتہائی ضروری تھا۔ ایسے ایسے واقعات سامنے آتے ہیں کہ حکومت کو صوبہ کی عوام کے جان و مال کی حفاظت کے لئے extra ordinary precautionary measures لینے پڑتے ہیں۔ ہمیں یہ اخراجات کرتے ہوئے خوشی محسوس ہوئی کہ یہ عوام کے تحفظ کے لئے خرچ کئے گئے۔ غرباء کو جو financial aid فراہم کی گئی ہے اس کا ایک ایک کا ذکر

تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔ اگر میرے بھائی پانچ دس ہزار روپے discuss کرنے کی بجائے اس اعلیٰ سوچ کو appreciate کرتے کہ غرباء اور جیسے اشرف خان سوہنا صاحب نے یہاں پر ایک خاندان کی مثال دی بلاشبہ عوام کے رہن سہن کی بہتری کے لئے اور روزگار کی فراہمی کے لئے حکومت کے وسائل ان کی دہلیز پر پہنچنے چاہئیں لیکن زمینی حقائق سے آنکھیں بند کر کے تنقید برائے تنقید کرنے سے ہم کوئی قومی خدمت نہیں کرتے بلکہ لوگ اس کو غیر سنجیدہ attitude سمجھتے ہیں۔ میں یہ عرض کروں کہ آج ہم جو حالات face کر رہے ہیں وہ کوئی پچھلے دو سال میں پیدا نہیں ہوئے بلکہ بد قسمتی سے آمریت کے پچھلے نو سالوں کے اندر پیدا ہوئے۔ ہمارے اس ملک کے اندر external investment بند ہوئی، ملک کی اپنی industry تباہ ہوئی، law and order کی situation بری طرح خراب ہوئی اور جو لوگ اس کے ذمہ دار ہیں وہ آج جب یہاں اس ہاؤس میں واویلا کرتے ہیں تو ہمارے سر شرم سے جھک جاتے ہیں۔ میں یہاں پر ایک بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ہم نے پچھلی حکومت کی کرپشن، اقرباء پروری اور اختیارات کے

ناجائز استعمال کے کلچر کا خاتمہ کیا ہے۔ ہم نے صوبہ کے اندر ایماندارانہ steps لئے، ہم نے transparency اور merit کو promote کیا ہے۔ ہمیں فخر ہے کہ کوئی بدترین سے بدترین مخالف بھی ہمارے اوپر مالی کرپشن کا الزام عائد نہیں کر سکتا، کوئی شخص بھی ہماری نیک نیتی پر draft نہیں کر سکتا۔ جو اخراجات کئے گئے وہ ضروری اخراجات کئے گئے اور یہاں قائد حزب اقتدار نے کہا ہے کہ اگر کوئی سمجھتا ہے کہ یہ اخراجات کر کے ہم نے کوئی جرم کیا ہے تو وہ یہ جرم سو دفعہ کریں گے اور یہ House اس معاملے میں ان کی بھرپور support کرے گا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ آپ کو جب بہت مسائل ہوں، قومی challenges بہت بڑے ہوں تو better management of resources کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہم نے پنجاب کی ایک ایک پائی کو بہتر انداز میں استعمال کرنے کا عزم بھی کیا ہے اور مناسب جگہوں پر خرچ کر کے ایک ذمہ دار حکومت اور governance ہونے کا ثبوت بھی دیا ہے۔

جناب سپیکر! میں نے یہاں پر بات کی کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ صوبہ کی عوام خوشحال ہو تو آپ کو اپنا net collection system بہتر کرنا ہو گا۔ میں Minister for Finance کا مشکور ہوں کہ میرا نام لئے بغیر انہوں نے اس point پر وضاحت کی۔ ہم نے tax collection کو 24 فیصد بہتر کیا ہے لیکن

جہاں ہم appreciate کرتے ہیں کہ اس بجٹ میں کوئی نیا ٹیکس شامل نہیں کیا گیا وہاں پر ہم یہ چاہیں گے کہ tax net میں اضافہ کیا جائے اور corrupt machinery کو اس سے علیحدہ کیا جائے اور صوبہ کی سب سے بڑی ترجیح محاصل کی ایماندارانہ collection ہونی چاہئے اور اس کے لئے میں چاہوں گا کہ جب Finance Minister یہاں پر wind up کریں تو جیسے انہوں نے پہلے یہ مہربانی کی اور بتایا کہ اس پر خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے بلکہ یہ بھی بتائیں کہ اس صوبہ کے اندر محاصل collection کا کتنا potential موجود ہے اور in fact کتنی ہو رہی ہے۔ اس درمیانی space کو fill کرنے کے لئے حکومت کیا انتظامات کر رہی ہے جو کہ ہمیں اپنی کارکردگی کے ذریعہ سے عوام کی خدمت کرنی ہے۔ ماضی کے لوگ جو کرتے رہے عوام نے دیکھا اور اس کے نتائج بھی سامنے آئے کہ سابق حکومت کے چند لوگ اس اسمبلی میں پہنچ سکے تو الحمدللہ خدمت کا سلسلہ جو نیک نیتی کے ساتھ چل رہا ہے وہ انشاءاللہ قائد حزب اقتدار کی قیادت میں آگے بڑھے گا اور ہمارا مکمل تعاون ان کے ساتھ ہے۔ ان کی عوام دوست policies کے حوالے سے میں نے اپنی main budget speech میں detailed discussion کی اور ان سب کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ایک ممبر کے طور پر میرے اوپر جو ذمہ داری ہے اور حزب اقتدار کے تمام ممبران کی ذمہ داری ہے ہم اس ذمہ داری کو خلوص، ایمانداری اور قومی جذبہ کے ساتھ discharge کریں گے۔ بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محمد معین وٹو صاحب!

جناب محمد معین وٹو: جناب سپیکر! شکریہ۔ مجھے احساس ہے کہ جب یہاں میری باری آئی ہے تو House میں معزز ممبران کی تعداد سے صاف ظاہر ہے کہ جن ممبران کی تقریر ابھی باقی ہے وہ بیٹھے ہیں یا سرکاری افسران بیٹھے ہیں۔ کہتے ہیں کہ کسی جلسے میں ایک مقرر تقریر کر رہا تھا سب لوگ چلے گئے تو ایک صاحب بیٹھے رہے تو اس مقرر نے کہا کہ آپ کو شاباش، آپ بڑے باذوق ہیں آپ کو میری بات پوری سمجھ آ رہی ہے۔ اس نے کہا کہ نہیں جی، میں تو ٹینٹوں والا ہوں میں نے تو وہ اکھاڑ کر لے جانے ہیں۔ اب یہاں پر ہماری صورتحال یہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں ذرا تبدیلی کر لیں کہ چونکہ سپیکر نے wind up کرنا ہوتا ہے اس لئے اس کا بیٹھنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ (قہقہے)

جناب محمد معین وٹو: جناب سپیکر! آج کا اجلاس ایک لحاظ سے بڑا دلچسپ بھی رہا اور Leader of the House بھی یہاں تشریف لائے، پھر میں نے پہلی دفعہ Leader of the Opposition کو سنا، انہوں نے بھی بڑی تیاری سے بات کی آج چونکہ ضمنی بجٹ پر بحث کا دن ہے اور مجھے احساس ہے کہ ضمنی بجٹ اور سالانہ بجٹ کی نوعیت کا فرق یہ ہے کہ ضمنی بجٹ کی بحث کا نسبتاً limited scope ہے لیکن اس میں یہ بات ضرور مد نظر رکھی جاتی ہے کہ اس بحث میں ہم ان اخراجات کا تجزیہ اور احتساب کرتے ہیں جو سالانہ بجٹ کی planning میں نہیں آسکے تھے اس لئے کہ وہ ہنگامی صورتحال جب پیدا ہوتی ہے تو اس وقت وہ اخراجات کئے جاتے ہیں مگر دیکھنا یہ ہے کہ موجودہ حکومت نے جو ضمنی بجٹ پیش کیا ہے اور وزیر خزانہ صاحب نے جو عرق ریزی کی ہے اور جو اخراجات انھوں نے بتائے ہیں ان کی نوعیت کیا تھی۔ ان کی نوعیت یہ تھی کہ جو اخراجات بم دھماکے کے بعد فوری طور پر حکومت وقت کو وہاں پر جو لوگوں کا جانی ومالی نقصان ہوتا ہے ان لوگوں کی compensation کے لئے جو اخراجات اٹھائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ جو صورتحال گندم کی خریداری میں پیدا ہوئی کہ خوش قسمتی سے پچھلی دفعہ ہمارے ملک میں گندم ہماری ضرورت سے بھی زیادہ پیدا ہوئی اور حکومت کا جو target تھا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: House کا time ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب محمد معین وٹو: حکومت نے اس میں خواطر خواہ اضافہ کیا اور اس اضافے کے لئے یقیناً فوری طور پر رقوم کی فراہمی ضروری تھی، وہ رقوم اس لئے فراہم کی گئیں اور وہ اخراجات اس لئے اٹھائے گئے کہ اس میں کاشتکار کی بہتری کو ملحوظ خاطر رکھا گیا۔ اگر اس میں کاشتکار اور خاص طور پر غریب کاشتکار کو اس کی فصل کی قیمت نہ دی جاتی تو وہ بھی ملکی پیداوار میں آئندہ کے لئے ہمارے لئے اور ملک وصوبے کے لئے نقصان دہ ثابت ہو سکتی تھی اسی لئے ہنگامی طور پر چینی کی قلت ہوئی تو سبسڈی کے طور پر حکومت پنجاب کو مختلف اضلاع میں چینی کی purchase کے لئے رقوم فراہم کرنا پڑیں۔ میں خاص طور پر ذکر کروں گا کہ اس مد میں جو بڑی اہم ضرورت تھی جس کے لئے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے اور موجودہ حکومت نے جو اخراجات اٹھائے وہ صحت کے شعبہ میں تھے۔ جیسا کہ بہاولنگر میں نابینا لوگوں کے علاج کے لئے ایک ہسپتال کی تعمیر تھی، الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں تھا اور وہاں کارڈیالوجی ہسپتال بھی تعمیر کیا گیا۔ یہ وہ اخراجات ہیں جو سالانہ بجٹ میں نہیں تھے بلکہ ضمنی بجٹ میں تھے۔

جناب سپیکر! میں خاص طور پر یہ ذکر کرنا چاہوں گا کہ جو اخراجات ان شہیدوں کے لئے کئے گئے کہ جنھوں نے دہشتگردی کا مقابلہ کرتے ہوئے جام شہادت نوش کیا اور اپنے فرائض کی ادائیگی کی۔ میں اس موقع پر اس بات کا ذکر کرنا چاہوں گا کہ جناح ہسپتال میں جو واقعہ پیش آیا وہاں میرے حلقہ کے ایک نوجوان غلام احمد نے جام شہادت نوش کیا اور اپنی ذمہ داری اور فرض کو نبھاتے ہوئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا۔ وہ ایک غریب خاندان سے تعلق رکھتا تھا اور وزیر اعلیٰ صاحب کو میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے فوری طور پر اس کے گھر دورافتادہ بارڈر ایریا میں جا کر نہ صرف ان کی حوصلہ افزائی کی، ان سے تعزیت کی بلکہ انھوں نے 30لاکھ روپے کی گرانٹ اس کی بیوہ کو دی، 12لاکھ روپے اس کے بچوں کو دیئے، اس کے بچوں کی تعلیم کو مفت کیا، اس کے بھائی کو ملازمت دی اور اس کے نام پر وہاں ایک سڑک منسوب کی۔ وہاں اس کے گاؤں میں ایک سکول منظور کیا تو یہ وہ اخراجات ہیں جو ضمنی بجٹ میں خرچ کئے گئے جس کی تفصیل ضمنی بجٹ میں ہے پھر وزیر اعلیٰ صاحب کا یہ حکم تھا کہ میں جس جگہ پر جاؤں وہاں پر کوئی tent نہیں ہونا چاہیئے جن حالات میں وہ لوگ رہ رہے ہیں ان کی جو صورتحال ہے میں وہاں اسی طرح سادگی میں جانا چاہتا ہوں۔ یہ باتیں وہ ہیں جو اُن کے wisdom and vision کی ترجمانی کرتی ہیں اور جو اُن کے اندر درددل ہے اس کی ترجمانی کرتی ہیں کہ انھوں نے وہ اخراجات نہیں کئے جو وزیر اعلیٰ کی شان وشوکت پر خرچ ہوں اور جو وزیر اعلیٰ کے استقبال پر خرچ ہوں۔ انھوں نے وہ اخراجات کئے ہیں جن سے کسی غریب کی فلاح وبہبود کا کام ہو سکتا ہے، جن سے کسی غریب کی خوشحالی ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر! TEVTA کے جہاں پر training institutes ہیں وہاں طالبعلم اپنے اخراجات سے خود فیسیں دے کر پڑھا کرتے تھے، وزیر اعلیٰ صاحب نے ان تمام طالبعلموں کے اخراجات اور ان تمام کی فیسیں معاف کر دیں اور ان کے اخراجات حکومت پنجاب نے اٹھا لئے، اس ضمنی بجٹ میں ان اخراجات کا ذکر ہے۔ اس کے علاوہ جو غریب طلبہ جنھوں نے نمایاں پوزیشنیں حاصل کیں ان پر بھاری رقوم حکومت کی طرف سے حوصلہ افزائی کے لئے خرچ کی گئیں۔ میں اعدادوشمار میں نہیں جانا چاہتا لیکن دیکھنا یہ ہے کہ یہ جو اخراجات اٹھائے گئے ہیں کیا ان میں عوام کی اور غریب کی فلاح وبہبود کے بارے میں سوچا گیا ہے یا نہیں سوچا گیا یا یہ اخراجات جو اٹھائے گئے ہیں کیا یہ فضول خرچی کے زمرے میں آتے

ہیں یا ہنگامی صورتحال سے نبرد آزما ہونے کے زمرے میں آتے ہیں؟ ہمارا صوبہ جسے بد قسمتی سے اس وقت دہشتگر دی کا مقابلہ ہے، یہاں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال ناگفتہ بہ ہے، جہاں ایسی صورتحال ہو وہاں یقیناً پیداواری یونٹ بھی کام نہیں کر سکتے اس لئے لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو یا عوام کو تحفظ دینے کے لئے جتنے بھی اخراجات کئے جائیں وہ میں سمجھتا ہوں کہ عوام کی بنیادی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ہیں۔ وہ جو غریب کی خوشحالی کے لئے اخراجات اٹھائے جائیں وہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ قانون اور آئین کے مطابق ہیں جیسا کہ میرے دوستوں نے آرٹیکل 124 کا ذکر کیا اس میں بھی یہی ذکر کیا گیا ہے کہ آرٹیکل 124 حکومت وقت کو ضمنی بجٹ کا اختیار دیتا ہے تا کہ جو اخراجات فوری نوعیت کے یا بغیر بجٹ میں ذکر کئے جن کی ضرورت پیش آتی ہے وہ اخرجات حکومت وقت اٹھا سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا یہ جو ضمنی بجٹ ہے یہ سو فیصدی justified ہے۔ میں اس لئے justified کہہ رہا ہوں کہ جو ضروریات پیش آئیں ان کو پورا کرنا انتہائی ضروری تھا۔ اگر سستی روٹی کے لئے فنڈز فراہم کئے گئے ہیں تو وہ بھی میں سمجھتا ہوں کہ غریب کی فلاح و بہبود کے لئے، غریب کی خوشحالی کے لئے اور عام آدمی کو فائدہ دینے کے لئے یہ خراجات اٹھائے گئے ہیں۔ شکریہ۔ بہت مہربانی

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

راجہ شوکت عزیز بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! میرے چند دوستوں نے ضمنی بجٹ کی کتاب پر اعتراض کیا ہے لیکن چونکہ بجٹ 11-2010 کی پرنٹنگ کے ساتھ اس کتاب کی پرنٹنگ ہوئی ہے اس وجہ سے اس کے outer title پر 11-2010 لکھا ہے۔ ضمنی بجٹ running financial year کا ہوتا ہے اور اس کتاب کے صفحہ نمبر 3 پر 10-2009 لکھا ہوا موجود ہے۔ میرے جن دوستوں نے اعتراض کیا ہے شاید انھوں نے اس پر غور نہیں کیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ رائے محمد اسلم کھرل صاحب!

رائے محمد اسلم خان: شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! جیسا کہ دوستوں نے کہا کہ ضمنی بجٹ جو اخراجات کرنے کے بعد approval کے لئے پیش ہوتا ہے اور یہ اس لئے ضروری ہوتا ہے کہ بہت سے ایمرجنسی اور ناگہانی صورتحال کی وجہ سے جو فنڈز بجٹ میں مختص رقوم سے زیادہ خرچ کر دیئے جاتے ہیں ان کی approval کے لئے ہوتا ہے۔ موجودہ ضمنی بجٹ میں بھی بہت سی ایسی اہم اور ضروری چیزوں کے لئے فنڈز خرچ کئے گئے جس میں گندم کی خرید کے لئے بنکوں سے قرضہ جات حاصل کئے گئے اور اُس مد میں زیادہ رقم خرچ کر دی گئی۔ جیسے میرے بھائی کہہ رہے ہیں کہ ذہین طلباء کی حوصلہ افزائی یا اور بہت سی ایسی ضروری چیزیں تھیں، جن کے لئے فنڈز خرچ کر دیئے گئے۔ دہشتگردی صرف صوبہ نہیں بلکہ پورے ملک میں ہو رہی ہے اس کی وجہ سے ایسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں کہ ایمرجنسی رقوم خرچ کرنی پڑتی ہیں۔ ان شہدا کے ورثاء کی حوصلہ افزائی کے لئے جنہوں نے دہشت گردی کے دوران ہماری حفاظت کرتے ہوئے، صوبہ اور ملک و قوم کی حفاظت کرتے ہوئے اپنی جانوں کے نذرانے دیئے، اُن کے لئے زائد پیسے خرچ ہوئے۔ اس بجٹ میں زیادہ تر مدات میں جو اضافہ کیا گیا ہے وہ اس قسم کی رقوم تھیں جو بہت ضروری تھیں جیسے غریب عوام کی خدمت اور صوبہ کا نظم و نسق چلانے کے لئے تھیں۔

جناب سپیکر! کچھ رقوم ترقیاتی بجٹ کا حصہ کاٹ کر اور عوام کے فلاحی کاموں کا حصہ کاٹ کر استعمال کر لی گئیں۔ بجٹ بنانے والی وہ قوتیں جو 1947 سے لے کر آج تک صوبہ کے وسائل اور اختیارات پر قابض ہیں انہوں نے اپنے مفادات کی خاطر جو رقوم خرچ کی ہیں اُس کے لئے میں عرض کرتا چلوں کہ پہلے بجٹ بھی انہوں نے ہی بنایا تھا لیکن اس وقت ان مدات میں زیادہ رقم رکھ لیتے اور اپنی پلاننگ درست کر لیتے۔ میری گزارش صرف اتنی سی ہے کہ خدارا اضافی رقم خرچ کرتے وقت یہ خیال ضرور رکھ لیا کریں کہ ہمارے ترقیاتی بجٹ اور دوسرے عوامی فلاحی کاموں سے کمی کر کے بیوروکریٹس کے گھر اور دفاتر کی آرائش نہ ہوتی رہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو بھی سیاسی جمہوری حکومت آئی ہے تو پاکستان کے قیام کے بعد اب تک اس ایوان میں جتنے بجٹ پیش ہوئے ہیں ان کے مختص کردہ ترقیاتی فنڈز اگر اس خطہ میں ایمانداری سے صرف ہو جاتے تو آج پنجاب کا نقشہ اور پنجاب کی حالت زار یہ نہ ہوتی۔ میں اس دفعہ بھی کہتا ہوں کہ 193۔ارب کے ریکارڈ ترقیاتی فنڈز ترقیاتی کاموں کے لئے

رکھے گئے ہیں لیکن جب وہ قوتیں وہ لوگ اپنی قلم کی ایک جنبش سے پتا نہیں کن اندھیروں میں دھکیل دیتے ہیں تو وہ اصل فنڈز کا نقصان ہے۔ اس سے یہ نقصان ہمارے صوبہ کا نہیں بلکہ پورے ملک کا ہو رہا ہے۔ یہ practice صرف ہمارے پنجاب میں نہیں بلکہ پورے پاکستان میں ہو رہی ہے چاہے کسی بھی پارٹی کی حکومت ہو یہ practice ہو رہی ہے۔ میں سابقا حکومت پر اور نہ موجودہ حکومت پر تنقید کرتا ہوں کیونکہ ہم وہ خامیاں موجودہ حکومت میں ان تین سالوں میں بھی دُور نہیں کر سکے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! صرف اتنی گزارش ہے کہ بجٹ بناتے وقت اور ان مدات میں خرچ کرتے وقت سیاسی لوگوں اور Parliamentarians کی نمائندگی ہو تا کہ انہیں احساس ہو کہ یہ ملک ہمارے سیاستدانوں نے عوام کی بہتری کے لئے بنایا تھا اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے نظریہ کے مطابق بنایا تھا، صرف سول یا ملٹری بیوروکریٹس کے لئے نہیں بنایا تھا۔ میری تو صرف اتنی سی استدعا ہے کہ یہ اسمبلیاں صرف بجٹ پاس کرنے کے لئے ہی نہ رہ جائیں، صرف rubber stamps ہی نہ رہ جائیں بلکہ اس صوبہ اور ملک کا بجٹ بناتے وقت بھی سیاسی لوگوں کا عمل دخل ہو اور اس کے تصرف میں بھی نمائندگان کا عمل دخل ہو تو انشاء اللہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اعتراضات جو House میں بجٹ بحث کے دوران ہوتے رہے ہیں وہ نہیں ہوں گے۔ جس طرح وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب کی قیادت اور وزیر اعظم پاکستان سید یوسف رضا گیلانی کی قیادت میں بہت ساری تبدیلیاں آئی ہیں اور ملک اور صوبہ ترقی کی راہ پر چلا ہے انشاء اللہ اس سے بہت change آئے گی۔ جو خامیاں اور غلطیاں غیر منتخب لوگ ہم سے کرواتے ہیں تو جب ان میں منتخب نمائندوں کا عمل دخل ہو گا تو انشاء اللہ یہ چیزیں بھی ختم ہو جائیں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ کی تقریر بھی ختم ہو جائے گی کیونکہ ٹائم ہو گیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! صوبائی حکومت کی طرح اب ضلعی حکومتوں میں بھی یہی عالم ہے کہ ضلع کونسل کے ایوانوں نے جو بجٹ منظور کئے تھے اُن میں بھی تبدیلی آئی ہے۔ اب 2010-11 کے لئے جو بجٹ وہ بنا رہے ہیں اُن میں بھی ترقیاتی کاموں کے لئے کوئی رقوم نہیں رکھی جا رہیں کیونکہ وہاں پر بھی افسران کے بنگلے ہی تعمیر ہو رہے ہیں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، عامر سلطان چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں نے لکھوایا تو کل تھا کہ شاید جلدی باری آجائے گی لیکن چلو کوئی بات نہیں۔ ایک دفعہ میں نے سوچا کہ چلا جاؤں پھر میں نے سوچا کہ تھوڑی سی ریکارڈ پر بات آجائے کہ میں نے بھی کوئی بات کر لی ہے کیونکہ سالانہ بجٹ پر بھی میں بات نہیں کر سکا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے آپ سے زیادہ میں نے یہ سوچا تھا لیکن آپ نے کہہ دیا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: ظاہر ہے کہ آپ کا فرض ہے بلکہ naturally ہم سب کا فرض ہے کیونکہ ہم منتخب ہو کر اسی کام کے لئے ہی آئے ہیں اور ہمیں عوام کی بہتری کے لئے ہی کام کرنا ہے۔ ضمنی بجٹ کا جو مفہوم لیا جاتا ہے وہ یہی لیا جاتا ہے کہ وہ اخراجات جو حکومت اپنے سالانہ بجٹ میں نہ کر پا رہی ہو یا منظور نہ ہوئے ہوں، اس کی منظوری آئندہ اگلے سال میں لی جاتی ہے۔ دیکھا جائے تو اس 153.67 بلین روپے کے اتنے بڑے حجم کے ضمنی بجٹ کی منظوری لینا میرے حساب سے پنجاب کی دس کروڑ آبادی کے ساتھ ناانصافی ہے کیونکہ یہ planning ہونی چاہئے۔ پچھلے سال جب بجٹ پیش ہوا تو یہ پورا plan آنا چاہئے تھا ہاں اگر کچھ ایسے واقعات سرزد ہوئے جو کہ beyond the means ہیں جن پر ہم کچھ کر نہیں پا رہے تھے جیسا کہ خودکش حملے یا ایسے اور واقعات ہیں تو ان کی اجازت تو دے دی جائے اور ہو جائے لیکن بہت سارے ایسے اخراجات جو کہ نہ ہونے والے تھے اور جن کی planning اس بجٹ میں پہلے ہی ہو جانی چاہئے تھی انہیں supplementary budget میں منظور کروانے کی سمجھ مجھے یہی آئی ہے کہ ہمیشہ planning کاغذات میں بنتی ہے اور اس پر کوئی عمل نہیں ہو پاتا اور اس سال بھی ہم نے جو دعوے کئے ہیں تو نظر یہی آ رہا ہے کہ جس طرح پچھلے سال وہ دعوے ادھورے کے ادھورے اور کاغذوں پر ہی رہ گئے تو مجھے یہی لگتا ہے کہ امسال کے بجٹ کے بھی مختلف دعوے اور ترقیاتی سکیموں اور جنوبی پنجاب کے حوالے سے پیش کئے گئے اعداد و شمار سے متعلق میرا خدشہ ہے کہ یہ بھی پچھلے سال کی

طرح ادھورے ہی رہ جائیں گے اور داستان ہی بنے گی اور ذکر ہی رہ جائے گا لیکن عمل شاید نہ ہو پائے گا۔

اگر دیکھا جائے تو 102۔ارب روپے کا charge claim کیا جا رہا ہے یعنی اس کی منظوری supplementary budget میں لی جا رہی ہے اور اگر ہم غور کریں تو ہماری بہت ساری رقم یعنی 81۔ارب روپے قرضوں کی سود کی واپسی پر ہم نے لٹا دیئے ہیں۔ پنجاب کی عوام کے خون پسینے کی کمائی کو اس کی فلاح و بہبود پر خرچ کرنے کی بجائے ہم نے اسے قرضوں کے سود کی ادائیگی پر لگا دیا ہے اور تو اور ہم نے markup to the، کمرشل بنک 13۔ارب 80 کروڑ روپیہ کمرشل بنک کے markup پر بھی دے دیا ہے کیوں؟ کیونکہ سٹیٹ بنک جو کہ سستے شرح سود پر ہمیں رقم فراہم کرتا ہے، اس نے جواب دے دیا تھا اس لئے کہ ان کا overdraft ہو گیا تھا۔ انہوں نے جواب دے دیا تھا کہ ہم آپ کو پیسے نہیں دے سکیں گے تو انہوں نے کمرشل بنکوں سے بھاری سود پر پیسے لے کر پنجاب کی دھرتی کے غریبوں پر ظلم کیا ہے جس کے یہ لوگ آج دعویدار ہیں اور اس کے لئے یہ اپنے آپ کو خادم اعلیٰ کہلاتے ہیں۔ میں تو کہوں گا کہ یہ کیسی خدمت ہے؟ یہ پنجابی خدمت گار اپنے ہی صوبہ سے کیسی زیادتی کر رہے ہیں کہ انہوں نے پنجاب کا پیسا سود اور قرضوں پر لٹا دیا ہے اور اس کے علاوہ 20۔ارب 18 کروڑ روپیہ سٹیٹ بنک کے پاس block accounts کی مد پر سود دے دیا گیا ہے جو block accounts تھا اس کی مد پر بھی 20۔ارب 18 کروڑ روپے سود کی نذر ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر! یہ حال ہے ہمارا تو پھر کیسی good governance، کیا یہ good governance کے دعوے ہیں؟ ایک دفعہ ہم کہتے ہیں کہ ہم good governance لائیں گے۔ ہم اس صوبہ کو مزید ترقی دیں گے اور پچھلے دس سال کا رونا روتے ہیں، پچھلے پانچ سال کی پرویز الٰہی صاحب کی حکومت کا رونا روتے ہیں کہ انہوں نے اس صوبہ کو لوٹا، انہوں نے اس صوبہ کے ساتھ زیادتی کی اور اپنی تعریفیں کرتے ہیں تو یہ documents یہی بتاتے ہیں کہ یہ بھی اس حمام میں کسی سے ڈھکے چھپے نہیں ہیں اور یہ بھی اسی طرح ننگے ہیں اگر یہ دوسروں پر الزام لگاتے ہیں۔ ان کی کارکردگی کی سزا اگر انہیں ملی تو انشاء اللہ تعالیٰ انہیں بھی اپنی کارکردگی کی سزا عوام آئندہ آنے والے elections میں دیں گے۔

جناب سپیکر! اگر دیکھا جائے تو گندم کی خریداری کے لئے سالانہ بجٹ میں 95۔ارب20 کروڑ روپے رکھے گئے تھے لیکن 145۔ارب86 کروڑ روپے اس پر اخراجات آ گئے۔ کیا ہم نے plan نہیں کیا تھا کہ کتنے اخراجات آئیں گے، کیا اندھا دھند ہی ہم یہ بجٹ بنا دیتے ہیں؟ پھر یہ کاغذوں کا ہی گورکھ دھندہ ہے جو کہ ہم بیان کرتے ہیں اور خوبصورت تقاریر کر کے اپنے گھروں کو چلے جاتے ہیں۔ گندم کی خریداری اچھی بات ہے، کرنی چاہئے تھی لیکن پورا plane ہونا چاہئے تھا اور اسے سالانہ بجٹ میں منظور کروانا چاہئے لیکن اس کے اخراجات زیادہ کر دیئے گئے اور کہا گیا کہ ہم دانہ دانہ خریدیں گے۔ آج کسان کا کیا حال ہوا ہے، جائیں، پوچھیں، دیکھیں کہ کیا کسان سے گندم کا دانہ دانہ خریدا گیا ہے؟ جس کے یہ دعویدار ہیں مجھے امید ہے کہ اس کا احتساب بھی آئندہ الیکشن میں ہو گا اور کسان اپنے ووٹ کی طاقت سے بتائے گا کہ کیا اس کا دانہ دانہ خریدا گیا ہے کہ نہیں؟

جناب سپیکر! state trading in food grain and sugar یعنی اس کی خریداری پر بھی supply & demand پر بھی 36۔ارب charged، جو ہم سے لیا جا رہا ہے وہ 13۔ارب80 کروڑ ہے تو sugar کی خریداری کی گئی؟ ہوا کیا کہ چینی کی قیمتیں بہت بڑھ گئی ہیں۔ یہ ملوں سے چینی اٹھا کر مارکیٹ میں لائے لیکن اسی چینی کو فروخت کر کے مل والوں کو حکومتی ریٹ یعنی -/46 روپے فی کلو گرام کے حساب سے واپس کیا گیا۔ پہلے ان سے ادھار پر چینی لے کر فروخت کی اور پھر وہی پیسا انہیں واپس کیا گیا لیکن اس کی مد پر خرچہ آ گیا اور کہتے ہیں کہ یہ خرچہ اس لئے آ گیا کہ اس پر ہم نے خریداری کر کے پنجاب کے 16 اضلاع میں رمضان بازار کے لئے transportation پر خرچہ آ گیا۔ اس پر تو خرچہ آنا ہی نہیں چاہئے تھا کیونکہ یہ تو ملوں سے زبردستی اٹھائی گئی تھی اور اٹھا کر مارکیٹ میں سستے داموں فروخت کی گئی اور فروخت کر کے انہیں ان کا پیسا واپس کیا گیا تھا تو اس پر خرچہ کہاں سے آ گیا، خرچہ کیوں کر دیا گیا؟ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ اس صوبہ کے ساتھ کیا ہو رہا ہے، اگر اس پر خرچہ کر دیا گیا اور وہ اتنی ہی اچھی چیز تھی تو اس سال بھی تو چینی مہنگی ہو گئی ہے تو اس سال یہ سکیم کیوں نہیں رائج کی جا رہی کیونکہ انہیں پتا ہے کہ پچھلے سال اس صوبہ کے ساتھ کیا گورکھ دھندہ کیا اور کیا کچھ ہوا اس لئے اس وجہ سے چینی کی اس سال خریداری نہیں کی جا رہی، اس سال بھی تو چینی اسی طرح مہنگی ہے اور اس سال بھی -/64 سے -/70 روپے فی کلو گرام مارکیٹ میں دستیاب ہے۔ اس سال چینی ملوں سے زبردستی اٹھا کر ان غریبوں

کو کیوں نہیں دی گئی بلکہ اس سال یہ سکیم بند کر دی گئی۔ ایک جیتی جاگتی یہ مثال ہے کہ پچھلے سال بڑی گاڑیوں پر luxury tax لگا دیا اور اس سال پھر واپس لے لیا۔ پہلے پچھلے سال لگایا کیوں تھا جو اس سال واپس لے لیا حالانکہ اصولی طور پر 30-06-2010 تک جنہوں نے گاڑیاں خریدی ہیں ان پر luxury tax لازم ہے لیکن دیکھ لیجئے گا کہ ان سے luxury tax نہیں لیا جائے گا صرف زبردستی ڈاکا ڈالا گیا اور لوگوں سے کھینچ کر لے لیا گیا اور اپنی recovery show کر لی گئی کہ ہم نے بڑی recovery کی ہے اور ایکسائز والوں کو شاباش کے نام پر بڑے انعامات دیئے گئے کہ آپ نے بڑی اچھی recovery کی لیکن یہ نہیں دیکھا کہ جتنی انہوں نے recovery کی اس سے زیادہ تو اخبارات میں اشتہاروں پر لگا دیا۔ کیا یہ اس صوبہ کے ساتھ زیادتی نہیں ہے، کیا یہ اس صوبہ کے غریب عوام کے ساتھ انہونی نہیں ہو رہی؟

جناب سپیکر! میں تو پھر یہی کہوں گا کہ یہ بڑے دعویدار ہیں کہ ہم نے دہشت گردی کو روکا ہے، ہم نے پولیس کو بڑے فنڈز دیئے ہیں اور صوبہ میں امن و امان کی صورتحال بہتر کر دی ہے لیکن تھانہ کلچر کا کیا حال ہے، کیا آج رشوت پچھلے دور سے کم ہو گئی ہے اور کیا آج ایک شریف آدمی تھانے میں جاتے ہوئے خوشی محسوس کرتا ہے؟ یقین مانئے کہ ہم بھی کم از کم آج تھانیدار کو فون کرتے ہوئے شرماتے ہیں اور شرم آتی ہے کہ ہم نے جب فون کرنا ہے تو اس نے سفارش بھی ماننی ہے اور انہی سے دگنی رشوت بھی لینی ہے تو کیا یہ کچھ نہیں ہو رہا؟

جناب سپیکر! یہ دہشت گردی روکنے چلے ہیں اور دہشت گردی کا شکار ہونے والوں کو تو فنڈز دیئے جاتے ہیں لیکن انہوں نے 5۔ارب روپے عیاشیوں پر اڑا دیئے ہیں اور انہوں نے اس پیسے کو اپنا پیسا سمجھ کر مختلف این جی اوز اور اداروں یہاں تک کہ وکلاء برادری کو خریدنے کے لئے District Bars کو فنڈز دے دیئے گئے اور آج یہ وفاقی حکومت پر الزام لگاتے ہیں کہ وفاقی حکومت کے وزیر وکلاء کو خرید رہے ہیں اور وہ پیسے بانٹ رہے ہیں تو پنجاب حکومت کے supplementary budget میں بھی آ رہا ہے کہ انہوں نے ڈسٹرکٹ بار کو خریدنے کے لئے رقم مخصوص کی اور ڈسٹرکٹ بار کو فنڈز دیئے گئے۔ انہوں نے چھ organizations جو مرکز طیبہ مریدکے ہیں ان کو بھی فنڈ دیئے ہیں۔ ایک جگہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم صوبہ سے دہشتگردی ختم کر رہے ہیں اور دوسری جگہ مرکز طیبہ مریدکے کو فنڈز دیئے جا رہے ہیں۔ یہ قول و فعل میں تضاد نہیں ہے تو پھر کیا ہے؟ کاش کہ یہ پیسا تعلیم، صحت، زراعت،

آبپاشی، لائیوسٹاک اور ہاؤسنگ ڈویلپمنٹ پر خرچ کر دیتے تو بہتر ہوتا۔ ان سکیموں پر خرچ کیا جاتا اور ان کو organize کیا جاتا۔ انہوں نے non development پر خرچ کر کے اس صوبہ کے ساتھ انتہائی زیادتی کی ہے اور تو اور اگر دیکھا جائے تو پچھلے سال انہوں نے بڑا دعویٰ کیا تھا کہ ہم نے 175۔ارب روپے کا ADP بنایا اور اس کو ہم نے تین سالہ mid term budgetary framework پر رکھا ہوا ہے لیکن انہوں نے کیا کیا کہ وہی رقم جو پچھلے سال تھی کہ یہ 10-2009 پر خرچ ہوگی اور یہ 11-2010 پر خرچ ہوگی آج انہی رقموں کو تبدیل کر دیا گیا ہے۔ مثلاً کسی سکیم پر انہوں نے اس سال پچاس کروڑ روپے خرچ کرنے تھے تو انہوں نے پچاس کی بجائے دس کروڑ روپیہ show کیا ہوا تھا۔ یعنی اس کو بھی revise کر لیا گیا اور اس بجٹ پر 134۔ارب پر revise کر کے لے گئے۔ ان savings سے انہوں نے block allocation پر پیسے رکھ کر اس سال ضمنی بجٹ کی نئی سکیمیں ڈال دیں۔ کہتے ہیں کہ ہم نے savings سے ڈال دیں۔ Savings کون سی ہوئیں؟ یہ وہی savings ہیں جو آپ نے annual budget میں 175۔ارب روپے رکھا تھا اس کو 134۔ارب کیا وہ اب savings میں لے گئے ہیں اور اپنا کارنامہ سرانجام دے رہے ہیں کہ وہ ہم نے savings کر دی ہیں۔ واہ بھئی واہ، کیا کہنے ہیں، کیا اس حکومت کے کہنے ہیں۔ بس میں یہی کہوں گا کہ خدارا اپنے قول و فعل میں تضاد مت لاؤ۔ خدارا جو بیان اس اسمبلی میں کرتے ہیں اور جو on the floor of the House بات کرتے ہیں اس پر عمل کر کے بھی دکھائیں تو یقیناً آپ لوگوں کا گراف بڑھے گا۔ آپ لوگوں کا گراف کیوں گر رہا ہے؟ آج ضمنی الیکشن اس کی گواہی دیتے ہیں جس پارٹی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کا ووٹ بنک کم ہو گیا آج وہ پارٹی ان کے برابر کی سطح پر آتی ہوئی نظر آ رہی ہے جسے یہ گالیاں دیتے تھے، جس پر یہ انگلیاں اٹھاتے تھے آج وہی پارٹی برابر ہوتی ہوئی نظر آ رہی ہے لیکن ان کے قول و فعل میں بھی تضاد ہے۔ ایک طرف انہی کی پارٹی کا وزیر خزانہ سستی روٹی اور بجٹ کی تعریف کر رہا ہے اور دوسری جگہ انہی کا گورنر ان سب پر تنقید کر رہا ہے۔ یہاں ان کے ممبران میں سے کوئی تعریف کرتا ہے اور کوئی تنقید کرتا ہے۔ میں تو کہوں گا کہ یہ سارے کا سارا گورکھ دھندا ہے۔ خدارا اس طرف اسمبلی کو مت لے کر جائیں کہ کل کو پھر وہ آ جائے اور کہے کہ آرڈر، آرڈر، اسمبلی کی مدت ختم ہو گئی ہے۔ یہ سارے کے سارے corrupt تھے، ان کا احتساب ہونا چاہئے، ان کو نیب arrest کرے اور ان کو اندر بھیج دیا جائے کیونکہ ان لوگوں نے اس ملک کا بیڑا غرق کیا ہے۔ خدارا

ان لوگوں کو موقع مت دیجئے۔ ہم خود ان لوگوں کو موقع فراہم کر رہے ہیں، ہم خود ان لوگوں کو موقع دے رہے ہیں کہ وہ آئیں۔ مجھے لگتا ہے کہ وہ اس وقت ہمارے بہت قریب آ چکے ہیں، وہ عنقریب شب خون ماریں گے۔ دیکھ لیجئے گا میں دعوے سے کہتا ہوں، یہ میری بات آج ریکارڈ پر بھی ہو گی اور آپ میری بات اس وقت ضرور سنئے گا جب وہ شب خون ماریں گے۔ وہ عنقریب شب خون ماریں گے اور آپ لوگوں کو پتا اس وقت چلے گا جب آپ اس وقت دیکھیں گے۔ پھر پتا چلے گا کہ آپ لوگوں کے ساتھ کیا زیادتی ہوئی ہے۔ یہاں پر Department China Bureau Commerce Investment بنایا گیا، یہاں پر Investment and Trade Establishment of Punjab Board of بنایا گیا وہ کیوں بنایا گیا وہ اس لئے بنایا گیا کہ انڈسٹری ترقی کرے اور یہاں کے لوگوں کو روزگار کے مواقع ملیں لیکن اس کا جیتا جاگتا ثبوت یہ ہے کہ یہاں پر خودکشیاں ہو رہی ہیں، لوگ بھوکے مر رہے ہیں اور یہاں پر آج اسی حکومت کے ایک وزیر نے ہاتھ باندھ کر اپنے خادم اعلیٰ اور اپنے پنجابی خدمت گار سے کیا کچھ مانگا ہے۔ انہوں نے یہی مانگا ہے کہ یہ خودکشیاں کیوں ہو رہی ہیں؟ اگر یہ صحیح معنوں میں صرف کاغذوں میں ہی نہیں بلکہ عملی طور پر یہ محکمے کام کر رہے ہوتے، لوگوں کو روزگار دے رہے ہوتے، investment کر رہے ہوتے اور انڈسٹری ترقی کر رہی ہوتی تو شاید یہ معاملات نہ ہوتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چیمہ صاحب! بہت شکریہ

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نیازی صاحب!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! عامر سلطان چیمہ صاحب نے بات کی کہ اب کوئی شب خون مارے گا۔ انہوں نے ایک ناامیدی والی بات کی ہے۔ میں یہ بات on the floor of the House کرنا چاہتا ہوں کہ اب وہ زمانے گئے جب کوئی بوٹوں والا اٹھ کر اس ملک کے اندر شب خون مارتا تھا۔ اب عوام جاگ چکی ہے، اب اگر کوئی شب خون مارنے کی کوشش کرے گا تو اس ملک کے عوام اور ہم سب لوگ انہیں خون خون کر دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ میاں محمد رفیق!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کا بے حد شکریہ کہ بالآخر میری باری آ ہی گئی۔ کل جب نام مانگے گئے تھے تو میں دوسرا آدمی تھا جس نے اپنا نام لکھوایا تھا۔ میں شروع کرتا ہوں اس بات سے کہ آج صبح سید حسن مرتضیٰ صاحب نے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آج آپ نے کھل کر بات کرنی ہے۔ چیف منسٹر صاحب نہیں بیٹھے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں نے اسی حوالے سے بات کرنی ہے۔ انہوں نے بیوروکریسی کی شاہ خرچیوں پر بات کی تھی تو میری گزارش یہ ہے کہ شاہ خرچیوں اور ملکی وسائل کا ونڈ تو اس طرح سے ہے کہ ملک کے 90 فیصد طبقات کے حصے میں قومی دولت کا صرف 10 فیصد حصہ آتا ہے جبکہ 10 فیصد طبقات کے حصے میں قومی وسائل کا 90 فیصد حصہ آتا ہے اسی لئے شاید ایک شاعر نے یہ بات کہی تھی، طعنہ دے کر بات کی تھی اور یہ غیر منصفانہ تقسیم کے بارے میں تھی

ایک شہنشاہ نے دولت کا سہارا لے کر
ہم غریبوں کی محبت کا اڑایا ہے مذاق

آج اقلیتی ممبران اسمبلی نے احتجاج کیا تھا کہ ان کو وزیراعلیٰ کے خصوصی فنڈز سے حصہ نہیں ملتا۔ اس پر بھی سید حسن مرتضیٰ نے ان کی حمایت میں بات کی تھی کہ وہ ان کو بہت اچھے لگتے ہیں صرف اس لئے کہ کربلا شہداء کے ساتھ ایک مسیحی بھی شہید ہوا تھا۔ میں صرف یہی ایک وجہ نہیں سمجھتا بلکہ مجھے اقلیتیوں کے ساتھ ان سے بھی زیادہ ہمدردی ہے۔ میں ہمیشہ اقلیتی ممبران کے ساتھ اور اقلیتی آبادیوں کے ساتھ کھڑا رہتا ہوں اس لئے کہ یہ پاکستانی ہیں اس لئے کہ یہ پاکستانی شہری ہیں اور اس لئے کہ آئین پاکستان ان کو برابر کے حقوق دیتا ہے no discrimination, no disparity۔ میں بھی انہی کی طرح سے محروم ہوں کہ میرے لئے بھی وزیراعلیٰ صاحب کے خصوصی فنڈز سے ایک پیسے کی بھی سکیم منظور نہیں ہوئی ہے۔ جانے وہ کیسے لوگ تھے جن کو وزیراعلیٰ کے خصوصی فنڈ سے مراعات ملیں۔ میں اپنے بارے میں صرف ایک ہی بات کہوں گا کہ:

آپ سے بلایا نہ گیا ہم سے آیا نہ گیا
فاصلہ پیار میں دونوں سے گھٹایا نہ گیا

شاید اسی لئے میں بھی ان خصوصی فنڈ سے محروم ہوں۔ اب میں تھوڑی سی بات اپنے ٹوبہ ٹیک سنگھ کے بارے میں کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! ٹوبہ ٹیک سنگھ ایک نہایت پسماندہ غریب ضلع ہے، ایک دو بڑے زمیندار ہیں، ایک دو سرمایہ دار ہیں، کچھ لوگ بیرون ملک گئے ہوئے ہیں جو خوشحال ہیں باقی تمام آبادی بد حال ہے اس لئے وہاں پر تمام چھوٹے کاشتکار ہیں کوئی ایک ایکڑ، کوئی ڈیڑھ ایکڑ اور کوئی آدھ ایکڑ کا زمیندار ہے، کوئی آدھے مربع اور شاید کوئی اس سے آگے کچھ لوگ ہوں۔ یہ brackish area ہے، وہاں پر نہری پانی پہنچتا نہیں اور زیر زمین پانی کڑوا ہے اور بھاگٹ سب ڈویژن سے ہمیں پانی ملتا ہے وہ لوئر چناب سسٹم کی ٹیل کا ہیڈ ہے اور خانکی ہیڈ سے لے کر بھاگٹ کے درمیان میں جتنے ہیڈ آتے ہیں وہ بھاگٹ کا پانی چوری کرتے ہیں اور اس بات کے کمشنر صاحب گواہ ہیں۔ میں نے وہاں پر 45 کھال کمیٹیوں کے چیئرمینوں کی محکمہ انہار کے افسران کے ساتھ میٹنگ کروائی اور ایس ای صاحب نے یہ تسلیم کیا کہ بھاگٹ کا پانی اوپر سے چوری ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! ٹوبہ ٹیک سنگھ ایک تو brackish water کا ضلع ہے اور زیر زمین پانی کڑوا ہے، ان کی ٹیلوں تک پانی نہیں پہنچتا ہے اور میرے حلقہ پی پی۔90 میں کمالیہ کا کچھ حصہ بھی شامل ہے جو Ravi belt کہلاتا ہے۔ یونین کونسل 73، یونین کونسل 74، یونین کونسل 75 بھی جنوبی پنجاب کی طرح محروم ہیں۔ وہاں پر پرائمری سکول، سڑکیں ہیں، بجلی اور نہ ہی دیگر سہولتیں ان کو میسر ہیں اور ٹیلوں تک بھی پانی نہیں پہنچتا۔

جناب سپیکر! میں نے کئی بار اس حوالے سے یہ بات کی تھی اور آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ جو directives میرے لئے جاری ہوئے تھے ان میں ایک DHQ ٹوبہ ٹیک سنگھ کی upgradation کا تھا، ایک directive ویٹرنری ہسپتال کے لئے تھا جو کہ یونین کونسل 73 کمالیہ میں میرے حلقہ پی پی۔90 کے ساتھ ہے اس کے لئے تھا اور گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول چک 343/G.B اور ہائر سیکنڈری کے لئے بھی directive تھا اس میں sufficient buildings کی upgradation

دو گاؤں کے لئے 323/G.B پرائمری تا مڈل اور گرلز پرائمری سکول تا مڈل سٹینڈرڈ اور گرلز مڈل سکول 339/G.B گاؤں پر ہائی سٹینڈرڈ sufficient buildings کے لئے directives جاری ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ کچھ water supply schemes ہیں جن کے two percent community share محکمہ کے account میں جمع ہیں۔

جناب سپیکر! یہ تمام directives جاری ہوئے لیکن ان تمام directives پر کوئی کام نہیں ہوا۔ میں یہ سمجھنے پر مجبور ہوں کہ شاید ان directives کو بھی پہیے لگانے پڑتے ہوں گے جو آگے چلیں اور فائلوں سے نکل کر آگے جائیں۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں کچھ نجکاری کے حوالے سے عرض کرنا چاہوں گا۔ میں ذہنی طور پر نجکاری کے خلاف ہوں۔ ایسی نجکاری جو منافع بخش ادارے ہوں ان کی نجکاری کرنا نہایت غلط ہے اور ملکی مفاد کے خلاف ہے۔ اب ایک نجکاری بورڈ جو زمینوں کی نجکاری کے حوالے سے بنایا گیا ہے۔ اس کے چیئرمین کو "گنگا جل کرا کے پوتر کر کے" نجکاری بورڈ کا چیئرمین بنایا گیا ہے اور خاص طور پر نہری بنگلے جو انگریز نے 1898 میں محکمہ آبپاشی کے حوالے کئے تھے وہاں پر افسران کے لئے دفتر بنائے اور ان کی رہائشی کالونیاں بنائیں جن میں ایس ڈی او، ضلعدار، اوورسیئر، تار بابو اور دوسرے ملازمین ان کے ساتھ قطعہ اراضی بھی تھے تاکہ سال بھر کے لئے اپنے جانوروں کے لئے چارہ بھی کاشت کریں اور دانہ دنکا کے لئے بھی استعمال کریں تو ان بنگلوں کو بھی گورنمنٹ کے نجکاری بورڈ نے بیچنے کا بندوبست کر دیا ہے۔ یہ ایسا نقصان ہو گا آپ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اب آپ wind up کر لیں، ٹائم ختم ہو گیا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں wind up کر رہا ہوں اور ادھر آپ نے آدھا گھنٹہ دیا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سب کو دس منٹ دے رہے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بالکل نہیں، دس منٹ نہیں تھے بلکہ چیمہ صاحب نے آدھا گھنٹہ بات کی ہے۔ ان بنگلوں کی کل کو جب ضرورت پڑے گی اور آپ کو پتا ہے کہ انگریز نے کاشتکاروں کے لئے یہ بنگلے کیوں بنائے تھے اس لئے بنائے تھے کہ محکمہ آبپاشی کے افسران کے دفاتر بھی بنگلوں میں ہوں گے تو

موقع پر ان کی ضرورتیں پوری ہوں گی۔ وہاں پر ایس ای، ضلعدار، اوورسیئر ہو گا اور اس کے ساتھ اب جو PIDA آیا ہے، PIDA کے دفاتر بھی بننے ہیں اور اس کے ساتھ میں یہ چاہوں گا کہ یہاں پر ایوان زراعت بنائے جائیں، اگر زراعت کو ترقی دینی ہے اور ان میں محکمہ زراعت کے جو agriculture officers ہیں ان کے دفتر بنائے جائیں، ان کی رہائش گاہیں بنائی جائیں، ان کو وہاں پر رہنے کے لئے پابند کیا جائے اور research centres بنائے جائیں، ہم لوگوں کو آئندہ جب کبھی ان ضروریات کے لئے زمین کی ضرورت پڑے گی تو یہ زمینیں نہیں ملیں گی تو تب جا کر ہمیں ان کی کمی کا احساس ہو گا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ جی، اب آگے پرویز رفیق صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

ڈیسک بجانے پر سید حسن مرتضیٰ کا بھی شکریہ۔ رفتہ رفتہ پہلے تو ہال خالی ہو گیا تھا اور مجھے یہ لگ رہا تھا کہ مجھے one to one تقریر کرنی پڑے گی اور تقریر one to one نہیں ہوتی بلکہ بات چیت ہوتی ہے۔ شکر ہے کہ چند احباب آ گئے ہیں اس طریقے سے بات کرنے کا کچھ فائدہ بھی ہو گا۔

جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ یہ supplementary budget ہے اور supplementary budget کے لئے سنا ہم نے یہی ہے کہ یہ نہیں ہونا چاہئے اور پہلے سے کوئی منصوبہ بندی ہونی چاہئے لیکن ہمارے ہاں یہ ہمیشہ ہی ہوتا ہے، یہ ہوتا رہے گا اور یہ اس لئے ہوتا رہے گا کہ ہم لوگ پہلے کر گزرتے ہیں اور سوچتے بعد میں ہیں۔ اگر ہم پہلے سوچ لیا کریں، منصوبہ بندی کر لیا کریں تو میرا خیال ہے کہ پھر بہتری آ سکتی ہے اور اس کے بعد جتنے شعبوں میں ہم نے اخراجات کرنے ہیں ان کی ضروریات کیا ہیں؟ اس کی مناسبت سے منصوبہ بندی کے ساتھ پھر بجٹ بھی ہو گا اور پھر اسی مناسبت سے پیسے بھی رکھے جائیں گے۔

جناب سپیکر! آپ کی توجہ چاہئے۔ میں ادھر دیکھ کر تو بات نہیں کرتی اور ادھر دیکھتی ہوں۔ میں یہ چاہتی ہوں کہ بہت سے عوامل ایسے ہیں جن پر ہم نے بعد میں سوچا۔ ابھی گزشتہ دو مہینوں سے میں نے University of Health Sciences کے لوگوں کے لئے اپنی تقریر میں بھی احتجاج کیا

اور میں نے انہیں یہ پیپر بھی پیش کیا اور میں بارہا اس پر بات کرتی رہی آخر کار آج ایک وزیر کو استعفیٰ دیتے ہوئے اور ہاتھ جوڑ کر یہ بات کرنی پڑی۔

جناب سپیکر: اسی طریقے سے میرے پیپروں میں ایک اور پیپر نکل آیا ہے، میں نے جب ایک وزیر کو روتے ہوئے اور استعفیٰ دیتے ہوئے دیکھا تو میں نے پھر کوشش کی ہے اور اسی طرح کی ایک درخواست اور بھی ہے۔ جب چنیوٹ کو نیا ضلع بنانے پر جو نیا دفتر شروع کیا گیا تھا اس میں 215 افراد کو بھرتی کیا گیا تھا جن کو فقط دو مہینے بعد نکال دیا گیا اور وہ بھی مال روڈ پر سراپا احتجاج ہیں، وہ بھی رو رہے ہیں اور شدید پریشانی کا شکار ہیں۔

جناب سپیکر! جب کسی انسان کو نوکری ملتی ہے تو اس کے لئے وہ کتنی سردھڑ کی بازی لگاتا ہے، کتنی سفارشیں کرواتا ہے اور آنے جانے پر کتنے پیسے خرچ کرتا ہے، کس طریقے سے وہ اپنے جوتے چٹخاتا ہے، سڑکوں پر دوڑتا ہے اور اس کے بعد وہ اپنے بہت سارے پہلے سے کرنے والے کام جن سے اس کو پہلے روٹی روزی میسر ہوتی ہے ان کو روک کر وہ گھر والوں کو ایک خوشخبری دیتا ہے کہ اب ہمارے گھر کا روزگار شروع ہو چکا ہے اور اس کے بچے بھی سکھ کا سانس لیتے ہیں کہ ہمیں ایک مستقل روزگار کا ذریعہ مل گیا ہے۔ اس وقت اس گھرانے پر کتنی قیامت ٹوٹی ہو گی جب 215 لوگوں کو یہ کہہ کر نکال دیا گیا کہ اب تمہاری ضرورت نہیں ہے۔ یہ ایک گھر کا سوال نہیں ہے یہ پوری قوم کے مستقبل کا سوال ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں آپ کو آج سے اڑھائی سال پرانی وہ بات بھی یاد کروانا چاہوں گی جب آپ نے زحمت فرمائی تھی اور میرے پوائنٹ آف آرڈر پر آپ نے ایک کمیٹی بنا دی تھی اور اس ہاؤس کے چھ گریڈ تک کے ملازمین کے کوارٹروں کے لئے آپ ہی نے آگے بڑھ چڑھ کر فیصلہ کیا تھا۔ مجھے انتہائی افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ اب اسمبلیوں کا وقت زیادہ گزر گیا ہے اور تھوڑا باقی رہ گیا ہے لیکن آج بھی ہم اسی point پر کھڑے ہوئے ہیں۔ اگر اس چھت کے نیچے کام کرنے والے ملازمین کو ہی ہم آسرا نہ مہیا کر سکے تو پھر ہمارے یہ دعوے بے کار ہیں، پھر ہم نے پورے پنجاب کے لئے کیا کرنا ہے؟ ہم تو اس چھت کو ہی چھت مہیا نہیں کر سکے۔

جناب والا! میرے پاس دو applications ہیں یہ میں ابھی آپ کی نذر کرتی ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ میں آپ کے notice میں یہ بات بھی لانا چاہتی ہوں کہ جب بجٹ میں پچاس فیصد تنخواہیں

بڑھانے کی بات کی گئی تو لوگ بہت خوش ہوئے لیکن اس کے ساتھ ایک پہلو ہم پھر بھول رہے ہیں کہ pension میں اضافہ صرف پندرہ سے بیس فیصد کیا گیا ہے۔ دستور یہ رہا ہے کہ جتنا تنخواہوں میں اضافہ ہوتا تھا اسی شرح سے pension میں بھی اضافہ کیا جاتا تھا کیونکہ مہنگائی کا جو تناسب ایک تنخواہ دار ملازم کے لئے ہے وہی تناسب ایک pension لینے والے کے لئے بھی ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ پھر ایک ضمنی بجٹ آئے اور کچھ عرصے بعد ہمیں اس چیز کا احساس ہو جب چند بوڑھے اور بزرگ خودکشیاں کر لیں کہ نہیں، ان کی pensions میں بھی اضافہ ہونا چاہئے تھا۔ میری استدعا یہ ہے کہ خدا کے لئے ایک مزید کسی سانحہ سے بچنے کے لئے ہم پہلے سے planning کر لیں تو بہتر ہے۔ اسی طریقے سے آج ہم نے اس کا عملی مظاہرہ دیکھا جب minorities نے صبح ہی صبح احتجاج کیا، وہ باہر سیڑھیوں پر بیٹھے تھے کیونکہ ان کا فنڈ کم کر دیا گیا تھا اور اس لئے ایسا کیا گیا تھا کیونکہ اس پر سوچا ہی نہیں گیا تھا۔ وہ تو ان کی قسمت اچھی تھی کہ سی ایم صاحب موجود تھے اور انہوں نے اس چیز کو منظور کر لیا۔ چلئے! ان کے تو دکھ ختم ہو گئے، ان کا مطالبہ منظور ہو گیا۔ ایک وزیر استعفیٰ دے کر University of Health Sciences کے بچوں اور لوگوں کو انصاف دلانے میں کامیاب ہو گیا لیکن ان خواتین کا کیا قصور ہے جو آج اتنے عرصے سے اس اسمبلی میں بیٹھی ہیں، جن کے ساتھ minorities سے بھی زیادہ بدسلوکی ہو رہی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہمیں بھی اقلیت سمجھ لیا گیا ہے حالانکہ آبادی کے تناسب میں ہم مردوں سے زیادہ ہیں، ہمیں اگر ہمارے rights نہیں ملے تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ بھی بہت بڑا failure ہو گا اور پھر وہی ہو گا کہ کچھ عرصے بعد سوچا جائے گا اور کچھ عرصے بعد خیال آئے گا کہ اوہو! یہ تو ہونا چاہئے تھا پھر کوئی احتجاج ہو گا، کوئی بہت بڑا انقلاب ہو گا اس کے بعد کہا جائے گا کہ ہاں! اس کو بھی شامل کر لیتے تو بہتر تھا۔ یہی وہ تمام خامیاں ہیں جس کی وجہ سے ہم آج تک suffer کرتے آ رہے ہیں۔

جناب سپیکر! مجھے دو منٹ اور دے دیجئے آپ نے سب کو دیئے ہیں۔ خواتین کے issues پر جتنی بھی بات کی جائے وہ کم ہے، law and order بھی رہ گیا لیکن میں اپنی ایک نظم آپ کی نذر کرنا چاہوں گی، خواتین کے لئے خاص طور پر ماں، بہن اور بیٹی جو گھر کو چلاتی ہے، جو گھر کا اہم مرکز ہے اس کی طرف سے یہ نظم اس ہاؤس کی نذر ہے:

تم چاہتی ہو میری جانِ جاں
میں ظلم سہوں اور بولوں نہ
کوئی دستک دے دروازے پر
آواز سنوں اور کھولوں نہ
جس شہر میں نفرت ہی نفرت
جس شہر میں قحط ہی قحط
جس شہر میں فاقے ہی فاقے
اور روزگار نظر نہ آتا ہو
جس شہر میں نفرت ہی نفرت
اور پیار نظر نہ آتا ہو
اس شہر کی گلیوں میں گھوموں
اور ماؤں کے آنسو پونچھوں نہ
تم چاہتی ہو میری جانِ جاں
جس شجر پر دھوپ کی چادر ہو
اور چاروں سمت ہو لو چلتی
میں دیکھ شکاری آنکھوں سے
وہاں اُڑنے کو پَر تولوں نہ
جہاں مندر، مسجد، کلیسا کا احترام کوئی نہ کرتا ہو

جناب والا! آج ہم کیا دیکھ رہے ہیں، minority بھی سراپا احتجاج ہے اور غیر مذاہب لوگوں کی، اقلیتوں کی عبادت گاہیں بھی محفوظ نہیں ہیں۔

جہاں مندر، مسجد، کلیسا کا احترام کوئی نہ کرتا ہو
اس بستی کے حکمرانوں کو کہتے ہو کہ وحشی بولو نہ
بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جی، رانا آصف محمود صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب جوئیل عامر سہوترا صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ!۔۔۔، محترمہ نسیم ناصر خواجہ صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، محترمہ نفیسہ صائمہ کھر صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ تیاری کر رہی ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آپ کی بڑی مہربانی، آپ میرا نام کل پر رکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ، انجینئر شہزاد الٰہی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں ۔ چودھری اسلم مڈھیانہ صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، رانا محمد ارشد صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! جو ممبران موجود نہیں ہیں ان کا ٹائم مجھے دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔جی، رانا محمد ارشد!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! آج اللہ کی رحمت سے ہماری حکومت کا تیسرا بجٹ پیش ہوا اور اس پر ممبران کو general discussion کرنے کا موقع ملا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج ممبران نے اپنی اپنی رائے کا اظہار کیا۔ جس طرح پچھلے سال 134۔ارب روپے کا جو revised budget تھا اس میں اضافہ کر کے 193۔ارب روپے ڈویلپمنٹ کے لئے رکھا گیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ موجودہ ممبران کی دن رات کی محنت، خادم اعلیٰ پنجاب کا vision اور ان کا خواب کہ 7 کروڑ عوام کے حقوق کا تحفظ کرنا ہماری ذمہ داری ہے کیونکہ 18۔فروری 2008 کو جس طرح عوام نے ہمارے اوپر اعتماد کیا اور جس طرح نو سالہ آمریت کا خاتمہ ہوا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو ممبران یہاں پر تشریف رکھتے ہیں اپنے اپنے حلقہ کے عوام کی ترجمانی کرتے ہیں ہمارے لئے بڑی اہمیت کے حامل ہیں لیکن میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمیں ہر چیز سے بالاتر ہو کر یہ سوچ رکھنی چاہئے کہ ملک ہمارا ہے، اس ملک کی بہتری کے لئے، اس ملک کے استحکام کے لئے ہمیں قائداعظم محمد علی جناح اور علامہ اقبال کے افکار کی ترویج کرنے کے ساتھ ساتھ وہ ذمہ داریاں جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے کندھوں پر رکھی ہیں وہ ہم کس طرح، کتنی دیانت داری کے ساتھ نبھا رہے ہیں اور کس حد تک ان فرائض کی ادائیگی میں ہم اپنی ذمہ داری نبھا رہے ہیں۔ بے شک میرے قائد حزب اختلاف جس طرح اپنی رائے دے رہے ہیں یہ ان

کا حق ہے، ان کو دینی چاہئے لیکن میں آج کی اپنی اس تقریر میں خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جو پچھلی روایت سے ہٹ کر regular اس اجلاس میں تشریف لائے ہیں۔ ان کے آنے کی وجہ سے ممبران کا moral بلند ہوا ہے اور ان کی موجودگی میں جو discussion ہو رہی ہے اس پر سو فیصد عملدرآمد ہونے کے لئے جس طرح انہوں نے یقین دہانی کرائی ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ضروری عمل تھا اور آج اس بجٹ میں جس طرح خصوصی طور پر میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ ملک ہمارا غریب اور متوسط ملک ہے۔ٹیکنیکل ایجوکیشن کو promote کرنے کے لئے TEVTA کو independent authority بنا دیا گیا ہے اور TEVTA پورے پنجاب کے اندر چھوٹے چھوٹے کورسز کروا کے چھوٹے چھوٹے institutes کھول کر جو ہمارا متوسط طبقہ کا نوجوان ہے اس کو تین ماہ، چھ ماہ، نو ماہ، ایک سال اور تین سال کا کورس کروا کر ٹیکنیکل ایجوکیشن سے جس طرح مستفید کر رہا ہے وہ ہمارا اس سال کا بجٹ جو ٹیکنیکل ایجوکیشن کے لئے رکھا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ خالصتاً پاکستان کی سالمیت اور استحکام کے لئے کام آئے گا۔ ملک آج ہمارا نوجوان جو ٹیکنیکل ایجوکیشن سے مستفید ہو رہا ہے وہی ہماری آنے والی کل کی ترقی کا سبب بنے گا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طرح تعلیم کو بڑھانے کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب نے اپنی vision پر عملدرآمد کرنے کے لئے پچھلے سال۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): پچھلے سال 42 سو 68 کمپیوٹر لیبز کا افتتاح کیا کیونکہ دور دراز rural area میں رہنے والا ایک طالب علم نہیں سوچ سکتا تھا کہ ہمارے سکول میں کمپیوٹر آئے گا اور ہم کمپیوٹر کی تعلیم سے مستفید ہو کر ملک کی ترقی میں role play کر سکیں گے لیکن ہماری حکومت نے ہر ہائی سکول میں کمپیوٹر لیب بنائی اور جس طرح اس سال ہمارا vision ہے کہ ہم مڈل سکولوں میں بھی وہ کمپیوٹر لیب بنائیں گے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طرح حکومت پنجاب نے 34 ہزار سے زائد ایجوکیٹر کی بھرتی کی اور اس طرح میرٹ پر بھرتی کی تاکہ یہ اساتذہ میرٹ پر آئیں گے تو بچوں کو اچھے طریقے سے تعلیم deliver کروا سکیں گے۔ یہ وہ روایات ہیں جو بہت پہلے ہونی چاہئیں تھیں لیکن اس میں مشکلات آتی رہیں۔ پاکستان کی 62 سالہ آزادی میں جو 34 سال مختلف چار جرنیل آئے ہیں اگر وہ نہ آتے تو آج پاکستان چائنا سے کہیں اوپر ہوتا کیونکہ جب بھی ملک ترقی کی طرف جاتا ہے تو یہ رکاوٹیں آکر سیاسی

کارکنوں کو بلیک میل کرتی ہیں۔ سیاسی لوگوں کو جو عوام کی نمائندگی کرتے ہیں ان کو مختلف بہانے بنا کر ایجنسیز کے ذریعے ان پر تشدد کیا جاتا ہے کوئی بھی خوشی سے کسی جرنیل کا ساتھ نہیں دیتا لیکن اب یہ روایت ختم ہونی چاہئے کیونکہ یہ پاکستان اسلام کے نام پر بنا تھا اور اس پاکستان کو بنانے کے لئے لاکھوں قربانیاں دینا پڑیں۔ اس وقت کوئی بندوق تھی اور نہ ہی کوئی فوجی جرنیل تھا جو پاکستان کو آزادی دلاتا۔ یہ اس پاکستان کی عوام کے جو آج کے جذبات ہیں، جو آج کے احساسات ہیں، جو بھی حالات پیدا ہو چکے ہیں وہ بجلی کی بندش ہے یا سوئی گیس کی بندش ہے لیکن کم از کم پاکستان کی عوام کو اپنی تقدیر خود بنانے کی آزادی ہونی چاہئے۔ ہالبروک جو امریکہ کا نمائندہ ہے اس نے چند دن پہلے ایک بیان دیا ہے کہ ایران کے ساتھ پاکستانی حکومت کو سوئی گیس کے فیصلے پر نظر ثانی کرنی چاہئے۔ نہیں، یہ پاکستان کی عوام کا فیصلہ ہے، پاکستان کی عوام بہتر سمجھتی ہے کہ اس کو کس ملک کے ساتھ تعلقات رکھنے ہیں اور اس ملک سے کیا لینا ہے۔ ایران ہمارا مسلمان ملک ہے اور پاکستان کی ضرورت ہے کہ سوئی گیس ہونی چاہئے اور یہاں پر بجلی ہونی چاہئے۔ بجلی جو آج ملک کے اندر نہیں ہے تو مختلف لوگ اس کے ذمہ دار ہیں اگر دس سال پہلے یا بارہ سال پہلے اس کے اوپر کام ہوتا تو آج یہ ملک کے حالات نہ ہوتے اور آج ملک کی انڈسٹری بند نہ ہوتی اور آج عوام فیکٹریوں سے نکل کر سڑکوں پر نہ آتے۔ آج جو مہنگائی ہے، جو بے روزگاری ہے یہ ایک دن میں پیدا نہیں ہوئی۔ اس کے بہت سے عوامل ذمہ دار ہیں لیکن آج ہم سب کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ ہم سب نے مل کر پاکستان کے اندر استحکام لانا ہے، بیرونی طاقتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا ہے اور دہشت گردی کا ڈٹ کا مقابلہ کرنا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب کا جو vision ہے کیونکہ یہ Police Forces جو دن رات عوام کی فلاح و بہبود کے لئے اپنی جانوں کی قربانی اور نذرانہ پیش کر رہی ہیں اگر ان کا بجٹ بڑھا کر 49۔ ارب کیا گیا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت نے اپنی ذمہ داری پوری کی ہے۔ اب عدلیہ اور پولیس کو بھی اپنی ذمہ داری پوری کرتے ہوئے عوام کو انصاف مہیا کرنا چاہئے اور ہم سمجھتے ہیں پولیس کی تنخواہیں ڈبل اس لئے کی تھیں کہ وہ عوام کی بہتر طریقہ سے خدمت کریں گے اور اس میں بالکل پیشرفت ہوئی ہے لیکن بہت سی تبدیلیاں، بہت سا کام کرنے کی ابھی ضرورت ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے اندر جیسے بھی حالات ہیں زراعت پاکستان کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ وزیراعلیٰ پنجاب نے زراعت کی ترقی کے لئے جو funds بڑھائے ہیں ابھی پاکستان کے اندر جو پانی کی کمی محسوس کی

جا رہی ہے اس کے پنجاب پر بہت بُرے اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ ارسا میں بھی پنجاب کے ساتھ انصاف نہیں ہو رہا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر پنجاب میں پانی کی کمی کو پورا نہ کیا گیا، اس مسئلے کو حل نہ کیا گیا تو پھر پنجاب میں پانی کی کمی کے جو اثرات ہیں وہ زراعت پر پڑیں گے تو اس کی سزا پورا ملک بھگتے گا اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ اگر آج حکومت پنجاب نے Tourism کی افادیت کو محسوس کرتے ہوئے پچھلے سال جو 17 کروڑ کے قریب بجٹ رکھا گیا تھا لیکن اس سال خادم اعلیٰ پنجاب نے اور ان کی ٹیم اس کو ایک ارب 67 کروڑ روپے جو Tourism کو promote کرنے کے لئے دیئے ہیں میں اس پر بھی وزیر اعلیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ملک پاکستان کو بہت خوبصورتی دی ہے لیکن ہمیں عوام کو مفاد پہنچانے کے لئے عوام کو facilitate کرنا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طرح ہم نے عدلیہ کی تنخواہیں double triple time بڑھائی ہیں تو اب judiciary کو بھی اپنا فرض ادا کرنا ہو گا کیونکہ وہ تنخواہیں جو ان کو دی جا رہی ہیں وہ پاکستان کی عوام کے ٹیکسوں سے آئے ہوئے پیسے ہیں، ان کو بھی انصاف کرنا چاہئے، ان کو بھی عدالتوں میں بیٹھ کر وہ انصاف دینا چاہئے جو بیگناہ ہے اس کو اس کا حق ملنا چاہئے اور جو گنہگار ہے اس کو اس کی سزا ملنی چاہئے۔

جناب سپیکر! آج پاکستان کے اندر جو بے روزگاری بڑھتی جا رہی ہے اس کی بھی ہمیں منصوبہ بندی کرنی چاہئے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے جس طرح غریب اور مستحق لوگوں کے دکھ درد کو محسوس کرتے ہوئے 6۔ارب سے زائد تمام تحصیل اور ڈسٹرکٹ ہسپتالوں میں مفت ادویات دینے کا فیصلہ کیا ہے یہ قابل تحسین ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کی عوام کے لئے جو مستحق اور غریب ہے اور اگر Dialysis کا مریض ہے اس کا operation free ہو رہا ہے لیکن میں محسوس کرتا ہوں کہ جو liver کے مریض ہیں، جو دل کے مریض ہیں ان کا بھی مفت علاج ہونا چاہئے اور میری یہ گزارش ہے کہ ہمیں پہلی کلاس سے لے کر technical education سمیت تمام تعلیم کو مفت کرنا چاہئے تاکہ ہم ان نوجوانوں کو facilitate کر سکیں جن کے اندر ملک کی خدمت کرنے کا جذبہ اور شوق ہے۔ میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا اور میں تمام معزز ممبران کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ان تقاریر میں حصہ لیا۔ یہ ایک بڑا اچھا ماحول ہے اور ہر ممبر کو اپنا اپنا role play کرنے کی اجازت ہونی چاہئے۔ مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ خالد جاوید اصغر گھرال صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔جناب عبدالوحید چودھری صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب مہدی عباس صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔انجنیئر قمرالاسلام صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ، خواجہ محمد اسلام صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، چودھری علی اصغر منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اپنی بجٹ تقریر کے موقع پر اپنے حلقہ نیابت کے کچھ problems بیان کرنا چاہتا تھا لیکن وقت کی قلت اور ایک اصولی پیمانہ جناب کی Chair نے طے کیا تھا اس کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے میں اپنے حلقہ کی عوام کی جو بات تھی وہ اس floor پر نہیں کر سکا تھا۔ میں سب سے پہلے تو اپنے حلقہ کی عوام کی جو آواز ہے، جو چند problems ہیں ان کے بارے میں گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد ضمنی بجٹ پر بات کروں گا۔ سب سے پہلے میں گزارش کروں گا کہ میرے حلقہ میں ایک علاقہ ہے ونڈالہ دیال شاہ جو کہ لاہور کے بالکل ساتھ شاہدرہ سے ملحقہ ایک آبادی ہے، کہنے کو تو وہ ایک rural area ہے لیکن اس وقت وہ urban area میں convert ہو چکا ہے۔ میں نے پچھلے سال بھی بجٹ تقریر کے موقع پر یہ گزارش کی تھی کہ ونڈالہ دیال شاہ ڈھا کہ نظام پورہ کا علاقہ جو ہے یہ بالکل لاہور کی بغل میں واقع ہے،لاہور کے بالکل ساتھ ہے لیکن یہ بنیادی سہولتوں سے بالکل محروم ہے۔ وہاں پر نکاسی آب کا کوئی باقاعدہ سسٹم ہے اور نہ ہی پینے کے لئے وہاں پر پانی ہے۔ میں نے پچھلی بجٹ تقریر میں بھی گزارش کی تھی کہ اگر کسی دوست نے یا میڈیا کے میرے ساتھیوں نے غربت کی لکیر سے نیچے زندگی دیکھنی ہو تو میں دعوت دیتا ہوں کہ آپ میرے حلقہ کے علاقہ ونڈالہ دیال شاہ اور ڈھا کہ نظام پورہ آئیں جہاں ملت ٹریکٹر فیکٹری واقع ہے۔یہ بالکل شاہدرہ کے ساتھ adjacent آبادیاں ہیں، اس حد تک adjacent ہیں کہ گلی کی ایک سائیڈ لاہور میں اور دوسری سائیڈ کے گھر شیخوپورہ میں واقع ہیں۔ میں اسمبلی floor کا سہارا لیتے ہوئے جناب کی وساطت سے محکمہ پبلک ہیلتھ اور حکومت پنجاب سے یہ گزارش کروں گا کہ وہاں خاص طور پر واٹر سپلائی کا سسٹم فوری طور پر launch کیا جائے تا کہ وہاں کی مظلوم عوام کو کم از کم صاف پانی تو مل جائے۔لہذا وہاں پر Water Supply Scheme کے لئے میں بھرپور مطالبہ کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! وہاں گنجان آبادی ہے اور ان دو یونین کونسلوں میں صرف ایک BHU ہے اور اگر اب مردم شماری کرائی جائے تو اس وقت ان دونوں یونین کونسلوں کی آبادی ڈیڑھ لاکھ سے کم نہیں ہو گی۔ چونکہ وہ newly developed area ہے، وہاں لاہور کے مضافات ہیں اور وہاں بہت تیزی سے آبادی بڑھ رہی ہے لیکن وہاں اس ایک BHU میں بھی صرف ایک ڈاکٹر ہے۔میری گزارش ہے کہ یا تو ونڈالہ دیال شاہ میں فوری طور پر ایک BHU بنانے کا منصوبہ launch کیا جائے یا اس موجودہ BHU کو upgrade کر کے فوری طور پر اسے Rural Health Centre کا درجہ دیا جائے، وہاں اس کے لئے بلڈنگ تعمیر کی جائے اور پیرامیڈیکل سٹاف تعینات کر کے دکھی عوام کو ایک سہولت دی جائے۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی عرض کروں گا کہ ونڈالہ دیال شاہ کے علاقے میں دو revenues estate ہیں، ایک ونڈالہ دیال شاہ اور ایک موضع بھدو ہے۔ ان دونوں revenues estates کی adjacent boundary line پر وفاقی محکمہ اوقاف کا تقریباً 40 ایکڑ سے زیادہ رقبہ ہے اور قبضہ گروپ روزانہ کی بنیاد پر اس پر قبضہ کر رہے ہیں۔ میں اس موقع پر مطالبہ کروں گا کہ اس House کی ایک کمیٹی بنا دی جائے جو اس معاملے کو دیکھے۔ وہ پبلک پراپرٹی ہے، وہ حکومت پاکستان اور پاکستانی عوام کا سرمایہ ہے، ہماری جائیداد ہے، اسے قبضہ گروپوں سے واگزار کرایا جائے اور پبلک کے بھرپور مطالبے کے پیش نظر پبلک کی سہولت کے لئے ایک پبلک پارک بنایا جائے - ہمیں اس کے لئے وفاقی حکومت سے رجوع کر کے ایک reference move کرنا چاہئے تاکہ وہ قیمتی رقبہ قبضہ گروپوں سے بچا کر وہاں مفاد عامہ کے پیش نظر بہترین پبلک پارک تعمیر کیا جائے۔

جناب سپیکر! جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے عوامی مفاد کے پیش نظر ضلع شیخوپورہ، ننکانہ اور فیصل آباد کے عوام کے بھرپور مطالبے پر تقریباً 2۔ارب روپے کی مالیت کا لاہور جڑانوالہ شرقپور روڈ کا project شروع کیا ہے، اس روڈ کی لمبائی تقریباً 32 کلومیٹر ہے۔میں اپنے صوبہ کے وزیر اعلیٰ پنجاب کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور مبارکباد بھی پیش کرتا ہوں لیکن اس موقع پر ایک گزارش کروں گا کہ فیض پور انٹر چینج سے لے کر منڈی فیض آباد تک جو 32 کلومیٹر زیر تعمیر ہے اس کا تقریباً 70 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے۔فیصل آباد سے لے کر جڑانوالہ تک، جڑانوالہ سے لے کر مانگٹانوالہ تک dual carriage مکمل ہو چکی ہے۔جو درمیان کا remaining portion ہے، جو missing portion ہے اس کی

لمبائی تقریباً14 سے 15 کلومیٹر ہے۔میں جناب کی وساطت سے حکومت پنجاب سے بھرپور گزارش کرتا ہوں کہ اسproject کی افادیت تب ہی مکمل ہو گی، وہ منصوبہ تب ہی منصوبہ ہو گا اس کا صحیح فائدہ ان اضلاع کی عوام کو تب ہی ہو گا ، یہ بین الاضلاعی سڑک ہے ، یہ dual carriage ہے اور اگر اسproject کو اس بجٹ میں شامل کر کے وہmissing portion مکمل کر لیا جائے تو یہ ننکانہ، فیصل آباد، جھنگ لیہ اور ڈیرہ غازی کے لوگوں کے لئے ایک بہتر سہولت ہو گی۔ میں دوبارہ اپنے وزیراعلیٰ پنجاب، حکومت پنجاب، پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ اور فنانس ڈیپارٹمنٹ کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مشکور ہوں گا۔

جناب سپیکر! میں اس وقت اپنے حلقہ کے عوام کی ترجمانی کے لئے یہاں پر کھڑا ہوں لہٰذا میں جناب کی اجازت سے دو چار منٹ مزید بھی لینا چاہوں گا۔اگر آپ اجازت فرمائیں گے تو میں عوامی مفاد اور عوامی مطالبے کے پیش نظر چند اور گزارشات بھی کروں گا۔ شرقپور تحصیل گزشتہ چھ سال سے اپنا کام کر رہی ہے لیکن چھ سال گزرنے کے باوجود ابھی تک وہاں تحصیل کمپلیکس نہیں بنایا گیا۔میں نے بار بار اپنی حکومت سے گزارش بھی کی ہے، میں پھر آپ کی وساطت سے اسforum کا سہارا لیتے ہوئے۔

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): یہ شیم والی بات نہیں ہے۔اس میں گزشتہ پانچ سال بھی شامل ہیں۔میں گزارش کروں گا کہ تحصیل کمپلیکس کا جو منصوبہ ہے اسے فوری طور پر شروع کیا جائے اور شرقپور میں تحصیل کمپلیکس تعمیر کیا جائے تاکہ لوگ تحصیل سے صحیح طور پر مستفید ہو سکیں۔چونکہ شرقپور تحصیل ہیڈکوارٹر ہے وہاں پر وزیراعلیٰ پنجاب نے بہت سارے اچھے منصوبے شروع کروائے ہیں لیکن اس میں ایک منصوبہ Sports Complex یا Sports Gymnasium کا ہے۔میں آپ کی وساطت سے گزارش کرتا ہوں کہ شرقپور میں ایکSports Complex یا Sports Gymnasium کی تعمیر بھی اس ADP میں شامل کی جائے۔میں نے پچھلے سال کی بجٹ تقریر میں بھی یہ گزارش کی تھی کہ لاہور ٹریفک کا burden کم کرنے کے لئے اور لاہور میں جو urbanization پر ایک بہت بڑا load ہے اسے کم کرنے کی غرض سے دریائے راوی پر ٹھوکر اور سندر کے مقام پر جہاں feasible ہو وہاں ایک bridge بنایا جائے تاکہ شیخوپورہ، ننکانہ، فیصل آباد جھنگ یا دیگر علاقہ جات یا جو بین الاضلاعی روڈز ہیں انہیں ملتان روڈ کے

ساتھ link کیا جائے اس طرح سے 65 کلومیٹر کا via ختم ہو جائے گا۔ میں نے یہ تجویز لکھ کر بھی دی ہوئی ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب نے میری اس گزارش سے اتفاق بھی کیا ہے لہٰذا میں پھر گزارش کروں گا کہ اس بجٹ میں اس منصوبہ کے لئے کم از کم اتنی رقم رکھ لی جائے کہ اس کا detailed estimate اور دیگر بنیادی کام شروع کئے جا سکیں۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ گزشتہ نو دس سالوں میں آمریت کے اندر، ڈیموکریسی کی بحالی اور جوڈیشری کی بحالی کے لئے جو سفر تھا اس میں میڈیا کے ساتھ ساتھ وکلاء بھائی بھی ہمارے ساتھ تھے۔ میں اس موقع پر گزارش کروں گا کہ جیسے جناح کالونیاں شروع کی جا رہی ہیں کم از کم ہر ضلعی ہیڈ کوارٹر پر وکلاء اور صحافیوں کے لئے بھی کالونیاں بنائی جائیں اور یہ ان کی قیمت ادا کریں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس ملک میں جمہوریت اور عدلیہ کی بحالی کے لئے قربانیاں دیں۔ جن لوگوں نے وکلاء تحریک میں اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے، اپنے کاروبار تباہ کئے اگر آج اس ملک میں جمہوریت بحال ہو چکی ہے تو ہمیں کم از کم ان دوستوں کو بھی یاد رکھنا چاہئے اور ان کے بنیادی حقوق کا بھی خیال رکھنا چاہئے۔ چاہے حکومت پنجاب ان سے قیمت وصول کر لے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منڈا صاحب! Wind up کریں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہاؤسنگ اور صحافی کالونیاں بنانی چاہئیں۔ میں آخر میں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بس آخر ہو گئی۔ بہت شکریہ۔ جناب محمد یار ہراج صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! صرف ایک منٹ کے لئے۔ آپ ہاؤس کے Custodian ہیں، پورے ایوان کے معزز ممبران ہمارے بھائی ہیں اور ہم ایک مشترکہ مقصد کے لئے یہاں اکٹھے ہوتے ہیں۔ میں بڑی معذرت کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ ہاؤس کا وقت صرف اسی لئے ضائع ہوتا ہے کہ ہمارے معزز ممبران relevant ہو کر نہیں بولتے اور آپ یعنی Chair اس میں اپنی ذمہ داری ادا نہیں کرتی کہ جو ممبر relevant ہو کر نہیں بولتا آپ ان کو

اسrelevancyکی طرف لے کر آئیں تاکہto the pointبات ہو سکے۔یہ معلوم ہو سکے کہ جس issueپر بات ہو رہی ہے اس پر ان کا مؤقف کیا ہے؟شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر:نولاٹیاصاحب!بہت شکریہ

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!بجٹ ایک ایسا موقع ہوتا ہے کہ جس میں ممبران اپنے حلقہ کے عوام کے لئے،اس صوبہ کی ترقی کے لئے بات کرسکتے اور جس موضوع پر چاہیں بات کرسکتے ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!اب تو آپ کیrulingضروری ہو گئی ہے کہ کیا ایسے ہی ہے کہ بجٹ کے موقع پر ممبران جس طرح چاہیں بات کرسکتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر:اصغر علی منڈا صاحب!ایک منٹ تشریف رکھیں۔نولاٹیاصاحب!آپ بھی تشریف رکھیں۔جناب محمد یار ہراج صاحب!۔۔۔وہ موجود نہیں ہیں۔چودھری مونس الٰہیٰ صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔جناب خلیل طاہر سندھو صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔کرنل(ریٹائرڈ)محمد عباس چودھری صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔جناب محمد شفیق خان صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔ملک اقبال احمد لنگڑیال صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔جناب طاہر چودھری صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔میاں شفیع محمد صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔جناب عامر طلال گوپانگ صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔سیدہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔محترمہ انبساط حامد صاحبہ!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔محترمہ قمر عامر چودھری صاحبہ!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔ڈاکٹر فائزہ اصغر صاحبہ!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔جناب عبدالرزاق ڈھلوں صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔شیخ علاؤالدین صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔جناب جلال الدین ڈھکو صاحب!

ملک جلال الدین ڈھکو:بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!سالانہ بجٹ پر سیر حاصل بحث ہو چکی ہے اور ضمنی بجٹ پر بحث ہو رہی ہے۔میں اس ضمن میں ایک خاصissueپر بولنا چاہتا ہوں۔بجٹ پر بحث کے موقع پر یہ تخصیص نہیں کی جا سکتی کہ کون کس موضوع پر بول رہا ہے۔بجٹ کے حوالے سے ممبران کسی بھی موضوع پر بات کرسکتے ہیں۔میں ایک خاص issueپر بات کرنا چاہتا ہوں اور وہ

"پنجاب کا مستقبل" ہے۔کچھ دیر پہلے وزیر آبپاشی صاحب ایوان میں بیٹھے تھے، اب شاید وہ اٹھ کر چلے گئے ہیں۔ آپ حضرات کو یہ علم ہے کہ آپ کا ملک ایک زرعی ملک ہے۔یہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ زراعت کے علاوہ آپ کے ملک میں کوئی تیل یا دوسری معدنیات وغیرہ اتنی زیادہ نہیں ہیں کہ جس پر آپ کے ملک کی معیشت کا دارومدار ہو۔معیشت کو بہتر کرنے کے لئے، اس ملک میں زیادہ سے زیادہ زرعی اجناس پیدا کرنے کے لئے اورexport بڑھانے کے لئے زراعت کے شعبہ میں بہتری لانی ہوگی۔اب حالات ایسے پیدا ہو چکے ہیں کہ نہری پانی ہمارے لئے ایک بہت بڑا مسئلہ بن چکا ہے۔پنجاب کا نہری نظام دنیا کا سب سے بڑا نہری نظام تھا۔ہندوستان ایک سازش کے تحت آپ کے علاقے کو ریگستان میں بدلنا چاہتا ہے تا کہ یہ لوگ مجبور ہو کر، ہاتھ باندھ کر ہمارے ساتھ شامل ہو جائیں۔یہ ہندوستان کی ایک بہت بڑی سازش ہے۔ایوان بالا، قومی اسمبلی اور چاروں صوبوں کے ایوانوں کو مشترکہ اور متفقہ طور پر اس بات پر غور کرنا چاہئے کہ ہندوستان آئے دن dams کیوں بنا رہا ہے؟ اب تک تقریباً چون dams ہندوستان بنا چکا ہے اور ہمارا پانی بند کیا جا رہا ہے۔میں اپنے علاقے کی بات کرنا چاہتا ہوں۔میں کسی ایک tail یا مخصوص علاقے کی بات نہیں کرتا، میں اپنے ضلع کی بات کرتا ہوں کہ وہاں پر جن زمینوں کا زیر زمین پانی خراب ہے وہ زمینیں بنجر ہو چکی ہیں۔آپ خود ملاحظہ کر لیں۔میں وزیر آبپاشی کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ ہمارے علاقے میں آئیں اور دیکھیں کہ وہاں پر زیر زمین پانی کڑوا ہے اور نہری پانی میں اتنی کمی آ چکی ہے کہ ہم جو فصلیں کاشت کرتے تھے وہ اب one third رہ گئی ہیں۔ہم two third فصلیں کاشت ہی نہیں کر سکتے۔میری یہ گزارش ہے کہ اس پورے ایوان کو اس بات پر غور کرنا چاہئے کہ نہری پانی کو کس طرح سے حاصل کیا جائے؟

جناب سپیکر!جب میں1985 میں منتخب ہو کر یہاں اسمبلی میں آیا تو اس وقت کالا باغ ڈیم کا issue اٹھایا گیا۔اس حوالے سے بڑی تقاریر ہوئیں، بڑی باتیں ہوئیں اور متفقہ طور پر تین دفعہ کالا باغ ڈیم کے حوالے سے قرارداد اس اسمبلی نے منظور کی کہ یہ کالا باغ ڈیم بننا چاہئے لیکن کالا باغ ڈیم کا منصوبہ سیاست کی بھینٹ چڑھ گیا۔آج کالا باغ ڈیم کا نام تک نہیں لیا جاتا۔اگر کالا باغ ڈیم پر اتفاق نہیں ہو رہا تو باقی dams بنا لیں۔آج تک کسی نے اس کا alternate نہیں سوچا کہ کالا باغ ڈیم کے علاوہ کوئی دوسرا dam بنا لیا جائے۔میں کہتا ہوں کہ علاقائی development کو چھوڑیں، علاقائی باتوں کو چھوڑیں،

ہمارے حلقہ میں سڑکیں یا سکول بنیں یا نہ بنیں لیکن پانی ذخیرہ کرنے کے لئے dams لازمی بننے چاہئیں۔یہ آپ کے مستقبل کے لئے ضروری ہے۔آپ کی روزی اور بود و باش کا تمام تر دارومدار زراعت پر ہے اور زراعت کا تمام تر دارومدار پانی پر ہے جبکہ آپ کے پاس پانی ہے ہی نہیں، آپ کی نہریں بند پڑی ہیں۔ہمارے علاقے میں نہری پانی 12 ماہ کے لئے منظور شدہ ہے لیکن ہمیں پانی دو ماہ بھی نہیں ملتا۔ہر دو دن کے بعد دس دن کی بندی ہوتی ہے اور ہر چار دن کے بعد پندرہ دن کی بندی ہو جاتی ہے۔پانی نہ ملنے کی وجہ سے ہماری زمین بنجر ہو رہی ہے۔خدارا اس بارے میں مل بیٹھ کر سوچیں۔میں وزیر اعلیٰ پنجاب، وزیر اعظم پاکستان اور باقی صوبوں کے وزیر اعلیٰ صاحبان سے بھی استدعا کرتا ہوں کہ باقی باتیں چھوڑیں اور اس پانی کے مسئلے کا مل بیٹھ کر کوئی حل نکالیں۔یہاں ہمارے ملک میں بہت سے دوسرے مسائل بھی ہیں۔دہشت گردی کا مسئلہ بھی بہت بڑا مسئلہ ہے۔ناانصافی کا مسئلہ ہے، کرپشن کا مسئلہ ہے لیکن basically جب تک آپ کے ملک کی زراعت ترقی نہیں کرے گی اس وقت تک آپ آزادی کے ساتھ زندہ نہیں رہ سکیں گے اور آپ غیروں کے محتاج ہو کر رہ جائیں گے۔اس موقع پر میں آپ کو دو شعر بھی سنانا چاہوں گا۔جب ہندوستان پر انگریز قابض ہوا، مغل شہنشاہ بے بس ہو گئے اور انہوں نے انگریزوں کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے تو اس دور میں ایک شاعر میر تقی میر بھی تھا۔انگریزوں نے اس کو پکڑا اور پوچھا کہ آپ کون ہیں تو اس نے کہا کہ:

کیا بُود و باش پوچھو ہو پورب کے ساکنو پوچھے
ہم کو غریب جان کے ہنس ہنس پکار کے
دہلی جو اک شہر تھا عالم میں انتخاب
ہم رہنے والے ہیں اسی اُجڑے دیار کے

کہیں یہ نہ ہو جائے کہ پنجاب اُجڑا ہوا دیار بن جائے اور ہم دیکھتے رہ جائیں۔ہم اپنے ذاتی تنازعات میں پھنسے رہیں، سیاسی جھگڑوں میں الجھے رہیں، سیاسی لڑائیاں لڑتے رہیں جبکہ ہمارا ملک اور صوبہ ریگستان بن جائے اور ہم پھر غیر ملکی طاقتوں کے محتاج ہو کر رہ جائیں۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین سید زعیم حسین قادری کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: جی، ملک جلال الدین ڈھکو صاحب! آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

ملک جلال الدین ڈھکو: جناب چیئرمین! اس ضمن میں میری ایک تجویز بھی ہے۔ اس ملک میں بجلی ہے اور نہ پانی، آپ کیوں نہیں سوچ رہے؟ یہ اس ملک کے سب سے بڑے صوبہ کا ایوان ہے۔ ہم پر یہ فرض عین ہے، ہم پر یہ واجب ہے کہ ہم پہلے اپنے ملک کی بقاء کے لئے سوچیں۔ ہم نہیں سوچ رہے، بالکل نہیں سوچ رہے۔ ہم سیاسی الجھاؤ میں پھنسے ہوئے ہیں۔ سیاسی جھگڑوں اور فسادات میں الجھے ہوئے ہیں۔ آپ development and non development کی مدوں اور دوسری سب باتوں کو چھوڑ کر صرف اور صرف ملک کی بقاء کے لئے سوچیں۔

جناب سپیکر! اب میں چند منٹ زراعت پر بات کروں گا۔ آپ ہندوستان میں جا کر دیکھیں وہ زراعت کے لئے کیا کیا کر رہے ہیں، وہاں زمین کا چپہ چپہ آباد ہے، وہاں کوئی ریگستان نہیں، کوئی زمین کے تودے نہیں، سب انہوں نے ہموار کر دیئے ہیں۔ وہاں پر جگہ جگہ بجلی کے ٹیوب ویل لگے ہوئے ہیں اور نہری پانی بھی وافر ہے۔ آپ اسی بارڈر پر اپنا علاقہ دیکھ لیں اور بارڈر cross کر کے اُس طرف چلے جائیں تو وہاں لہلہاتے کھیت ہیں اور اِس طرف ٹیلے ہیں یعنی بالکل اُجاڑ ہے۔ بہاولپور کا علاقہ جسے چولستان کہتے ہیں میں نے نہیں دیکھا لوگ کہتے ہیں کہ چولستان بے آباد پڑا ہے۔ نہری پانی ہمارے علاقے میں پورا نہیں آتا، وہاں پر کیسے بھیجیں۔ ہمارے تمام دوستوں، تمام اسمبلیوں اور تمام حاکمین کا یہ فرض ہے کہ اس بارے میں سوچیں، اپنی چپہ چپہ زمین آباد کریں اور اس پر فصلیں کاشت کریں تا کہ آپ کی آئندہ نسلیں بچ سکیں وگرنہ آپ کی آئندہ نسلیں غیروں کے ہاتھوں میں چلی جائیں گی۔ میں آج اس بات پر آپ کو تنبیہ کرتا ہوں اور آپ میری باتیں سن کر قائل ہوں گے کہ ہمارے ملک میں نہری پانی نہیں ہے اور اگر نہری پانی نہیں ہو گا تو یہ علاقہ ریگستان بن جائے گا۔

جناب سپیکر! میں نہری پانی کے issue پر ہی بات کر رہا تھا، آپ یہ دیکھیں کہ ہندوستان میں کاشتکاری کے زون مقرر ہیں۔ مشرقی پنجاب کے تین صوبے ہو چکے ہیں، وہاں پر زون مقرر کر دیئے گئے ہیں، پانچ اضلاع میں گندم کاشت ہوتی ہے، پانچ اضلاع میں کماد کاشت ہوتا ہے اور پانچ سات اضلاع میں آلو کاشت ہوتے ہیں۔ ہمارے پاس یہاں پر اگر ایک مربع ہے تو ہم اس میں تین ایکڑ آلو کاشت کرتے ہیں، پانچ ایکڑ جَو کاشت کرتے ہیں، آٹھ ایکڑ گندم کاشت کرتے ہیں اور دو ایکڑ مکئی کاشت کرتے ہیں اس طرح ہم اُسی ایک مربع میں تمام فصلات کاشت کرتے ہیں۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: ڈھکو صاحب! بہت مہربانی۔ Please, no point of order.بڑی مہربانی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئرمین! میں اس سیٹ پر بیٹھنے پر آپ کو بہت مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ مجھے آپ کو اس جگہ پر دیکھ کر بہت خوشی ہوئی ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اور زیادہ عزت سے نوازے۔ آمین!

سید حسن مرتضیٰ: جناب چیئرمین! میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آج آپ اس منصب پر بیٹھے ہیں اور مجھے انتہائی خوشی ہو رہی ہے کہ ایک political worker اور وہ political worker جس نے اپنی سیاسی جدوجہد کا آغاز اس پارٹی سے کیا جو پارٹی اس وقت زوال میں تھی اور آپ نے صرف اور صرف مار کھانے کے لئے یہ جدوجہد شروع کی میں اس پر آپ کو بہت بہت مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: بہت مہربانی۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! آپ کو اس ہاؤس میں Chair کرتے ہوئے دیکھ کر میں بڑی خوشی محسوس کر رہا ہوں اور آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ آپ ان مجاہدوں میں شامل ہیں کہ سرکار مدینہ ﷺ کے خلاف جب خاکے شائع ہوئے تو ان احتجاج کرنے والوں میں آپ بھی شامل تھے آپ کو پابند سلاسل کر کے میانوالی جیل میں بند کیا گیا تو میں اس موقع پر آپ کی ان قربانیوں پر آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور آپ کی عظمت کو سلام پیش کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: منڈا صاحب! میں آپ کا بہت مشکور ہوں۔ میاں نصیر احمد صاحب سے گزارش ہے کہ وہ ضمنی بجٹ پر اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

میاں نصیر احمد: جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ سب سے پہلے تو میں آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں چاہے تھوڑی دیر کے لئے ہی سہی لیکن آپ اس کرسی پر بیٹھے ہیں، یہ مجھے اچھا لگا ہے۔

جناب چیئرمین! سالانہ بجٹ اور اس کے بعد supplementary budget پر Finance Minister اور ان کی ٹیم نے جو کام کیا ہے وہ قابل ستائش ہے لیکن اس بجٹ میں اور اس سے پہلے جو دو بجٹ پیش کئے گئے ہیں ان میں، میں نے جو چیز ذاتی حوالے سے محسوس کی ہے کہ ہمارے بجٹ کے اس

پورے process میں جو تھوڑا بہت فقدان نظر آیا اور جسے ہم بہتر کر سکتے ہیں وہ اس بجٹ میں accountability and transparency ہے اور اس میں monitoring کا ایک عمل ہے جس کو مزید بہتر بنایا جا سکتا ہے کہ جس طرح پچھلے سال کے بجٹ میں ہم نے energy sector اور نہری نظام کو بہتر بنانے کے لئے کئی ارب روپے کی رقم رکھی تھی اس کے علاوہ land کی computerization کے لئے بھی رقم رکھی تھی تو کیا ہی بہتر ہو تا کہ اس بجٹ سے پہلے یا آئندہ آنے والے جتنے بھی بجٹ ہیں ان سے پہلے ہماری متعلقہ Standing Committees بجٹ پیش ہونے سے پہلے پچھلے سال کی reports ایوان کے اندر پیش کریں اور بتائیں کہ ان مدات میں جتنی رقوم release کی گئی تھیں ان پر اب تک کتنی achievements ہیں اور خاص طور پر انہی مدات میں جو نئی آنے والی releases ہیں انہیں release کرنے سے پہلے Standing Committees اپنی reports ضرور پیش کریں کہ ہم نے اس پر کیا achievements حاصل کی ہیں اور اب اس پراجیکٹ کا dead time پورا ہونے والا تھا تو اس کو کیوں extension دی جا رہی ہے یا اس مد میں کیوں پیسے خرچ جا رہے ہیں۔ آئندہ سے اگر ایک یہ چیز شامل کر لی جائے تو اس میں اور transparency آئے گی اور public کا اعتماد بھی بڑھے گا۔ میں اس کے ساتھ ساتھ Standing Committees کے حوالے سے بھی بات کرنا چاہوں گا کہ ہماری Standing Committees کی جتنی meetings ہوتی ہیں ان کی live coverage کا بھی بندوبست کیا جائے تا کہ اس میں شامل ہونے والے ہمارے معزز ممبران کو پتا ہو کہ ہم کسی بھی حوالے سے جو meeting کر رہے ہیں وہ براہ راست عوام کو دکھایا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ اس اسمبلی کے حوالے سے جو چیز بہتر ہونے والی ہے وہ ہمارا IT Department ہے جس کی حالت کوئی مناسب نہیں ہے، اگر ہم net پر جا کر اسمبلی کے sessions کو دیکھنے کی کوشش کریں تو buffering کا عمل اتنا ہے کہ 4/3 سے زیادہ اکٹھے net service کو استعمال کرنا ممکن نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! میں اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی add کرنا چاہوں گا کہ پنجاب کے اندر چند ایک ایسی ministries بھی ہیں جن کے بارے میں اب ہمیں دوبارہ سوچنا پڑے گا کہ کیا پنجاب کے اندر ان ministries کی ضرورت ہے بھی یا نہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طرح پوری دنیا کے اندر بہت سی ایسی ministries ہیں جن کے کام کو ضلعی سطح پر لوگوں کو اور ضلعی انتظامیہ کے براہ راست حوالے کر دیا

گیا ہے۔ اس میں ہماری ثقافت کی Ministry ہے، مذہب کی Ministry ہے، میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کی سطح پر اب ان کی ضرورت نہیں ہے، ان کو ضلعی انتظامیہ کے حوالے کر دینا چاہئے تاکہ وہ اس کو اچھے طریقے سے دیکھیں۔

جناب چیئرمین! میں اس میں ایک اور چیز شامل کرنا چاہ رہا ہوں کہ کوئی پندرہ بیس سال پہلے پنجاب کے اندر سائیکل رکشا اور تانگے چلا کرتے تھے جن کو ختم کر دیا گیا۔ ہمارے اس بجٹ میں environment کو بہتر بنانے کے لئے funds رکھے گئے ہیں میں یہ چاہوں گا کہ ہم نے سائیکل رکشے کو غیر انسانی عمل کا طعنہ دے کر ختم کر دیا گیا تھا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ پوری دنیا کے اندر اب اس کا revive آ رہا ہے کہ یہ ایک friendly environment سواری ہے آج اگر لاہور شہر کے اندر دیکھیں تو بے تحاشا چنگ چی رکشے چلتے ہیں جو سڑکوں پر نہ صرف ماحولیاتی آلودگی کا باعث بنتے ہیں بلکہ جگہ جگہ حادثات کا بھی باعث بنتے ہیں اس لئے اس friendly environment سواری کو promote کرنا چاہئے اور تانگہ اور سائیکل رکشے کی مد میں subsidy زیادہ کرنی چاہئے۔ اس بات کو اجاگر کرنے کے لئے میں بتانا چاہتا ہوں کہ یہ غیر انسانی عمل نہیں بلکہ friendly environment ہے۔

جناب چیئرمین! ابھی میرے چند دوستوں نے بھی اس بات کا اظہار کیا کہ بڑی گاڑیوں پر ٹیکس ختم کر دیا گیا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ مناسب اقدام نہیں ہے۔ آپ کی ہر سرگرمی کے پیچھے صرف معاشی فوائد کا ہونا ضروری نہیں ہے کہ بتایا جائے کہ 42 کروڑ روپے کی گاڑیاں اسلام آباد میں جا کر رجسٹرڈ ہوئی ہیں۔ بنیادی طور پر بڑی گاڑیوں پر جب luxury tax لگایا گیا تھا تو اس کا مقصد یہ تھا کہ پنجاب کے اندر بڑی گاڑیاں جو یقیناً غریب طبقے جو پنجاب کا 80 سے 90 فیصد ہے جس کے لئے عام زندگی گزارنا مشکل ہے اور بڑی بڑی گاڑیاں سڑکوں پر چلتی ہیں جو احساس محرومی کا باعث بنتی ہیں اس لئے بڑی گاڑیوں کو discourage کرنا چاہئے۔ یہ جو luxury tax لگایا گیا تھا یہ symbolic tax تھا یہ ٹیکس ایک پیغام دینے کے لئے لگایا گیا تھا کہ ہم پنجاب کے اندر طبقاتی تفریق کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ ہم پر آسائش زندگی جو بڑے بڑے لوگ بڑی بڑی سڑکوں پر بڑی بڑی گاڑیاں لے کر چلتے ہیں ہم اس کو discourage کرنا چاہتے تھے۔ اگر اس تناظر میں دیکھا جائے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ بڑی گاڑیوں پر ٹیکس لگنا ہی نہیں چاہئے

بلکہ double ہونا چاہئے تاکہ یہ symbolic message جائے کہ ہماری سڑکوں پر ٹریفک کے مسائل اور ماحول کے مسائل کو ختم کرنے کے لئے یہ ٹیکس لگایا گیا تھا۔

جناب سپیکر! میں آخر میں ایک دفعہ پھر وزیر خزانہ صاحب اور ان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ

سید حسن مرتضیٰ: جناب چیئرمین! اگر میرا نام ہے تو میں بیٹھوں، نہیں تو میں چلا جاؤں۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! آپ کا نام اس list میں نہیں ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ بڑی زیادتی ہے۔ آپ اپوزیشن کا حال دیکھیں کہ بجٹ پر بحث ہو رہی ہے اور کوئی بندہ موجود نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں اور ثمینہ خاور حیات بیٹھے ہیں۔

جناب چیئرمین: اب میجر ذوالفقار علی گوندل صاحب کی باری ہے۔ جی، میجر صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب چیئرمین! میں آپ کا بہت مشکور ہوں اور میں اس لحاظ سے اپنے آپ کو خوش قسمت بھی سمجھتا ہوں کہ مجھے آج کے دن کی وزیر خزانہ کی تقریر سے پہلے آخری تقریر کرنے کا موقع آپ کی Chairmanship میں ملا ہے۔ آپ کی Chairmanship میرے لئے باعث افتخار ہے کہ ہم نے پچھلے مشرف دور میں جو جمہوری جدوجہد کی اس میں آپ نے ہمارے ضلع میں آکر ہمارے ساتھ جو حصہ لیا اس پر میں آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ یہ وہ دور تھا جب بہت بڑے بڑے نواب اور نوابزادے، پیر اور پیرزادے اور باقی بڑے بڑے لوگ مشرف کی گود میں تشریف فرما تھے اور تو اور ہمارے بہت سے وہ لوگ اب بھی جو اپنے آپ کو بہت بڑا چیمپئن سمجھتے ہیں وہ اس وقت مشرف کے regime کو legalize کرنے کے لئے انھوں نے محترم نواز شریف کے خلاف تحریری فیصلے دیئے اور تو اور وہ فیصلے بھی دیئے جس کی اس petition میں prey ہی نہیں کی گئی تھی۔ انھوں نے خود PCO کے تحت حلف بھی اٹھائے۔ اس وقت میرے اور آپ جیسے، میں یہ کہوں گا کہ genuine بڑے لوگ تھے جن کی وجہ سے آج جمہوریت اس ملک میں قائم ودائم ہے۔

جناب چیئرمین! ابھی اس بجٹ میں تھوڑے مسائل ہیں۔ اس میں بہت ساری اچھی باتیں ہیں۔ ایران سے ہم نے رہنمائی لے کر سستی روٹی سکیم شروع کی، اس کا idea بہت ہی novel ہے لیکن اس کی implementation میں دشواری آرہی ہے۔ اس سے پہلے جو فوڈ سپورٹ سکیم وزیر اعلیٰ محترم شہباز شریف صاحب کی رہنمائی میں شروع کی گئی تھی اس کا اگر سستی روٹی سکیم سے موازنہ کریں تو ایک advantage یہ تھا کہ وہ سکیم پنجاب کے تمام حلقوں میں بلا تفریق ہر جگہ پہنچی اور ہر حلقے سے تقریباً پانچ ہزار گھروں نے سستی روٹی حاصل کی یا اس سے اپنا دوسرا کاروبار زندگی چلانے کا سامان کیا۔ سستی روٹی سکیم جہاں بہت novel idea اور بہت اچھا idea ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ کچھ علاقوں میں مثال کے طور پر میرے حلقے میں میرے خیال میں ایک بھی سستی روٹی کا تنور نہیں لگایا گیا، جب وہاں ایک بھی سستی روٹی کا تنور نہیں ہے اور فوڈ سٹیمپ پروگرام کے ذریعے جو غریب لوگ تھے جو خط غربت سے نیچے رہ رہے تھے ان کو جو ایک ہزار روپیہ ماہانہ مل رہا تھا جن کو بڑا صحیح طریقے سے identify کیا گیا تھا وہ لوگ بھی اس سے محروم کر دیئے گئے ہیں اور سستی روٹی بھی ان کو نہیں مل رہی تو میری آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب اور وزیر خزانہ سے درخواست ہے کہ فوڈ سٹیمپ سکیم کو revive کیا جائے اور اگر درمیان میں کچھ embezzlement ہوئی ہیں تو اس کو روکنے کے لئے نادرا کے ساتھ مل کر کام کیا جا سکتا ہے اور محترمہ بینظیر بھٹو (شہید) کے نام سے جو بینظیر انکم سپورٹ پروگرام چلایا جارہا ہے اس کے ساتھ co-ordinate کرکے دونوں حکومتیں پنجاب حکومت اور وفاقی حکومت مل کر مناسب طریقے سے چلیں تاکہ اس کے ثمرات صرف مخصوص حلقوں تک نہ رہیں یا صرف شہری حلقوں تک رہیں بلکہ دیہاتی حلقوں میں بھی سستی روٹی مل سکے یا ان کو کسی اور طریقے سے subsidize کر دیا جائے۔ اس سلسلے میں میری یہ درخواست ہو گی کہ دونوں پروگرام آپس میں co-ordinate کریں تاکہ تمام تر حلقوں میں اس کے برابر ثمرات پہنچ سکیں۔

جناب سپیکر! اس وقت flow of population یا shifting of population زیادہ تر دیہاتوں سے شہروں کی طرف ہو رہا ہے جس کی وجہ سے شہروں پر دباؤ بڑھ رہا ہے۔ میں ویسے بھی سمجھتا ہوں کہ بہت سارے لوگ اپنے گاؤں سے اٹھ کر لاہور یا دوسرے شہروں میں گھر اس لئے بنا رہے ہیں کہ وہاں پر ان کو صحت اور تعلیم کی سہولیات مہیا نہیں ہیں۔ اگر یہی سہولیات ہم ان کو ان کے اپنے علاقوں میں

مہیا کر دیں تو میرے خیال میں shifting of population کافی حد تک رک جائے گی۔ اس سلسلے میں میری تجویز ہے کہ دانش سکول سسٹم جو کہ بہت اچھا idea ہے لیکن اس میں اتنی massive قسم کی investment ہے بجائے اس کے کہ ایچی سن level کے دانش سکول بنائیں ہم یہ request کریں گے کہ ہر تحصیل level پر کسی ایک سکول کو چن کر اس میں بہترین سہولیات فراہم کی جائیں تاکہ لوگوں کو اپنے doorstep پر بہتر تعلیم فراہم کی جا سکے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ کارڈیالوجی انسٹیٹیوٹ ہر ڈویژن level پر ایک عدد قائم کیا جائے لیکن اس سلسلے میں، میں اپنے حلقہ کی ایک مثال دوں گا کہ موٹروے پر سالم انٹرچینج سے لے کر ضلع منڈی بہاؤالدین شہر تک درمیان میں کوئی ایک بھی تحصیل level کا ہسپتال یا ڈسٹرکٹ level کا ہسپتال موجود نہیں۔ اس سلسلے میں پہلے بھی میں وزیر اعلیٰ صاحب سے request کر چکا ہوں کہ سالم سے اتر کر ہیڈ فقیریاں کی جگہ پر ایک ٹراما سنٹر بنایا جائے کیونکہ بعض اوقات وہاں پر حادثات ہوتے ہیں بہت سارے لوگ اس لئے جان کی بازی ہارے ہیں کہ ان کو بروقت Blood Transfusion کی سہولت مہیا نہیں تھی۔ اگر وہاں پر ٹراما سنٹر بنا دیا جائے تو ضلع سرگودھا کی تحصیل بھلوال اور ضلع منڈی بہاؤالدین کے مسافروں کے لئے خاص طور پر اور عوام کے لئے یہ بہت بڑی نعمت ہو گی۔

جناب چیئرمین! ہمارا ایک مسئلہ جو نہ صرف ملک کا مسئلہ بھی ہے بلکہ پنجاب کا بھی ایک بڑا مسئلہ ہے۔ ابھی جو بینظیر انکم سپورٹ پروگرام کے لئے poverty survey ہو رہا ہے وہاں پر نادرا کے ذرائع کے مطابق پاکستان کی اس وقت آبادی تقریباً 20 کروڑ کے قریب پہنچ چکی ہے اور شاید officially پاکستان کی آبادی 18 کروڑ کے قریب ہے۔ یہ population explosion کو کنٹرول کرنے کے لئے ہمیں کسی ملاں سے، کسی conservator سے خوف کھائے بغیر ہمیں اپنے population control کو بہتر بنانا ہو گا اور اس کے لئے ہمیں اپنے غریب عوام کو خاص طور پر مزدور طبقے کو ہم یہ incentive دے سکتے ہیں کہ جو جوڑا دو بچے یا اس سے کم پیدا کرے گا ان کا بجلی کا بل free کر دیا جائے، ان کو صحت اور تعلیم کی مفت سہولیات دی جائیں۔ اس طرح کی سکیموں سے ہم population کو کنٹرول کرتے رہیں گے ورنہ پاکستان میں ہر سال فیصل آباد کی آبادی والا ایک شہر پیدا ہو رہا ہے۔ اگر یہ آبادی کا بڑھتا ہوا عفریت اسی طرح سے جاری رہا تو ہماری تمام تر منصوبہ بندی اور ساری کارروائیاں دھری کی دھری رہ جائیں گی۔

جناب چیئرمین!زراعت جو پنجاب کا بنیادی شعبہ ہے اس میں اس دفعہ کچھ مسائل دیکھنے میں آئے ہیں۔ سرگودھا ڈویژن میں citrus fruits کے لئے اس دفعہ بہت problem رہا اور بہت سارے درخت سُوکھ گئے جس کی main وجہ یہ تھی کہ پچھلے season میں جب وہاں پر پانی کی اشد ضرورت تھی تو جہلم کینال کو کسی کے کہنے پر بند کر دیا گیا۔ اس طرح کی مزید کارروائیاں نہ کی جائیں اور citrus fruits کے علاقوں کو in time پانی مہیا کرنے کے لئے یقینی بنایا جائے۔ اس کے علاوہ skilled labour کے لئے، ٹیکنیکل ایجوکیشن کے لئے TEVTA کو یہ ہدایت کی جائے کہ تمام اضلاع اور ڈویژنوں میں ٹیکنیکل ادارے زیادہ سے زیادہ قائم ہوں اور اس کے لئے ہمیں system caste پر بھی دھیان دینا ہو گا تاکہ skilled labour کو کم declare نہ کیا جا سکے اس کے لئے ہمیں قانون سازی کرنی پڑے گی کہ caste system کو اس صوبہ سے کم از کم affectively ختم کر دیا جائے۔

جناب سپیکر!اس کے ساتھ ساتھ زراعت میں skilled labour کے لئے ہمیں advanced technology پر زور دینا ہو گا جس کے لئے ہمیں مراعات دینا ہوں گی جس میں Tunnel Farming, Drip Irrigation, Sprinkle Irrigation اور Seed Technology شامل ہیں اور اس کے لئے ہمیں modern equipment مثلاً Levellers وغیرہ دینے چاہئیں۔ اس کے علاوہ wet planters and seed graded technology بھی ہمیں introduce کرانی چاہئے۔ لائیو سٹاک ہمارے ملک کا اہم سرمایہ ہے اس کے لئے بھی vaccinations, dewarming and first aid کے لئے مناسب سہولتیں مہیا کرنی چاہئیں۔ میں آخر پر آپ کا مشکور ہوں اور خاص طور پر میڈیا کے لوگوں کا مشکور ہوں جو ہم سے زیادہ تعداد میں بیٹھ کر ہماری کارروائی دیکھ رہے ہیں۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

MR. CHAIRMAN: Thank you. Now I would invite the Finance Minister for winding up address.

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): بہت شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں قائد حزب اختلاف اور حکومتی واپوزیشن ارکان جنہوں نے ضمنی بجٹ کی بحث میں حصہ لیا کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے بڑی محنت اور کوشش سے ہماری books اور ان میں درج figures میں سے points نکالے۔ قائد حزب

اختلاف نے کہا کہ ہمارا جو supplementary budget document ہے یہ 2010-11 کا ہے جبکہ یہ 2009-10 کا ہونا چاہئے تھا۔ دراصل یہ ہمارے آئندہ آنے والے سال کی proposals کا حصہ ہے اس لئے نیا سال لکھا گیا لیکن اس کے اندر اگر ہم دیکھیں تو supplementary budget statement for 2009-2010 جو بنیادی طور پر 2009-10 کا document ہے۔

جناب چیئر مین! یہ کہا گیا کہ ضمنی بجٹ کا حجم بہت بڑا ہے لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ supplementary کی روایت کو ختم ہونا چاہئے اور اگر ختم نہ ہو تو اس کو کم سے کم ہونا چاہئے۔ پچھلے مالی سال کے مقابلے میں اس دفعہ 50 فیصد ہے جو still بہت زیادہ ہے۔ Technically speaking کہ ہمارے اس ضمنی بجٹ کی اصل ٹوٹل رقم 153- ارب ہے لیکن اگر technically آپ دیکھیں گے تو یہ تقریباً 15- ارب کا ضمنی بجٹ بنتا ہے، وہ کیسے بنتا ہے میں آپ کو بتاتا ہوں۔ اس بجٹ کی دو بڑی figures ہیں جس کی میں آپ کو outline بتاؤں گا۔ ایک figure خوراک کی مد میں ہے جو تقریباً 50- ارب روپے کی رقم ہے۔ جب ہماری wheat procurement کی campaign شروع ہوئی تو اُس وقت حکومت نے یہ فیصلہ کیا کہ ہمیں wheat زیادہ سے زیادہ خریدنی چاہئے تاکہ farmers کو اس کا فائدہ ہو اور wheat کی قیمت کو 950 پر stable رکھا جائے۔ اگر اس وقت پنجاب حکومت intervene نہ کرتی تو شاید یہ قیمت stable کرنا مشکل تھا۔ 50- ارب روپیہ جو ہم procurement کے لئے دیتے ہیں وہ sale کے بعد دوبارہ ہمارے پاس آجاتا ہے۔ اس کے علاوہ 89- ارب روپے تقریباً ways and means advances کی مد میں آئے۔ اس 89- ارب میں ایک پورشن 27- ارب کا overdraft بھی ہوتا ہے اور یہ overdraft، 30- جون 2010 کو zero ہو جائے گا اس لئے overdraft کو ہم during the month استعمال کرتے ہیں۔ اگر ہم سال کے آخر میں دیکھیں تو یہ 89- ارب روپے کی رقم بھی اس وقت ختم ہو جائے گی اس لئے اگر ہم حساب لگائیں تو پھر ہمارے پاس 15- ارب روپے رہ جائیں گے۔ یہ وہ 15- ارب روپے ہیں جن کے بارے میں قائد حزب اختلاف نے کہا کہ sugar کی مد میں تمام DCOs کو پیسا دیا گیا۔ ہم نے sugar کی مد میں DCOs کو جو پیسا دیا اُس سے ہم نے sugar purchase کی تھی اس کے بعد جب ہم نے sugar sale کی تو اس sale کی proceeds دوبارہ حکومت کے پاس آگئی لیکن یہ رقم خرچ کرنا بھی ضروری ہوتا ہے۔

جناب چیئر مین! ان 15۔ارب روپوں میں سے دو تین اخراجات اور بھی ہیں۔ قائد حزب اختلاف نے یہ بھی کہا کہ پولیس کے لئے ہم اتنے فنڈز کیوں بڑھاتے ہیں، میں یہ ہاؤس سے پوچھتا ہوں کہ اگر ہم پولیس کو فنڈز نہ دیں تو کیا پھر اس کی کارکردگی بہتر ہو جائے گی؟ پولیس کی جو requirements ہیں وہ اپنی جگہ پر ہیں کیونکہ ہم نے اُن کی requirements پوری کرنی ہیں، ان کو equipped اور trained کرنا ہے لیکن ساتھ ساتھ اس کی کارکردگی بھی بہتر بنانے کی ضرورت ہے لہذا ہمیں یہ فنڈز انہیں دینے پڑتے ہیں۔ اگر ہم کہیں کہ پہلے کارکردگی کو بہتر کریں پھر اس کے بعد ہم فنڈز مہیا کریں گے تو شاید ایسا ممکن نہیں ہے۔ پہلے ہم پولیس کو سہولیات دیں گے اس کے بعد ہی کارکردگی بہتر ہو گی۔ اس کے علاوہ ہم نے پنشن کی مد میں 2۔ارب روپے دیئے۔ ہم نے بجٹ میں پنشن کے لئے 19۔ارب روپے رکھے تھے لیکن جب during the year پنشن کے final figures آتے ہیں تو وہ بعض اوقات calculation میں کم یا زیادہ بھی ہو جاتے ہیں اس لئے ہمیں پنشن کی مد میں 2۔ارب روپے زیادہ دینے پڑے۔TEVTA کی development کے لئے ہم نے 4.5۔ارب روپے دیئے۔ یہ ایک outline تھی کہ technically ضمنی بجٹ کیا ہے اور real terms in کتنا ہے؟ آئندہ سال کے لئے حکومت کی کوشش ہو گی کہ supplementary کے figures کو کم از کم کیا جائے اور خرچ بھی کم از کم کیا جائے لیکن کوئی بھی ایسے اخراجات جو بجٹ میں نہیں آتے اور اچانک آ جاتے ہیں، یہ صوبے اور غریب عوام کے فائدے میں ہیں اور وہیں پر ہی یہ ضمنی اخراجات کئے جائیں گے۔ ہم کوشش کریں گے کہ ان اخراجات کو کم از کم کریں۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئر مین: بہت شکریہ۔ آج کے اجلاس کی کارروائی مکمل ہو گئی ہے۔ یاد رہے کہ مورخہ 24۔جون 2010 کو ضمنی مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری ہو گی۔ Cut Motions کے ذریعے مطالبات زر پر کارروائی دوپہر ایک بجے تک جاری رہے گی، باقی ماندہ مطالبات زر پر کارروائی قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 144/4 کے تحت گلوٹین کے ذریعے براہ راست سوال کے ذریعہ ہو گی۔ اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ 24۔جون 2010 صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔